خطبات کولمبو
ناشر
نبیرۂ حضور اشرف الفقہاء
ت مولانا توقیر اشرف رضوی صاحب قبلہ
نوری میڈیکل اسٹور شانتی نگر ناگپور

خطبات کولمبو

مصنف

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ

مفتی اعظم مہاراشٹر

بانی و مہتمم الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور

ناشر

نبیرۂ حضور اشرف الفقہاء

حضرت مولانا توقیر اشرف رضوی صاحب قبلہ

نوری میڈیکل اسٹور شانتی نگر ناگپور

کتاب: خطبات کولمبو

مصنف: خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند،

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ

مفتیٔ اعظم مہاراشٹر

بانی و مہتمم الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور

اشاعت: ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴ء

باردوم : ۱۴۳۷ھ ۲۰۱۶ء

کمپوزنگ: غلام صمدانی رضوی کریم نگر

تعداد : دو ہزار ۲۰۰۰

صفحات: ۲۱۶

قیمت : ۱۵۰

ناشر : نبیرۂ حضور اشرف الفقہاء

حضرت مولانا توقیر اشرف رضوی صاحب قبلہ

نوری میڈیکل اسٹور شانتی نگر ناگپور

صفحہ نمبر	موضوعات

۷۸۶

۹۲

عرض ناشر

بسمہ تبارک وتعالیٰ

یہ کتاب ''خطبات کولمبو'' جو آپکے ہاتھوں میں ہے، یہ میرے جد کریم اشرف الفقہاء حضرت العلام حضور مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قادری رضوی، مفتیٔ اعظم مہاراشٹر، وبانی الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور، دامت برکاتہم القدسیہ کی ان دس تقریروں کا مجموعہ ہے جنکو آپ نے ۲۰۰۲ء میں سری لنکا کی راجدھانی کولمبو شہر کے مختلف جلسوں اور نشستوں میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی تھیں، چونکہ یہ تقریریں علمی، ادبی، روحانی اور اصطلاحی اقدار پر مشتمل ہیں، اسلئے افادۂ عام کی خاطر حضرت گرامی قدر مولانا نور الحسن صاحب قبلہ صدر المدرسین دارالعلوم فیضان رضا کولمبو نے اس علمی سرمائے کو کیسٹوں سے نقل فرماکر تحریری شکل عطا فرمادی ''جزاہ اللہ خیراً''

چونکہ یہ تقریریں نہایت مفید اور قیمتی ہیں، اسلئے ان تقاریر کے علمی، ادبی اور روحانی فیضان کو عام کرنے کی غرض سے رضا اکیڈمی کے فعال ارکان نے یہ طے کرلیا کہ اسکو کتابی شکل میں شائع کردیا جائے تاکہ سب لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، چنانچہ ان حضرات نے ۲۰۰۴ء میں خطبات کولمبو کے نام سے اسکو شائع بھی کردیا، رب قدیر رضا اکیڈمی کے جملہ ارباب حل وعقد کو دارین کی سرفرازیاں عطا فرمائے آمین۔

جب کتاب چھپ کر مارکیٹ میں آئی تو اللہ تعالیٰ نے کتاب کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ دیکھتے ہی دیکھتے پہلے ایڈیشن کے تمام نسخے ختم ہوگئے اور اسکی مانگ میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا، مگر اسکے باوجود کتاب دوبارہ نہ چھپ سکی، جبکہ میرے مشفق ومربی حضرت علامہ غلام مصطفیٰ صاحب قبلہ بانی ومہتمم

دار العلوم انوار رضا نوساری دامت برکاتھم العالیہ نے کئی بار کتاب کی دوبارہ طباعت کے لئے دادا جان قبلہ سے گذارش بھی کی، ان کے جواب میں حضرت والا نے فرمایا کہ پہلے ایڈیشن میں کتابت کی بہت سی غلطیاں ہیں بلا تصحیح اس طرح چھپوانا کسی طرح مناسب نہیں، ان اغلاط کی تصحیح میں خود کرونگا، اسکے بعد کتاب کی طباعت ہوگی، مگر حضرت والا کی مصروفیات کی وجہ سے تصحیح کے کام میں ضرورت سے زیادہ تاخیر ہوگئی، اسلئے طباعت کا کام التواء کا شکار ہو کر رہ گیا۔

اب جبکہ ہر طرف سے عوام وخواص کا اصرار بڑھا تو حضرت قبلہ نے اپنی مصروفیات سے تھوڑا تھوڑا وقت نکال کر اس کام کو پورا فرما دیا، دیر آئند درست آئند کے بموجب یہ دوسرا ایڈیشن تصحیح وتزئین کے بعد طباعت کے مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے، وللہ الحمد، پھر بھی بتقضائے بشری کوئی غلطی آپ کو نظر آئے تو مطلع فرمادیں، ہم آپ کے مشکور ہونگے۔

ایک خوشخبری یہ بھی ہے کہ حضرت والا مرتبت دامت برکاتھم العالیہ کی وہ تقریریں جو انڈیا کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں موقعہ بموقعہ ہوئی ہیں ان میں سے جن تقریروں کی سی، ڈی یا کیسٹ مل سکی ہیں ان کو بھی تحریری شکل میں جمع کر دیا گیا ہے، الحمد للہ رب العالمین جو بنام ''خطبات اشرف الفقھاء،، تین ضخیم جلدوں میں تیار ہو چکی ہیں، حضرت والا بذات خود ان پر نظر ثانی فرما کر تصحیح و ترتیب کے مراحل سے گزار رہے ہیں، کام چونکہ بڑا ہے اسلئے دیر ہوگی، ہماری دعاء ہے کہ رب قدیر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں جلد از جلد اس کام کو پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے غیبی تائید فرمائے، اور صاحب کتاب دام ظلہ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم فقط

طالب دعاء

خادم العلماء محمد توقیر اشرف رضوی

نبیرہ حضور مفتئ اعظم مہاراشٹر مفتی

محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ

سری لنکا میں فکر رضا کی منتشر پنکھڑیاں

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

رضا اکیڈمی شاخ مالیگاؤں کے صدر مجاہد سنیت جناب الحاج ڈاکٹر رئیس احمد رضوی صاحب زید کرمہ نے عندلیب باغ رسالت، حافظ الحاج محمد احسان محمد اقبال صاحب کے ذریعہ یہ مژدۂ جانفزا سنایا کہ خطبات کولمبو تمام مراحل سے گذر کر پریس جارہی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کولمبو سری لنکا اور وہاں اسلام ورضویت نیز میمن حنفی مسجد کولمبو کے حوالہ سے کچھ لکھدیں۔ لھذا چند سطور حاضر ہیں۔

سری لنکا: ہندوستان کے جنوب میں بحر ہند کے ساحل پر واقع سری لنکا ایک خوبصورت جزیرہ Island ہے، یہ ملک سبزہ زاری، قدرتی مناظر اور اپنے فطری حسن کے لئے آفاقی شہرت رکھتا ہے، اس ملک کا رقبہ پینسٹھ ہزار چھ سو دس مربع کیلومیٹر (65610 km) ہے، جو بھارت کے مقابلہ میں تقریباً پچاس گنا چھوٹا ہے، اسکا پرانا نام سیلون Ceylon، سیلان Seylan، لنکا Lanka، سیلانی Seelani، ٹیروبین Taroban، اور سراندیپ رہا ہے۔ مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے جب زمین پر تشریف لائے تو اسی سراندیپ کو سب سے پہلے قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اسکی تائید بعض روایات سے بھی ہوتی ہے (روح البیان اول ۲۳ تفسیر نعیمی اول ۲۹) پہاڑ کی جس چوٹی نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کا مقدس قدم اپنے سر پر رکھا ہے اسے جبل آدم Adam's Peack کہتے ہیں۔ شاید حضرت آدم علیہ السلام کے پائے اقدس کی برکت ہی ہے کہ جبل آدم سے متصل علاقوں میں ہیرے اور جواہرات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے نشان قدم کی زیارت اور جواہرات کی تجارت کے لئے عربوں کی سری لنکا آمد ورفت ہزاروں سال سے جاری ہے اور تاریخ بتاتی ہے کہ ۶۰۰ء میں یعنی مکہ شریف میں آفتاب

نبوت کی جلوہ گری سے تقریباً پونے پانچسو سال پہلے بعض عرب نے یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ چنانچہ جب عرب میں رسالت کا سورج طلوع ہوااور دنیا سے کفر کی تاریکی دور ہونے لگی تو جلد ہی سری لنکا کے خوش نصیب انسانوں نے اسلام قبول کرلیا۔ مشہور مجاہد اسلام محمد بن قاسم نے سندھ (کراچی) پر جو حملہ کیا تھا، اس کا سبب سری لنکا سے عرب جانے والے مسلمانوں کو سندھی لٹیروں سے آزاد کرانا تھااور یہ حملہ پہلی صدی ہجری کے اواخر میں ہوا تھا۔ (تفصیل کے لئے یہ کتاب دیکھیں جو انگریزی میں ہے)

ARABIC ARWI AND PERSIAN IN SARANDIB AND TAMIL NADU

سری لنکا میں گوتم بدھ کے ماننے والے (بدھشٹ) ستر فیصد 70%، ہندو پندرہ فیصد 15%، مسلم آٹھ فیصد 8% ہیں اور عیسائی سات فیصد 7% ہیں۔ اکثریتی طبقہ کا خیال ہے کہ مذکورہ نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کا نہیں بلکہ ان کے مذہبی رہنما گوتم بدھ کا ہے۔ اسی بنیاد پر وہ اس مقام کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ جذبہ عبادت سے سرشار ہوکر اس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔ ان کے بوڑھے کمزور بھی اس چوٹی کو سر کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ چوٹی سطح زمین سے سات ہزار تین سو ساٹھ فٹ (7360 f) کی بلندی پر واقع ہے۔ بدھشٹوں کا اپنے اسلاف کے آثار وتبرکات کی تعظیم وتکریم اور حفاظت دیکھ کر بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کچھ مسلمان کہلانے والے (سعودی، نجدی وہابی وغیرہ) ایسے بھی ہیں جو خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے اسلاف کرام کے آثار وعلامات کو مسمار کررہے ہیں۔ افسوس! جنھیں حفاظت کرنا چاہئے تھا وہی نیست ونابود کررہے ہیں۔ حالانکہ اللہ والوں کے آثار اور ان کی نشانیاں معزز ومکرم ہیں، شعائر خدا ہیں، شعائر خدا کی تعظیم وتکریم مومن کی پہچان ہے، ایمان کا حصہ ہے اور دل کا تقویٰ ہے۔ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (سورۃ الحج)

ذکر رضا کولمبو سری لنکا میں:

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

یہ حقیقت ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہرت و ناموری سے گریزاں تھے۔ گوشہ تنہائی میں کتب بینی اور تصنیف و تالیف آپ کا مشغلہ تھا۔ پیغمبرِ صادق و امین ﷺ کے دین حنیف کی حمایت و صیانت اور گستاخانِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی سرکوبی میں آپ کا قلمِ حقیقت رواں دواں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو احقاق حق اور ابطال باطل ہی کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ آثار فضل و کمال اور انوارِ سعادت و کرامت آپ کی جبینِ اقدس میں درخشاں و تاباں تھے، جنھیں دیکھ کر خاصان خدا پہچان لیا کرتے ہیں۔ عہد شباب ہی میں ۱۲۹۴ھ میں عارف باللہ آپ کے مرشد برحق کے ارشادات دلیل ہیں۔ نیز ۱۲۹۵ھ میں پہلی بار حرمین شریفین کی زیارت سے اعلیٰ حضرت مشرف ہوئے تو علماء مکہ نے حرم شریف میں بغیر سابقہ تعارف کے، ہاتھ پکڑ کر یہ فرمایا تھا: ''اِنِّی لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْن'' بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں''۔ شیخ العلماء بالبلد الامین، محدث و فقیہ، سیدنا المولیٰ احمد ابن زینی دحلان رضی اللہ عنہ جیسے صاحبان فضل و کمال نے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی زبانی و تحریری اجازت سے سرفراز فرمایا۔ شیخ العلماء موصوف کے تلامذہ و احباب خصوصاً آپ کے شہزادہ عالی وقار سیدنا المولیٰ عبد اللہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف کتب رضا کی حمایت و تصدیق کی بلکہ دشمنوں کی سازش کو بھی ناکام بنا دیا تھا۔ شہزادۂ موصوف کو بھی سرکار اعلیٰ حضرت نے اجازت و خلافت عطا کی۔ شیخ العلماء موصوف کے ایک مایہ ناز شاگرد محدث و فقیہ الشیخ مصطفیٰ آدم سیلانی بھی ہیں۔ سری لنکا میں مندرجہ ذیل لوگوں نے پیغام رضا کو عام کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

(۱) شیخ مصطفیٰ ابن باوا آدم سیلانی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۲۵۲ھ وصال ۱۳۰۵ھ)

کولمبو شہر سے تقریباً ۷۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع شہر بیروولا Beruwala میں آپ کی ولادت ہوئی ابتداء میں کابل ٹینم جنوبی ہند میں تعلیم حاصل کی ۔ ۱۲۷۷ھ میں مکہ شریف گئے ۔ وہاں اکابر علماء خصوصاً شیخ العلماء بالبلدالامین سیدنا المولیٰ احمد ابن زینی دحلان سے چار سال تک کسب علم وفیض کیا۔ یہاں تک کہ یگانۂ روزگار ہوئے اعلم علماء لنکا اور خدا رسیدہ شیخ طریقت کی حیثیت سے پورے ملک میں معروف ومشہور ہیں۔ آپ کے مریدین، وہابیوں، بدمذہبوں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ تبلیغ وارشاد تفسیر قرآن اور تدریس بخاری شریف آپ کا مشغلہ تھا۔ تامل زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ فرمایا جو فتح الرحمٰن کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲۸۱ھ اور ۱۳۰۵ھ کے درمیان بغرض حج وزیارت آپ نے سات مرتبہ حرمین شریفین کا سفر کیا ہے۔ بہت ممکن ہیکہ آپ نے ۱۲۹۵ھ میں بھی حج کیا ہو، بصورت اثبات سرکار اعلیٰ حضرت سے آپ کی ملاقات یقینی ہے، اس لئے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے آپ کے استاذ گرامی والہانہ محبت فرماتے تھے۔۔ سری لنکا میں سب سے پہلے ذکر رضا کرنے والے بزرگ آپ ہی ہیں۔ آپکے موجودہ جانشین ونبیرۂ گرامی، عالم نبیل، حضرت علامہ شیخ احمد صاحب قبلہ زید کرمہ ہیں، آپ متقی وپرہیز گار ہیں، تامل عربی اور انگریزی زبان پر عبور رکھتے ہیں، کتب رضا سے استفادہ کی غرض سے آپ نے اردو زبان بھی سیکھی، رضا اکیڈمی ڈربن، پاکستان اور ہندوستان سے بہت کتابیں حاصل کیں آج آپ کے پاس رضویات کا ذخیرہ ہے۔

(۲) الحاج سلیمان عبداللطیف صاحب رضوی کاٹھیاواڑی:

آپ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ جماعت رضائے مصطفیٰ کے نہ صرف رکن تھے بلکہ ان مخصوص عمائدین جماعت سے تھے جنھوں نے ہر موڑ پر جماعت رضائے مصطفیٰ کی مدد کی

(تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ ۴۵) کولمبو کے عمر رسیدہ میمن حضرات نے بتایا کہ بڑے نیک اور مخیر تھے۔ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے۔ ان کی فیملی کاٹھیاواڑ گجرات میں ہی رہتی تھی۔ تقسیم ہند کے بعد ان کی اولادیں پاکستان چلی گئیں۔ کولمبو میں پہلے رضوی میمن آپ ہی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ عبد القادر صاحب المعروف بہ صوفی حضرت:۔

آپ بڑے متصلب سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل تھے، اردو بھی جانتے تھے، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا ذکر بڑی عقیدت سے کرتے تھے۔ سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر اپنے مریدوں کو عمل کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ ہی کے حکم پر آپ کے ایک مرید اور راقم السطور کے ہم درس حضرت مولانا بدر الدین صاحب سری لنکوی، دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف پھر الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور گئے۔ واپسی پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی چند کتابوں کا تامل زبان میں ترجمہ کیا۔

(۴) خلیفۂ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام حضور علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ:

آپ نے اسلام کا پیغامِ محبت پوری دنیا میں پھیلایا۔ آپ دنیا کے متعدد زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپکا طریقۂ تبلیغ نہایت مؤثر تھا۔ خواہ کوئی بستی ہو یا شہر ہوتن تنہا بھی چلے جاتے تھے۔ وہاں کے مدبروں، دانشوروں اور مفکروں سے اسلام کی حفاظت کے موضوع پر گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کی طرف سے عام اجازت ہوتی کہ کوئی بھی کسی بھی طرح کا سوال اسلام کے بارے میں کر سکتا ہے۔ آپ اسلام کی صداقت وحقانیت کو ایسا مبرہن اور ظاہر فرماتے تھے کہ لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جاتے تو بسا اوقات تنہا ہوتے تھے مگر واپسی پر وفاداروں کی بھیڑ ساتھ ہوتی تھی۔ آپ وفاداروں کو یوں ہی بے سہارا نہیں چھوڑتے تھے بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کے لئے مدارس قائم فرماتے تھے، مساجد بنواتے تھے جرائد نکلواتے تھے، آپ کے قائم کئے ہوئے ادارے دنیا کے متعدد ملکوں میں آج بھی دین متین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

حضور مبلغ اسلام علیہ الرحمہ سری لنکا میں ۱۹۲۳ء میں تشریف لائے اور یہاں بھی اسلام کی اشاعت کی۔ آپ نے محسوس کیا کہ یہاں کے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔ آپ نے یہاں متعدد درسگاہیں قائم فرمائیں۔ ایک تو خاص شہر کولمبو میں ہے۔ دوسرے ملک کے دوسرے شہروں میں ہیں۔ (ان مدارس کی تفصیل طوالت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں)

حضور مبلغ اسلام نے دیکھا کہ یہاں کے تقریباً سارے مسلمان شافعی المذہب ہیں۔ تھوڑے میمن جو ہندوستان سے ہجرت کر کے آئے ہیں اردو بولتے ہیں، حنفی المذہب ہیں، ان کے لئے پورے ملک میں ایک بھی ایسی مسجد نہیں ہے جہاں وہ اپنے طریقہ پر نماز ادا کر سکیں۔ لہذا آپ نے شہر کولمبو میں میمن حنفی مسجد کی بنیاد ۱۹۲۳ء میں رکھی۔ اس کی تعمیر ۱۹۳۵ء میں مکمل ہوئی۔ آج یہ مسجد سنیوں کے لئے مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر سال ہند و پاک سے متعدد علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لاتے ہیں اور سب اسی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس مسجد کے نمازی علماء، مشائخ اور سادات کرام کی بڑی تکریم و تعظیم کرتے ہیں۔ اہل سنت کے اکابر علماء جو اسکی امامت و خطابت کیلئے تشریف لا چکے ہیں۔ ان میں چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت علامہ مفتی محبوب رضا خان صاحب علیہ الرحمہ: آپ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے محبوب شاگرد تھے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے سترھویں حصہ کے آخر میں اپنے چند تلامذہ کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں ایک نام حضرت مفتی صاحب موصوف کا بھی ہے۔ استاذ گرامی کی وصیت کے مطابق آپ نے بھی بہار شریعت کے حصہ ہیز دہم کی تصنیف کی۔ آپ نے کولمبو میں بحیثیت امام وخطیب ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۰ء تک قیام فرمایا۔

(۲) شیخ طریقت علامہ سید مظہر ربانی صاحب قبلہ تلمیذ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ۱۹۶۳ء میں۔

(۳) مبلغ اسلام علامہ، حافظ وقاری محمد ابراہیم خوشتر صاحب علیہ الرحمہ (۱۹۶۳ء) پھر ۱۹۷۲ء) میں۔

(۴) علامہ حافظ وقاری مصلح الدین صاحب قبلہ تلمیذ حضور حافظ ملت علیہما الرحمہ۔

(۵) علامہ حافظ وقاری عبد السلام صاحب قبلہ خلیفہ قطب مدینہ حضور ضیاء الدین مدنی علیہما الرحمہ۔
(۶) حضرت مولانا محمد اختر حسین صاحب قبلہ فاضل جامعہ نعیمیہ مراد آباد، آپ ہی کی کوششوں سے تاج الشریعہ فقیہ اسلام جانشین حضور مفتی اعظم، علامہ اختر رضا خان صاحب قبلہ، ازہری دامت برکاتہم القدسیہ پہلی بار جولائی ۱۹۸۷ء میں کولمبو تشریف لائے۔
(۷) مفتی کرناٹک علامہ مفتی محمد انور علی صاحب قبلہ (۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۱ء) آپ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے محبوب اور چہیتے شاگرد ہیں۔ آپ کی امامت وخطابت کا زمانہ اہل کولمبو کے لئے سراپا نعمت تھا، آپ تعمیری ذہن رکھتے ہیں۔ علم وعمل میں اسلاف کرام کا بہترین نمونہ ہیں، آپکو اللہ تعالیٰ نے کردار سازی کا ملکہ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے نوجوانوں میں کچھ کر گزرنے کا حوصلہ پیدا فرمایا، انجمن فیض رضا قائم کیا، قدم قدم پر اس کی مدد کی، انجمن فیض رضا کا قافلہ آج بھی آپ ہی کی سرپرستی میں رواں دواں ہے، اسی انجمن کے زیر اہتمام مدرسہ فیض رضا چل رہا ہے جواب دار العلوم فیض رضا ہے۔ فیض رضا کی دو شاخیں دار العلوم امام احمد رضا اور دار العلوم قادریہ شہر کولمبو سے دور علاقوں میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ خدا کرے سری لنکا میں یہ فیض رضا جو آج ملک گیر ہے عالم گیر ہو جائے۔ آمین۔

۲۰۰۰ء میں اسی مدرسہ فیض رضا کے آٹھویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مہمان خصوصی تھے، حضور اشرف العلماء حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ ۔۔۔ آپ الصفات بڑے بافیض عالم باعمل ہیں، آپ کی صحبت میں چند لمحے گزارنے والا نہ صرف اپنی اصلاح کے لئے سنجیدگی سے غور کرتا ہے بلکہ خدمت دین کا بھی حوصلہ پاتا ہے۔ یہ سب سرکار مرشدی سیدی الکریم، حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کا خصوصی فیضان ہے۔ آپ سرکار حضور مفتی اعظم کے بڑے چہیتے اور محبوب خلیفہ ہیں، برسوں سفر وحضر میں ساتھ رہ چکے ہیں، سرکار مرشدی سیدی الکریم محبت سے آپ کو ''ہمارے مولانا'' کہہ کر پکارتے تھے۔ دراصل اسی نسبت نے ہم

غلامان رضا کو حضور اشرف العلماء کی محبت کا اسیر بنایا۔ آپ کے ارشادات وخطبات ہم سنیوں کے لئے سند ومعیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی تقریروں میں دلائل وبراہین کے انبار بھی ہوتے ہیں اور نئے علمی نکات بھی، عقیدہ وعمل کی اصلاح خصوصا مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی ایسے آسان و شیریں الفاظ میں کرتے ہیں کہ سامع کے دل میں ہر ہر بات اترتی چلی جاتی ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اشعار کی تشریح تو ایسے اچھوتے انداز میں پیش کرتے ہیں کہ سننے والا جھوم جھوم جاتا ہے۔ دراصل انھیں خوبیوں کی وجہ سے خیال ہوا کہ موصوف کی ان تقریروں کو جو کولمبو میں ہوئیں انھیں تحریری شکل دے دی جائے تا کہ اس کا فائدہ عام وتام ہو جائے۔ پروردگار عالم نے مجھے توفیق بخشی کیسٹ کے ذریعہ نقل کر دیا۔ بے پناہ مسرت ہو رہی ہے کہ اب یہ کتاب رضا اکیڈمی مالیگاؤں کے جیالے اراکین کے ذریعہ تصحیح وکتابت وغیرہ کے مراحل سے گذر کر پریس جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبول بخشے اور ہمیں مزید خدمت دین کی توفیق بخشے۔

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ — عقبیٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ
بیٹھیں جو در پاک پیمبر کے حضور — ایماں پہ اس وقت اٹھانا مولیٰ

آمین بجاہ حبیب المتین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

نور الحسن نوری (مدرسہ فیض رضا، کولمبو، سری لنکا)

پیش لفظ

ایک ایسی شخصیت جن کے متعلق تاج الاسلام، فقیہ العصر، علامہ اختر رضا ازہری صاحب قبلہ نے مالیگاؤں شہر کے ایک اجلاس میں فرمایا کہ ”مجیب اشرف تو اپنے وقت کا مفتی ہے“ ۔۔۔۔۔۔ایک ایسی شخصیت جسے اہل سنت وجماعت کے ممتاز اور صف اول کے اکابر نے متفقہ طور پر ”مفتی اعظم مہاراشٹر“ کے خطاب سے نوازا۔۔۔۔۔۔ایک ایسی شخصیت جن کے مفتی اعظم مہاراشٹر ہونے پر نہ صرف مرکز اہل سنت بریلی شریف، بلکہ مرکز روحانیت مارہرہ مطہرہ سے بھی تائید وحمایت حاصل ہے۔۔۔۔۔۔ ایک ایسی شخصیت جن کو مفتی اعظم مہاراشٹر کا اعزاز ملنے پر شہزادۂ رسول سید محمد حسینی اشرفی صاحب (سجادہ نشین، درگاہ قطب رائچور، گلبرگہ) نے جشن استقبال کا منبر سجایا۔۔۔۔۔۔ایسے زبردست عالم دین کے متعلق ہم جیسے بے پڑھے لکھے لوگوں کو جنبش قلم دینا بڑا ہی کٹھن مرحلہ ہے۔ بہر حال آپ کی شخصیت اور اس تصنیف لطیف پر چند ٹوٹے پھوٹے جملے لکھ دینا میرے لئے باعث سعادت ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اولیاء کرام کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں ان میں اہم نشانی متقی اور پرہیز گار ہونا ہے، دین پر استقامت اور خدائے برحق پر توکل یہ بڑی نشانیاں ہیں اور جن میں یہ پائی جاتی ہوں قرآن کریم ان کے ولی ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی ذات والا صفات بلا شبہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ اِنْ اَوْلِيَاؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کا مظہر ہے۔۔۔ پندرہ سال سے زائد عرصہ سے حضور والا سے عقیدت وارادت کا ہمیں شرف حاصل ہے۔ رضا اکیڈمی مالیگاؤں کے اراکین کو آپ نے ہمیشہ محبتوں سے نوازا ہے اور ہر قدم پر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے، یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔ حضور والا کی خدمت گذاری کا موقع اراکین رضا اکیڈمی کو نہ صرف شہر مالیگاؤں میں، بلکہ بمبئی، بھیونڈی سورت،

نوساری اورنگ باد میں بھی حاصل ہوا، یہاں تک کہ خاندیش کے مختلف شہروں اور سری لنکا کے پندرہ روزہ دورہ کے دوران بھی رضا اکیڈمی کے اراکین آپ کی خدمت گذاری سے اپنے آپ کو سرفراز کرتے رہے۔ مالیگاؤں سے الحاج ڈاکٹر رئیس احمد رضوی، راقم الحروف رضوی سلیم شہزاد، الحاج جمیل احمد، اور الحاج محمد ابراہیم رضوی وغیرہ نے حضرت کی ہمراہی میں کولمبو کا سفر کیا، شہر کے سینکڑوں افراد ایسے ہیں جنھوں نے حضور والا کے ساتھ حج کے ایام میں سفر حج کی سعادت حاصل کی۔ ان کے علاوہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند کے بھی ہزاروں افراد ایسے ہیں جنھوں نے آپ کی معیت میں شب و روز گذارے۔۔۔۔۔ اور ہر ایک نے آپ کی ذات کو تقوئی و پرہیزگاری میں یکتائے روزگار اور شریعت مطہرہ پر سختی سے عمل پیرا رہنے والا پایا۔

شہر مالیگاؤں سے قریب ایک شہر دھولیہ ہے جہاں پر راقم الحروف نے ایک ہائی اسکول میں سروس کی ہے۔ اس وقت دھولیہ شہر میں اہل سنت و جماعت کی غالباً دو یا تین مسجدیں تھیں۔ سنیوں پر جمود کی سی کیفیت طاری تھی۔ حضور والا مفتی محمد مجیب اشرف قبلہ کے عقیدت مند مریدین نے آپ کو مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کے لئے مدعو کیا۔۔۔۔۔ ایک وہ وقت تھا اور آج کا وقت ہے ان دس بارہ سالوں میں حضور والا کی محنت اور مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی پر خلوص اشاعت کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج الحمدللہ! دھولیہ شہر میں کام کرنے والے نوجوانوں کی ٹیمیں پائی جاتی ہیں، اب وہاں پر اہل سنت و جماعت کی تیرہ (۱۳) مسجدیں ہیں، اور ایک دار العلوم ہے جہاں سے اہل سنت و جماعت کے حفاظ اور علماء کی فراغت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ یہ تو ایک زندہ مثال دھولیہ شہر کی ہے۔ ایسے ایسے ہندوستان کے نہ جانے کتنے شہر ہیں جہاں آپ نے تبلیغ اسلام کے ذریعہ نوجوانوں میں حوصلہ، ولولہ اور امنگ پیدا کر دیا۔۔۔۔ جہاں آپ تشریف لے جاتے ہیں دین وسنیت پر بہار آجاتی ہے۔۔۔۔ مسلک اعلیحضرت کی اشاعت ہونے لگتی ہے اور نوجونان اہل سنت میں تنظیمی رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ اکثر فرماتے ہیں کہ مجھے ایسی جگہ مدعو کیجئے

جہاں جماعتی سطح پر اہلسنت وجماعت میں جمود طاری ہو، جہاں کی زمین اہلسنت وجماعت کے لئے بنجر ہو۔۔۔۔اور ہم نے دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے حسن کردار کے پانی سے، قوت عمل کی کھاد ڈال کر اہلسنت وجماعت کے گلستاں کی آبیاری کی ہے اور اسے لہلہاتے ہوئے سبزہ زاروں میں تبدیل کیا ہے۔آپ کی ذات میں اصلاح قوم وملت کا یہ وصف اکتسابی نہیں بلکہ وہبی وفطری ہے، جسے آپ کے مرشد برحق، حضور مفتی اعظم، مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ کیمیاء اثر نے نکھارا اور سنوارا ہے۔

اہلسنت وجماعت میں جب کبھی آپسی اختلاف نے سر ابھارا، تب تب آپ نے اپنی مدبرانہ حکمت عملی سے اسے فرو کیا ہے۔آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ مولیٰ جماعتِ اہلسنت کے افراد کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوطی عطا فرمائے، اور آپسی دست وگریبانی سے بچاتے ہوئے، اسلام پر ہونے والے داخلی وخارجی حملوں سے نبرد آزما ہونے کی قوت عطا فرمائے۔ان باتوں سے آپ کے دل میں موجود شدید جماعتی درد کا احساس ہوتا ہے۔ بہر حال کہاں تک لکھا جائے، بقول اقبال ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

زیر نظر کتاب مفتیٔ اعظم مہاراشٹر، اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی تقریروں کا مجموعہ ہے۔آپ نے یہ تقریریں سری لنکا کے شہر کولمبو کے مسلمانوں کے منعقدہ جلسوں میں تبلیغ اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کے لئے فرمائی ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی راہ حق کا متلاشی اہل سنت وجماعت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت سے روگردانی کا مرتکب ہوگا۔ یہ کتاب نہ صرف متلاشیان راہِ حق کے لئے بلکہ اہل سنت وجماعت کے بھولے بھالے افراد کیلئے بھی، اپنے مذہبِ حقہ کی دلیل میں لاثانی ہے۔اس

کتاب میں ہر عنوان کے تحت جا بجا قرآنی آیات کے حوالے اور احادیث کریمہ کے دلائل موجود ہیں، جنھیں پڑھ کر ہر مومن کے ایمان وعقیدے کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ہر عنوان کے تحت افہام وتفہیم کیلئے چھوٹی چھوٹی اور عام فہم مثالوں کا سہارا لیا گیا ہے۔ انداز بیان شگفتہ، اور طرز تکلم دلچسپ مگر جامع ہے، جس نے اس کتاب کے مطالعہ کو خوشگوار بنا دیا ہے۔ اسلئے اس کتاب کو پڑھنے کے بعد معمولی سمجھ رکھنے والے اور عام فہم لوگ بھی پکار اٹھیں گے کہ بے شک اہلسنت وجماعت ہی فرقہ ناجیہ، مسلکِ حق ہے۔

مفتی محمد مجیب اشرف صاحب بیک وقت ایک خوش بیان اور فصیح وبلیغ خطیب بھی ہیں اور مباحث ومناظر بھی۔ ان کی گفتگو اتنی مدلل ہوتی ہے کہ ان کا مخاطب ومخالف مشکل سے ہی ان سے اختلاف کرنے کی ہمت کرسکتا ہے۔ اور آپ جس سے اختلاف رکھتے ہیں اس سے اتنے Pursuasive (تعاقبی رمرحلہ درمرحلہ) انداز میں بحث کرتے ہیں، سمجھاتے ہیں کہ وہ بہر حال آپ سے اتفاق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے منکرین پر لطیف طنز اور ہنسی ہنسی میں سنجیدہ گفتگو کرنا، اپنی بات پیش کرنے میں سلاست وروانی، اشعار وتشبیہات کا استعمال اظہار کلام میں فصاحت وبلاغت یہ اور ان جیسے بے شمار شہ پاروں سے مزین آپ کی ان لا جواب تقریروں سے ہمیں امید ہے کہ قارئین اپنے فکر واعتقاد کی اصلاح کریں گے۔

مباحثے سے قطعِ نظر علمی خطابت کی ایک اور شکل وہ تقریریں جو تعلیمی، علمی اور ادبی اداروں میں، مخصوص محفلوں، مجلسوں، سیمناروں، جلسوں اور ادبی تقریبوں میں کی جاتی ہیں تا کہ ان کے ذریعہ عوام تک معلومات بہم پہنچائی جاسکے اور سامعین کو غور وفکر کرنے کا موقعہ ملے۔ اس قسم کی تقاریر کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، ہمیں لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ حضور والا کی اس طرح کی تقریروں کا انعقاد رضا اکیڈمی مالیگاؤں نے شہر کی مختلف اسکولوں میں بھی وقتاً فوقتاً کیا ہے ان ہائی اسکولوں میں شہر کی نامور ہائی اسکولیں شامل ہیں جہاں طلباء کی اجتماعی حمد خوانی

کے بعد حضور والا نے حصول علم کی اہمیت وفضلیت، طلباء کا مقام ومنزل، اساتذہ کی ذمہ داریاں قرآن وحدیث کی روشنی میں علم الابدان کے حصول کی اہمیت وغیرہ باتوں کے احاطہ کے ساتھ ساتھ اخلاقیات پر مدلل بیان فرمایا۔ مختلف ہائی اسکولوں کے گراؤنڈ پر موجود سیکڑوں اساتذہ اور ہزاروں طلبہ کے اندر آپ نے علم حاصل کرنے اور خصوصاً علم دین کا جذبہ بیدار کیا۔ زیر نظر کتاب میں ''طالبان علم دین کا ربانی اعزاز'' کے تحت آپ ایک جگہ فرماتے ہیں ''میں دنیاوی تعلیم کا مخالف نہیں ہوں وہ بھی ضروری ہے، ڈاکٹر بنایئے، انجینئر بنایئے، دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلایئے سب کچھ بنایئے، مگر ساتھ ہی دیندار بھی بنایئے، کیونکہ مسلمان ہونے کے ناطے یہ بنیادی چیز ہے، دنیا کے ساتھ دین لیکر چلو گے توان شاء اللہ تعالیٰ، ہمیشہ ہر جگہ کامیاب رہو گے۔''

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے اشعار کی جب آپ تشریح فرماتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے گویا علم کا ایک دریا ہے جو بہتا چلا جارہا ہے۔ یہاں سے وہاں تک روح ومعنی کے دُرہائے گراں مایہ اپنی تابانی ودرخشانی سے قلب ونظر کو خیرہ کرتے چلے جاتے ہیں جس کا جیسا جی چاہے ویسے موتی چن لے۔ اسلامیات کے ساتھ ادب، فلسفہ، منطق، سماجیات، معاشیات، تاریخ، تصوف، عقائد ومعمولات اہلسنت پر جب آپ گویا ہوتے ہیں تو سامعین کے دلوں میں شمع عشق رسول کی لو تیز ہو جاتی ہے اور سامعین کے دل ودماغ میں اسلام کی آفاقیت اور عقائدِ حقہ کے نقوش مرتسم ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ''انا اعطینک الکوثر'' کے عنوان سے جو تقریر فرمائی ہے گویا سورۃ الکوثر کی لاجواب تفسیر ہے، جسے سننے اور پڑھنے کے بعد قارئین یہ محسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ اگر حضور والا اس سورۂ کریمہ کی باقاعدہ تفسیر مفصل طور سے تحریر فرمادیں تو اس کام سے نہ صرف قرآنی سورتوں کی تفاسیر میں بیش بہا اضافہ ہوگا بلکہ قرآن وسنت کی ایک بڑی خدمت بھی ہوگی۔

حضور والا مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی تقریروں میں ایک بات جو واضح طور پر نظر

آتی ہے وہ یہ کہ آپ ہر علاقے کے سامعین کی نفسیات کو سمجھ کر مثالیں پیش کرتے ہیں۔ لوگ کب کیا چاہتے ہیں یا کس طرح عوام کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے اور کس طرح ان کو کسی بات کے لئے راضی کیا جاسکتا ہے یہ بات حضور والا کی ہر تقریر میں جھلکتی ہے۔ اہلسنت وجماعت کا ایک عقیدہ جو قرآن حدیث کی روشنی میں علماء کرام نے ہمیں بتایا ہے وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی روح مبارکہ ہر مومن کے گھروں میں جلوہ فرما ہوتی ہے۔ آج کے اس فتنہ وارتداد کے دور میں انسان ہر بات کو عقل شعور کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ مذہب کی ہر بات انسانی عقل و شعور میں سما سکے۔ بہرحال مذکورہ عقیدۂ اہلسنت کو ایک عام مسلمان کے دل و دماغ میں بٹھانے کے لئے ''مؤمن کی پہچان'' اس عنوان کے تحت آپ ایک جگہ یوں مخاطب ہیں۔

''اگر آپ نے T.V ON آن کر دیا اور امریکہ یا انگلینڈ میں کرکٹ کا میچ ہو رہا ہے، تو وہاں کا اسٹیڈیم اور اسٹیڈیم کا پورا گراؤنڈ، کھلاڑی اور تمام تماشائی جو اسٹیڈیم میں بیٹھے ہوئے ہیں سب نظر آئیں گے، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اتنا بڑا گراؤنڈ، اسٹیڈیم، تمام تماشائی آپ کے گھروں میں کدھر سے گھس آئے؟ اور صرف آپ کے ہی گھر میں نہیں، سری لنکا، ہندوستان، پاکستان، جاپان، پوری دنیا کے ان تمام گھروں میں جہاں T.V آن کر کے میچ کو دیکھا جا رہا ہے، ہر جگہ نظر آئیگا آخر ایسا کیوں؟ آپ جواب دیں گے یہ تو سائنس کا کرشمہ ہے۔ یا اللہ! سائنس میں اتنا زور؟ ایک چیز کو بیک وقت ہزاروں لاکھوں جگہ پہنچا دے، موجود کر دے اور سب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا دے۔ اور خالق کائنات، صانع عالم، رب الارباب جل مجدہ کو یہ قدرت نہیں؟ معاذ اللہ! وہ چاہے تو روح محمدی کے جلوہ کو کائنات کے ذرہ ذرہ سے ظاہر فرما دے، اس کی شان ہے اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ بیشک اللہ جو چاہے کر دے۔'' مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کی شخصیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ مجمع کو اکتاہٹ اور بیزاری کا شکار نہیں ہونے دیتے۔ دوران گفتگو انھیں اس بات کا بخوبی احساس ہوتا ہے کہ تقریر کب لمبی کب مختصر ہونی چاہیئے۔ کبھی کبھی

ایسا بھی ہوتا ہے کہ پیش رو مقررین کے فنی اور منطقی دلائل سے عوام خشکی محسوس کرتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر سامعین کا موڈ چینج کرتے ہوئے خوشگوار انداز میں اپنے علمی مواد کو پیش کرنے کا ملکہ بھی آپ کے یہاں پایا جاتا ہے۔ آپ ہمیشہ الفاظ کی مناسبت سے لب ولہجہ اختیار کرتے جیسی بات ویسے ہی الفاظ۔ اور جیسے الفاظ ویسا ہی انداز تخاطب۔ لیکن بات جب سمجھنے سمجھانے کی ہو تو لہجہ نرم و لطیف اور الفاظ شائستہ اور شگفتہ ہوتے ہیں۔ لب ولہجہ میں دلکشی اور بے ساختگی شامل ہوتی ہے جو سامعین کو متاثر کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ آپ اپنے مخصوص انداز تخاطب سے اہلسنت کے مخصوص نظریات اور اسلام کے آفاقی پیغام کے متعلق واضح اور تفصیلی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ اور مدلل بیان سے کسی بھی نکتے کو اپنے اصل مقصد پر لاسمٹنے کا فن آپ کے یہاں پایا جاتا ہے۔

زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی میں جو تصنع آتا جارہا ہے اور انسانی جذبات سے عاری، مشینی دور کے انسانوں کی نفسیات میں جو مادیت پرستی، حرص وہوس، خود غرضی اور دھوکہ دہی جیسی برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں، جس نے انسانوں کو ایک ایسے دوراہے پر لاکھڑا کیا ہے جہاں ہر عام آدمی حرام وحلال کی تمیز کیئے بغیر، جائز و ناجائز کی پرواہ کیئے بغیر، بس اپنے مقصد کے حصول پر نظر رکھے ہوئے ہے انسانی نفسیات کے اس پہلو کی عکاسی پر آپ نے ''تزکیۂ باطن'' میں زبردست طریقہ سے چوٹ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''میرے دینی، اسلامی اور سنی بھائیو! کامیابی وکامرانی، ایسی پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے کہ سب اس کی خواہش رکھتے ہیں، کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ مجھے کامیابی نہ ملے، کامیاب ہونا سب چاہتے ہیں بازار کی تاجرانہ زندگی ہو یا کالج اور اسکول کا تعلیمی ماحول، سماجی یا سیاسی اکٹیویٹیز ہوں، حد تو یہ ہے کہ چور اور جیب کاٹنے والے جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہی تمنا لے کر نکلتے ہیں کہ ہم کو کامیابی ملے۔ بہر حال اچھا برا، پڑھا بے پڑھا، چھوٹا بڑا، ہر ایک اپنی لائن میں کامیاب ہونا چاہتا ہے، خواہ کامیابی ملے نہ ملے''۔

اسی طرح ''نتائج اعمال'' عنوان کے تحت کی گئی تقریر کا مواد قارئین کو یقیناً اپنے عقیدے

واعمال کی اصلاح کی جانب گامزن کریگا۔ ''طالبان علم دین کا ربانی اعزاز'' ایک ایسا عنوان ہے جسکے تحت کی گئی حضور والا کی تقریر کو تو الگ سے بار بار شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ آج اہلسنت وجماعت کے افراد حصولِ علم دین میں بہت پیچھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باطل جماعتوں کو اپنے گمراہ کن عقائد ونظریات کو پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ علماء وحفاظ، دین متین کے ایسے قلعے ہیں جن کی قلت نے اہلسنت وجماعت کو کمزور کردیا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندوستان کے ہر علاقہ خواہ وہ بڑے شہر ہوں یا چھوٹے چھوٹے دیہات، ہر جگہ علماء وحفاظ کی ٹیم پیدا کی جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ حضور والا کی اس تقریر کو دردمندلوں تک پہنچایا جائے تو خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔

''نسبت کی بہار''، ''صراط مستقیم'' اور ''مؤمن کی پہچان'' ان عنوانات کے تحت کی گئی تقریروں میں قرآنی آیات کے حوالوں اور احادیث کے ذریعہ دلیلوں کے ساتھ ساتھ زمانۂ جدید کی مثالوں نے ان موضوعات میں نئی روح پھونک دی ہے۔ جن کے مطالعے سے ہمیں یقین ہے کہ ایک عالَم استفادہ کریگا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کا سایہ ہم پر تادیر سلامت رکھے اور تبلیغ اسلام ومسلک اعلیحضرت کی اشاعت پر آپ کی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے آمین۔

یا خدا غالبؔ عاصی کے آقاؤں کو دے
دو چیزیں کہ طلب گار ہیں جن کا عالم
اولاً عمر طبیعی، بہ دوام اقبال
ثانیاً دولت دیدار شہنشاہ امم (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس کتاب کی کمپیوٹرائزڈ کتابت کے بعد کئی مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے اور اس بات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ کہیں سے کسی طرح کتابت وطباعت کی کوئی خامی نہ رہ جائے۔

خاص طور پر قارئین کی آسانی کے لئے عربی آیات، احادیث اور عربی اقوال پر اعراب لگانے کا کام بڑی جانفشانی سے کیا گیا تا کہ قارئین کو پڑھنے اور سمجھنے میں کسی طرح کی کوئی دقت اور دشواری نہ ہو، حالانکہ یہ کام کافی وقت طلب رہا ہے۔ پھر بھی اگر کہیں کسی طرح کی کوئی خامی چاہے جملہ بندی میں ہو، یا اعراب کاری میں یا کتابت میں سہو ارہ گئی ہو تو اس سے ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اسے درست کیا جا سکے۔

انا اعطینک الکوثر

نوٹ: محترم جناب الحاج محمد یسین صاحب نگریا، متولی میمن حنفی مسجد کولمبو، صاحب ثروت ہیں، اور خدمت دین کا سچا جذبہ رکھتے ہیں، دینی محفلوں کے لئے، اپنے بالا خانہ پر نہایت خوبصورت ائیر کنڈیشنڈ ہال بنا دیا ہے، ہندو پاک سے تشریف لانے والے اکثر علماء اہلسنت کی یہاں تقاریر ہوتی ہیں، حضور اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی یہ تقریر اسی ہال میں ہوئی جس کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔

نور الحسن، مدرسہ فیض رضا (کولمبو، سری لنکا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَهٗ صلی اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. يَا زِيْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ. يَا عَرُوْسَ مَمْلَكَةِ اللّٰهِ. يَا سِرَاجَ اُفُقِ اللّٰهِ، يَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ

حضرات سامعین کرام! مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔ ؎

انا اعطینک الکوثر ساری کثرت پاتے یہ ہیں

دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں۔

اس میں زم زم ہے کہ تھم تھم، اس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

میرے اسلامی اور دینی بھائیو! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ سید عالم نور مجسم، حضور اکرم ﷺ، اللہ تعالیٰ کی عطاء سے مالک کونین ہیں، مختار عالم ہیں، کیا شان ہے مختارِ کائنات، مالک دو جہاں ﷺ کی کہ پیدا ہوتے ہی رسالت ونبوت، فتح ونصرت اور تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو دے دی گئیں، اس سلسلے میں ایک حدیث سنئے جس کو محدث کبیر امام ابونعیم علیہ الرحمہ نے صحابی رسول سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے حوالے سے بیان فرمائی ہے، حدیث طویل ہے مگر سن کر ایمان تازہ ہو جائیگا، مختارِ دو جہاں سید عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِیْ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ فَاِذَا اَنَا بِهٖ سَاجِدًا ثُمَّ رَأَیْتُ سَحَابَةً بَیْضَاءَ قَدْ اَقْبَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ حَتّٰی غَشِیَتْهُ فَغُیِّبَ عَنْ وَجْهِیْ ثُمَّ تَجَلَّتْ فَاِذَا اَنَا بِهٖ مُدْرِجًا فِیْ ثَوْبِ صُوْفٍ اَبْیَضَ وَتَحْتَهٗ حَرِیْرَةٌ خَضْرَاءُ وَقَدْ قَبَضَ عَلٰی ثَلٰثَةِ مَفَاتِیْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ وَاِذَا قَائِلٌ یَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰی مَفَاتِیْحِ النُّصْرَةِ وَمَفَاتِیْحِ الرِّبْحِ وَمَفَاتِیْحِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ سَحَابَةٌ اُخْرٰی حَتّٰی غَشِیَتْهُ فَغُیِّبَ عَنِّیْ ثُمَّ تَجَلَّتْ فَاِذَا اَنَا بِهٖ قَدْ قَبَضَ عَلٰی حَرِیْرَةٍ خَضْرَاءَ مَطْوِیَّةٍ وَاِذَا قَائِلٌ یَقُوْلُ بَخٍّ بَخٍّ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَی الدُّنْیَا کُلِّهَا لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِیْ قَبْضَتِهٖ

اس حدیث پاک کا مفہوم سنئے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجئے، حضور کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، کہ ولادت کے وقت میرے لختِ جگر میرے شکم سے باہر تشریف لائے میں نے دیکھا کہ سجدہ میں پڑے ہیں، پھر آسمان سے ایک سفید بادل نے آکر حضور کو ڈھانپ لیا، میری نظروں سے غائب ہو گئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں، اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر آبدار کی تین کنجیاں حضور کی

مٹھی میں ہیں،، اور کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، اور نبوت کی کنجیاں سب پر محمد ﷺ نے قبضہ فرمایا، پھر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا، اور حضور کو ڈھانپ لیا اور میری نگاہ سے چھپ گئے، پھر بادل ہٹ گیا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کہنے والا پکار رہا ہے، واہ، واہ! ساری دنیا محمد ﷺ کی مٹھی میں آ گئی، زمین و آسمان میں کوئی مخلوق نہ بچی جو ان کے قبضے میں نہ آئی ہو، سُبْحَانَ اللہِ! سُبْحَانَ اللہِ!! اسی لئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

یہ کنجیاں، لوہے کی، پیتل کی، اور تانبے کی نہیں تھی، فتح و نصرت کی، عطا و بخشش کی، کائنات عالم کی، تمام مخلوقات پر اقتدار اعلیٰ کی تھیں، جو ان کو اپنا مالک و مولیٰ نہ جانے وہ ایمان و عمل کی حلاوت ہرگز نہیں پا سکتا، امام اجل حضرت امام زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں، مَنْ لَّمْ یَرَ وِلَایَۃَ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ فِیْ جَمِیْعِ أَحْوَالِہٖ، وَلَمْ یَرَ نَفْسَہٗ فِیْ مِلْکِہٖ لَا یَذُوْقُ حَلَاوَۃَ سُنَّتِہٖ، فرماتے ہیں جو شخص ہر حال میں سید عالم ﷺ کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور اقدس ﷺ کی ملک نہ جانے یعنی حضور کو اپنا مالک و مولیٰ نہ مانے وہ آپ کی سنتوں کی حلاوت سے خبردار نہ ہوگا۔

جب انسان کے منہ کا ٹیسٹ مزہ بگڑ جاتا ہے تو اچھی سے اچھی چیز کھاتا ہے مگر اس کو لذت محسوس نہیں ہوتی اسی طرح جب مسلمان کا ایمانی اور روحانی مزہ بگڑ جاتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کے باوجود عبادت کی لذت سے محروم رہتا ہے۔ روحانی ذوق بگڑنے کی وجہ آپ سن چکے کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنا مالک و مولیٰ نہ ماننا ہے، الحمد للہ جماعت اہلسنت کا ایمانی ذوق سلامت ہے اسلئے کہ ہم اہلسنت و جماعت آقا و مولیٰ، مدنی دولھا، جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مالک رقاب امم مختار عالم مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے خزانوں کی کنجیاں عطا کی ہیں، انصاف کی کنجی سے دیدۂ عقل کے کواڑ کھول کر ان کنجیوں کو دیکھو، جو مالک

الملک شہنشاہ قدیر جل مجدہ نے اپنے نائب اکبر، خلیفۂ اعظم ﷺ کو عطا فرمائی ہیں، رحمت کے خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، غرض ہر شی کی کنجیاں۔ سچ ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا

دونوں جہان ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

سید عالم ﷺ کے دست پاک میں ربانی خزانوں کی کنجیاں ہیں، جب چاہیں تالا کھولیں اور جس کو جتنا چاہیں دیں ان کے جود و کرم والے ہاتھ کو عطاو بخشش سے کوئی روک نہیں سکتا، ان کی شان سخاوت کی داد دیتے ہوئے امام احمد رضا اپنے مالک و مولیٰ آقا کی بارگاہ میں عرض پرداز ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

صاحب انا اعطینک الکوثر کی بے پناہ فیاضی اور داد و دہش کی شان بیان کرتے ہوئے امام احمد رضا اپنے دوسرے شعر میں فرماتے ہیں۔

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا

تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

دریا کی سخاوت مشہور اور ضرب المثل ہے، دریا کے دھاروں اور بہاؤ کا رخ جس طرف ہوتا ہے اس طرف اس کی سیرابی اور سخاوت سے سب فیض یاب ہوتے رہتے ہیں، سوکھی زمین سر سبز و شاداب ہو جاتی ہے، جن وانس، چرند و پرند اور نباتات و جمادات سب بلا روک ٹوک سیراب ہوتے ہیں۔ اسی لئے جو شخص بہت زیادہ سخاوت کرتا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ بڑا دریا دل ہے، مگر یاد رکھئے دنیا کے تمام سخی داتاؤں، اور سمندروں اور دریاؤں کے تیز دھارے، سَخِیُّ الْاَسْخِیَاء، عَمِیْمُ الْجُوْدِ وَ الْعَطَاء کی بے مثال سخاوت کے آگے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح

آسمان بخشش پر درہم ودینار کی طرح جود وعطا کے بے شمار، بے گنتی تارے چمک رہے ہیں وہ میرے کریم سید عالم ﷺ کی سخاوت وبخشش کے مقابلہ میں ایک ذرہ ہے، کیونکہ آپ کے خزانہ کرم کو کوثر فرمایا گیا ہے"انا اعطینک الکوثر" حبیب! بلا شبہ ہم نے تم کو خیر کثیر عطا فرمایا، کائنات میں اتنی خیر وبرکت کسی مخلوق کو نہیں دی گئی، ہواؤں کے تیز جھونکے، دریاؤں کے تیز بہاؤ، آبشاروں کے مسلسل گرتے ہوئے دھارے، زمینی دولت کے تمام ذخیرے، آسمان سخاوت پر بکھرے ہوئے تارے آقائے کائنات کی عطا وبخشش کے سامنے قطرے اور ذرے ہیں کیونکہ پوری کائنات انھیں کے جود باجود کا صدقہ ہے وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا حدیث قدسی میں خالق کائنات اپنے محبوب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین، جنت ودوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا، اس حدیث پاک کی روشنی میں امام احمد رضا کے اشعار سنئے فرماتے ہیں۔

غایت وعلت سبب بہر جہاں تم ہو، سب — تم سے بنا، تم بنا تم پہ کروڑوں درود
تم سے کھلا باب جود، تم سے ہے سب کا وجود — تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام، تم پہ کروڑوں سلام — تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروڑوں درود

یہ شاعرانہ خیال آرائیاں نہیں ہیں، یہی حقیقت ہے یہی اعلان شریعت ہے، اور یہی عقیدۂ اہلسنت ہے، اس لئے کہ سید عالم ﷺ ماسوا اللہ تمام موجودات میں وجود اول ہیں تو آپ ابتداء غایت ہوئے، سارا جہاں مخلوق ومعلول ہے، اور ہر معلول کے لئے علت کا ہونا ضروری ہے، بغیر علت کے کوئی چیز وجود میں آ ہی نہیں سکتی جیسے بغیر روح کے زندگی ناممکن اسی طرح بغیر باپ کے اولاد کا وجود محال اسی طرح بغیر مصطفیٰ کے جہاں کا وجود ناممکن اس لئے کہ آپ جہاں کی علت ہیں اسی طرح ہر مسبب کے لئے سبب کا ہونا ضروری ہے، دن کے وجود کے لئے سورج کا ہونا ضروری ہے۔ بارش کے لئے برسنے والے بادل کا ہونا ضروری ہے، یہ جہاں مسبب ہے اس

کے نظام و بقا کے لئے سید عالم ﷺ کا وجود گرامی سبب اولیں ہے تو معلوم ہوا کہ آپ کی ذات بابرکات سارے جہاں کے لئے غایت، علت اور سبب ہے اور ہرشی کے وجود کے لئے ان تینوں کا پایا جانا لازم اور ضروری ہے، اور پہلے پایا جانا ضروری ہے تب جا کر وہ چیز بنتی اور وجود میں آتی ہے اس لئے آپ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے بنایا اور اس نور سے سب کو بنایا أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِيْ وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِيْ۔ حضور سید عالم ﷺ اپنا میلاد پڑھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور تمام مخلوق کو میرے نور سے بنایا، اب بات سمجھ میں آ گئی کہ سب کچھ آپ کی وجہ سے بنا ہے اور آپ سب مخلوق کی بنا یعنی اصل و بنیاد ہیں پھر اس شعر کو پڑھئے۔ ع

''غایت وعلت، سبب بہر جہاں تم ہو، سب''

یہ ایک مصرعہ ہوا گر پہلے مصرعہ میں جو لفظ سب ہے اس کا تعلق دوسرے مصرعہ سے ہے، یعنی سب تم سے بنا اور آپ یا رسول اللہ سب کی بنا یعنی اصل اور جڑ ہیں آپ پر کروروں درود ہو۔

غایت وعلت سبب بہر جہاں تم ہو، سب تم سے بنا، تم بناء، تم پہ کروروں درود

ہر چیز کا نظام اور اس کی بقا کا دارو مدار انہیں تین چیزوں پر ہے، غایت، علت، اور سبب جہاں تک یہ تین چیزیں پائی جائیں گی عالم باقی رہیگا اور اس کا نظام چلتا رہیگا اس لئے امام احمد رضا نے فرمایا ہے۔

تم سے کھلا باب جود، تم سے ہے سب کا وجود تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود

حضور ہی کی وجہ سے جود وسخا کے دروازے کھلے، قدرت کی فیاضیوں، خالق کائنات کی کرم فرمائیوں کے دروازے کھلے، کہ آپ پیدا کیئے گئے، آسمان پر مہ وخورشید کی ضیاء باریاں، جگمگ کرتے ستاروں کی جلوہ نمائیاں، برستے بادلوں کی فیاضیاں، سرسبز وشاداب زمین کی زرخیزیاں، سبزہ زاروں کی چمن آرائیاں، پرندوں کی نغمہ سنجیاں، اہل علم کی دانشمندیاں، صاحبان ہنر کی فنکاریاں،

گل وریحاں کی عطر بیزیاں اور جہان رنگ و بو کی رعنائیاں تمام کی تمام کریم ورحیم مولیٰ جل مجدہ کی فیاضیاں ہیں ان فیاضیوں کا دروازۂ کرم سید عالم ﷺ کے صدقے میں کھلا۔ سچ ہے ؂

تم سے کھلا باب جود، تم سے ہے سب کا وجود　　تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود

اس طرح سارے جہاں میں میرے سرکار کا صدقہ اور ان کے کرم کا باڑہ بٹ رہا ہے، تو بھلا کون ان کے خزانہ کوثر کا اندازہ لگا سکتا ہے، دینے والا جانے، لینے والا جانے، بس آم کھائے جاؤ پیڑ گننا تمہارا کام نہیں ہے، رب العالمین کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہم بھکاریوں کو ساری کثرت پانے والے محبوب کے آستانے پر بھیک مانگنے کے لئے کھڑا کر دیا، دنیا داروں کی جھڑکیوں سے دور رکھا۔ ؂

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا　　ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

تجھے حمد ہے خدایا! تجھے حمد ہے خدایا

کوثر کی ایک بوند عطا فرما دیجئے، آپ کے دست کرم کا ایک قطرہ دین ودنیا کے لئے کافی ہے۔ ؂

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری　　جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال　　جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

حضور اکرم سید عالم ﷺ کا آستانہ ہر خیر و برکت کا منبع اور انعامات الٰہی کے تقسیم کا سب سے بڑا مرکز ہے، اللہ دیتا ہے اور یہ بانٹتے ہیں، خود ہی فرماتے ہیں اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی، بانٹنے والا میں ہی ہوں، دینے والا اللہ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمادیا کہ اے حبیب کسی مانگنے والے کو آپ جھڑکیں نہیں وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ، یہی وجہ ہے کہ جس نے جو مانگا دیا، جتنا مانگا اس سے سوا دیا، پھر خزانہ محمدی میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔ ؂

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ　ساری کثرت پاتے یہ ہیں

بس مانگنے کا سلیقہ چاہیئے، اللہ کے رسول ضرور دینگے، جتنا چاہینگے دینگے، جو چاہیں گے عطا کریں گے، یہ نہ پوچھو کیسے دیں گے، ارے! جس طرح چاہیں گے مرحمت فرمائیں گے، ان کے دینے کے انداز بھی الگ ہیں۔ ع ''ان کے دینے کا انداز نرالا دیکھا''

ذرا دینے کا انوکھا انداز ملاحظہ کریں۔ ایک مرتبہ صحابی رسول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں قوت حافظہ (اسٹرانگ میموری) مانگنے کے لئے حاضر ہوئے عرض کی۔ یارسول اللہ! میری یادداشت Catching Power بہت کمزور ہے، جو کچھ سنتا ہوں یاد نہیں رہتا بھول جاتا ہوں، کرم فرمادیجئے تاکہ میری یادداشت مضبوط ہوجائے جو سنوں کبھی نہ بھول سکوں۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ کی درخواست کو رد فرماتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ، ابو ہریرہ! ذہن کے تالے کھولنا، قوت حافظہ بڑھانا، کیچنگ پاور کو اسٹرانگ بنادینا میرے بس میں نہیں ہے، یہ کام اللہ کا ہے، مسجد میں جاکر نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، وہ قادر و قیوم علیم و قدیر ہے، تمہاری عقل کا تالا کھول دے گا، یادداشت مضبوط ہوجائے گی، مگر ایسا نہیں فرمایا، فرمایا تو یہ کہ ابو ہریرہ اپنی چادر کو زمین پر بچھادو، بظاہر چادر بچھانے کا حکم دینا عجیب سا معلوم ہوتا ہے، سوال سے اسکا جوڑ نہیں ملتا، مگر وہ صحابی تھے وہابی نہیں تھے، اس لئے آقا کا حکم پاتے ہی اپنی چادر کو سرکار کے سامنے پھیلا دیا، قاسم دو جہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے الگ فضا میں بلند ہوئے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے کناروں کو اس طرح ملا دیا جیسے لپ میں کوئی چیز بھر رہے ہیں پھر دونوں ہاتھ کو چادر میں اس طرح پلٹ دیا جیسے کوئی چیز انڈیل رہے ہیں، حالانکہ کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا اس طرح تین بار فضا میں سے لیا اور چادر میں ڈال دیا، پھر فرمایا ابو ہریرہ! چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالو، سینے سے لگالیا، پھر تو سند المحدثین، امام المحدثین بن کر چمکے، فرماتے ہیں قسم ہے اس رب کی جس کے قبضۂ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ اس کے بعد سے جو سنتا ہوں یاد ہوجاتا ہے، جیسا سنتا ہوں من وعن ویسا ہی یاد رہتا ہے، بھولتا نہیں، ع ''

ان کے دینے کا انداز نرالا دیکھا'

سبحان اللہ کیا نرالی شان عطا ہے، حضرت ابو ہریرہ کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ آقا کے نورانی ہاتھ فضا میں اٹھتے ہیں پھر لپ بھر کر چادر میں انڈیل لیتے ہیں، لپ میں کیا بھرا، چادر میں کیا انڈیلا کچھ نظر نہیں آیا، مگر سینہ علم سے، ذہن قوت حافظہ سے مالا مال ہو گیا، حضرت ابو ہریرہ کا علم ان کی ذاتی محنت کا نتیجہ نہیں، میرے مصطفیٰ کی عطا کا ثمرہ ہے، میرے آقا کا خزانہ نظر نہیں آتا مگر ہمیشہ بھرا رہتا ہے، جو مانگو ملیگا۔

کس چیز کی کمی ہے مولیٰ تیری گلی میں   دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں

آپ کے خزانہ غیب میں دونوں جہان کی نعمتیں بھری پڑی ہیں، علم وحکمت عقل وفراست طاقت وقوت، عزت وعظمت، دولت وثروت، اور دنیا وآخرت سب کچھ ہے، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

یہی سیدنا ابو ہریرہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں کئی دن کا بھوکا تھا راستہ چلتے ہوئے چکر آجاتا، زمین پر گر جاتا، لوگ سمجھتے کہ ابو ہریرہ دیوانہ ہو گیا ہے، بخدا میں دیوانہ نہ تھا، بیمار نہ تھا یہ صرف بھوک کا اثر تھا، دیکھئے وفاداران مصطفیٰ نے زندگی میں کیسی کیسی تکلیفیں اٹھائیں مگر دامن مصطفیٰ کو نہ چھوڑا، نہ ان کے پائے ثبات میں ذرہ برابر لغزش آئی، فرماتے ہیں ایک دن بھوک سے بیتاب ہو کر سرِ راہ کھڑا ہو گیا کہ آنے جانے والے میری حالت کو دیکھ کر شاید کچھ کھلا پلا دیں، اتنے میں یارِ غارِ رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادھر سے گذر ہوا، میں نے ان کو سلام کیا، سلام کا جواب دیکر وہ آگے بڑھنے لگے، مجھ سے کچھ پوچھا نہیں، میں نے بڑھ کر ان سے ایک آیت کا مطلب دریافت کیا اور مقصد یہ تھا کہ میری حالت دیکھ کر مجھے اپنے ساتھ لیجا کر کھلا پلا دیں گے، مگر حضرت صدیق جلدی میں تھے، آیت کا مطلب بتایا اور چل دیئے،

میں یوں ہی کھڑا کا کھڑا رہ گیا، تھوڑی دیر بعد جناب عمر فاروق ادھر سے آتے دیکھائی دیئے، میں نے ان کو سلام کیا، وہ بھی سلام کا جواب دیکر آگے بڑھنا چاہتے تھے کہ میں نے ان کو روکنے کی غرض سے ایک مسئلہ پوچھا وہ بھی جلدی میں تھے، مسئلہ بتایا اور کچھ پوچھے بغیر روانہ ہو گئے، مجھے بڑی مایوسی ہوئی، یا اللہ اب کیا ہوگا، پرسان حال ایک بھی نہ ملا، اچانک انیس بیکساں چارہ ساز دردمنداں، قاسم دو جہاں حضور اکرم ﷺ ادھر تشریف لاتے ہوئے دیکھائی پڑے، جب سرکار قریب تشریف لائے میں نے سلام عرض کیا، آقا نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا، اور پوچھا ابو ہریرہ کیسے ہو؟ میں نے اپنی پریشانی سنادی، رحمت عالم ﷺ نے اپنے ہمراہ مجھے اپنے دولت کدہ پر لے گئے، جب ہم سرکار کے دولت خانہ پر پہنچے اس وقت کسی صاحب نے دودھ کا بھرا ہوا پیالہ حضور کی خدمت میں ہدیہ بھیجا، میں خوش ہو گیا کہ سرکار مجھے پلا کر سیراب فرمائیں گے، مگر خلاف توقع آپ نے فرمایا، ابو ہریرہ! مسجد میں صفہ (چبوترے) پر ستر صحابہ بھوکے بیٹھے ہیں پہلے انھیں پلاؤ، میں اپنے دل میں سوچنے لگا تو پھر میرے لئے کیا بچے گا، مگر آقا کا حکم، گیا اور سب کو پیٹ بھر کر پلایا سب شکم سیر ہو گئے مگر بخدا دودھ کچھ بھی کم نہیں ہوا جتنا پہلے تھا اب بھی اتنا ہی ہے، پیالہ لیکر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، فرمایا ابو ہریرہ تم پیؤ، میں نے پیا، پیٹ بھر گیا، فرمایا اور پیؤ، پھر پیا، فرمایا اور پیؤ پھر تھوڑا پیا فرمایا اور پیؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اب بالکل گنجائش نہیں ہے، آخر میں سرکار نے پیالہ لیا اور باقی دودھ کو نوش فرمایا۔ اسی کو سرکار اعلیٰ حضرت نے ایک شعر میں فرمایا۔ ؎

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سوچنا کہ دودھ تھوڑا ہے، لوگ پی لیں گے تو میرے لئے کیا بچے گا، ان کا یہ خیال محض بشری تقاضے کی بنا پر تھا، انکا یہ وسوسہ اضطراری تھا جس پر کوئی گرفت نہیں ہوسکتی، ابو ہریرہ کی یہ بدگمانی نہیں تھی، وہ تو سچے عاشق رسول وفادار صحابی تھے، وہابی

نہ تھے، انہیں یقین تھا کہ محروم نہ فرمائیں گے، پلائیں گے اور ضرور پلائیں گے ساتھ اسی لئے تو لائے تھے بھلا محروم کیسے فرماتے، یہ بارگاہ ہے قاسم ارزاق عالم کی، یہ آستانہ ہے صاحب کوثر کا

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا موج بحر ساحت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضرات ! یہ ستر بہتر بھوکے پیاسوں کی بات ہے، اگر صاحب إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ چاہتے تو اسی ایک دودھ کے پیالے سے سارے جہاں کو سیراب فرما دیتے، بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کی سیرابی کا انتظام فرما دیتے، نہ دودھ گھٹتا، نہ پھٹتا نہ خراب ہوتا، جوں کا توں رہتا، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نبی اکرم ﷺ ایسا کرنے پر قادر تھے کیا آپ نے قادر مطلق کی قدرت اور حضرت عزیر علیہ السلام کا معجزہ قرآن میں نہیں پڑھا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد قوم بنی اسرائیل میں ایک پیغمبر گذرے ہیں، انکا نام حضرت عزیر علیہ السلام تھا، جو ملک شام میں رہتے تھے، ایک مرتبہ آپ کا گذر بیت المقدس شہر کی طرف ہوا، جس کو بخت نصر بادشاہ نے تباہ و برباد کر دیا تھا، وہاں کے باشندوں کو قتل کر دیا تھا اور ان کے مکانات کو اجاڑ کر ان کے ملبوں میں آگ لگا دی تھی، پوری بستی ویران کھنڈر بن گئی تھی، دور دور تک آدم زاد کا نشان باقی نہ تھا حضرت عزیر علیہ السلام اپنی سواری کے گدھے پر سوار تھے ان کے ساتھ ایک تھیلے میں کھجوریں، اور ایک پیالہ میں انگور کا رس تھا، آپ نے تمام بستی کو گھوم پھر کر دیکھا، کسی کو وہاں نہ پایا آپ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا أَنّٰى يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اسکی موت کے بعد، مطلب یہ ہے کہ ایسی بھیانک تباہی و بربادی کے بعد اس شہر کے دوبارہ آباد ہونے کی کیا صورت ہوگی؟ یہ کہہ کر آپ نے سواری کے گدھے کو ایک طرف باندھ دیا، اور آرام کرنے کے لئے زمین پر لیٹ گئے اسی حالت میں آپ کی روح نکال لی گئی آپ کا وصال ہو گیا، فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ، اور سو سال تک ان کا جسم پاک وہیں بے جان پڑا رہا، سواری کا جانور

مرگیا یہ واقعہ صبح کے وقت کا ہے پھر ستر سال بعد اللہ تعالیٰ نے فارس کے ایک بادشاہ کو اس شہر کی طرف متوجہ فرمایا، وہ اپنی فوجیں لیکر بیت المقدس پہنچا، اور اس کو پہلے سے بہتر طریقے پر آباد کیا، یہاں کے باشندے جو ادھر ادھر بھاگ گئے تھے وہ آکر وہاں آباد ہو گئے ان کی تعداد میں خاصہ اضافہ ہوتا گیا۔ اس عرصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے جسم کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا، جب آپ کی وفات کے سو سال گذر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا ''ثُمَّ بَعَثَهُ'' قرآن کا ارشاد ہے کہ پھر اللہ نے ان کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی پھر پورے جسم میں روح پہنچی تاکہ خود عزیر اپنے مردہ جسم کو زندہ ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھ لیں، یہ زندہ ہونے کا واقعہ شام کے وقت کا ہے جب سورج ڈوب رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کَمْ لَبِثْتَ، بتاؤ تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے؟ عرض کی لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ دن بھر یا کچھ کم ٹھہرا ہونگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ نہیں بلکہ تمہیں سو سال گذر گئے، حضرت کو یہ خیال ہوا کہ یہ شام اسی دن کی ہے جس کی صبح کو سوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ عزیر! ذرا اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو، اور انگور کے رس کو دیکھو، اب تک سو سال گذرنے کے بعد بھی نہ سڑا، نہ اس میں بدبو پیدا ہوئی، ویسا ہی باقی ہے، وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ اور اپنے گدھے کو دیکھو! دیکھا تو مر گیا تھا اس کے اعضاء گل سڑ کر بکھر گئے تھے، ہڈیاں سفید ہو کر چمک رہی تھیں، اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت عزیر علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے اس کے تمام اعضاء جمع ہوئے اور اپنی اپنی جگہوں پر جڑ گئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھ کر فرمایا أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس واقعہ قرآنی سے مجھے یہ بتانا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے کھانے پینے کی چیزیں، کھجور اور انگور کا رس جب ایک سو سال تک بغیر خرابی کے تر و تازہ رہ سکتا ہے تو کیا ایک پیالہ

دودھ بغیر خراب ہوئے ہزاروں سال اپنی اصلی حالت پر نہیں رہ سکتا؟ یقیناً رہ سکتا ہے نبی کا معجزہ اللہ کی قدرت ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ ایک پیالہ دودھ سے سارے عالم کو سیراب کر سکتے تھے، اللہ کی قدرت کے آگے یہ مشکل نہیں ہے، ممکن ہے بلکہ ایسا ہو چکا ہے میدان تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم جن کی تعداد ستر ہزار کے قریب تھی جب پیاسی ہوئی تو ایک چھوٹے سے پتھر سے پانی کی بارہ ندیاں جاری ہوئیں اور چالیس سال تک قوم بنی اسرائیل کو سیراب کرتی رہیں اس کا پانی نہ گھٹا نہ خراب ہوا، حضرت موسیٰ کی دعاء اور ان کی لاٹھی کی مار سے جو پانی نکلا اسمیں اتنی برکت کہ چالیس سال تک ہزاروں لاکھوں آدمی جانور پئیں اپنی دوسری ضروریات میں خرچ کریں مگر جوں کا توں رہے، کم ہونے کا نام نہ لے، تو پھر کیا خیال ہے ساقیٔ کوثر، مالک بحر و بر کی دعاء برکت کے بارے میں؟ وہ اگر دعاء فرمادیں تو پانی کے ایک قطرہ سے عالم سیراب ہو جائے۔ امام احمد رضا نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی ﷺ

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام دریا پار کرنے کے بعد اپنی قوم کو لیکر چلے، جب میدان تیہ میں سب لوگ پہنچے، سخت پیاس لگی، حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر پانی کے انتظام کی درخواست پیش کی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعاء کی تو ہم نے فرمایا اپنی لاٹھی کو پتھر پر مارو حکم پاتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی ماری، وہ پتھر انسانی کھوپڑی کی سائز کا تھا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا پتھر پر لاٹھی پڑتے ہی اس سے بارہ نہریں پھوٹ پڑیں اور یہ نہر مسلسل چالیس سال تک اس ریگستان میں رواں دواں تھیں لوگ لاکھوں لاکھ اس سے سیراب ہوتے اور اپنی تمام ضرورتوں کو پورا کرتے۔

زم زم شریف کا کنواں، جو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بچپن کا معجزہ اور سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے ٹھوکر کی برکت ہے جب سے آج تک کڑوڑوں لوگ اس کا پانی پیتے ہیں، نہ کم ہوتا ہے نہ خراب، اور اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قیامت تک لوگ سیراب ہوتے رہیں گے، یہ تمام باتیں حیرت انگیز ضرور ہیں، مگر میرے آقا کی پیاری پیاری انگلیوں کی بات کچھ اور ہی ہے۔

پتھروں سے پانی نکلتے دیکھا، زمین سے پانی ابلتے دیکھا، بدلیوں سے پانی برستے دیکھا، ہینڈ پائپ سے پانی گرتے دیکھا نلوں سے پانی گرتے دیکھا، آبشاروں سے پانی بہتے دیکھا مگر ہاتھ کے پنجوں، اور انگلیوں کے بیچ گھائیوں سے پانی کے جوش مارتے ہوئے فوارے کسی نے دیکھا؟ اگر دیکھنا ہے تو مالک بحر و بر، مختار ہر خشک و تر، صاحب اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کے پنجاب رحمت کو دیکھو، سفر کی حالت، دھوپ کی شدت، ہزاروں صحابہ ہمرکاب، پانی ختم، کریں تو کیا کریں، لوگوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر پانی نہ ہونے کی شکایت کی سرکار نے برتنوں سے پانی نچوڑ وا کر تھوڑا پانی طشت میں رکھوا دیا اپنا دستِ مبارک اس میں رکھ دیا انگلیوں اور گھائیوں سے پنجاب رحمت کے چشمے ابلنے لگے، پیاس کے مارے لوگ یہ منظر دیکھ کر وجد میں جھومنے لگے اور پانی لینے کے لئے ٹوٹ پڑے، امام احمد رضا بھی جھوم رہے ہیں، اور جھوم جھوم کر آقا کی بارگاہ میں نذرانہ محبت پیش کر رہے ہیں

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

میدان تیہ میں نہ گھر نہ بار، نہ کوچہ و بازار، نہ جھاڑ نہ دیوار کہ اس کے سایہ میں بیٹھ کر آرام کیا جاسکے، نیچے گرم ریت، تپتی ہوئی زمین اوپر جھلسا دینے والی چلچلاتی دھوپ، کھوپڑی گرم ہوگئی، بھیجے کھولنے لگے، لوگ حضرت موسیٰ سے کہنے لگے ہماری پریشانی دور فرمایئے، سر چھپانے کا کوئی انتظام کیجئے، نبی نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے، دعاء قبول ہوئی، قادر مطلق اَللّٰہُ جَلَّ مَجْدُہٗ نے بادلوں کو حکم دیا جاؤ بنی اسرائیل کو اپنے جھرمٹ میں لے لو، جدھر جدھر قوم جاتی بادلوں

کا یہ شامیانہ بھی ادھر جاتا، گویا موبائل ٹینٹ تھا، جو قدرت نے انھیں موسیٰ علیہ السلام کے صدقے میں عطا فرمایا تھا وللہ الحمد۔

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو میدان تیہ میں بھوک لگی، تو نبی نے انکے کھانے کے لئے رب سے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے مَنّ وسلوٰی دو قسم کے غیبی کھانے اتارے، چالیس سال تک اللہ کی طرف سے یہ راشننگ نظام مسلسل قائم رہا ہے، قرآن کا ارشاد ہے وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اور ہم نے ان کے اوپر بادلوں کا سائبان بنا دیا اور کھانے کے لئے من وسلوی اتار دیا، حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ رات میں تاریکی کو دور کرنے کے لئے ایک نورانی ستون اترتا جس کی روشنی سے پورا علاقہ روشن ہوجاتا تھا، سبحان اللہ، یہ سب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی صحبت اور معیت کا صدقہ ہے، دھوپ لگی تو بادل شامیانہ بن گیا، بھوک معلوم ہوئی تو مَنّ اور سلوٰی اتار دیا گیا، پیاس نے ستایا تو خشک پتھر سے ٹھنڈے شیریں پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔ رات کے وحشت آگیں اندھیرے کو دور کرنے کے لئے غیبی ستون اترا۔

مگر قربان جایئے نبی رحمت کے، صدقے جایئے، شفیق امت سید عالم ﷺ کے جب آپ کی امت کے لوگ کہیں جمع ہوکر قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں، علم دین سیکھتے سکھاتے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں تو رحمت کے فرشتے انکے سروں پر اپنے نورانی پروں کا سائبان تان دیتے ہیں، حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ فرشتے انھیں اپنے بازوؤں سے ڈھانپ لیتے ہیں، اور ہر طرف سے رحمت الٰہی انہیں گھیر لیتی ہے، غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ اللہ کی رحمت انکو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے، اسوقت انکو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ اور جب ضرورت ہوئی تو خشک لکڑی پر ہاتھ پھیر دیا فوراً روشن ہوگئی اور رات کے اندھیرے دور ہوگئے۔

دیہات کے رہنے والے دو صحابی حضور اکرم ﷺ سے ملنے مدینہ منورہ حاضر ہوئے رات اندھیری تھی واپس گھر جائیں تو کیسے جائیں، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا، حضور اکرم ﷺ

نے مشکل آسان فرمادی، کھجور کی خشک ٹہنی پر اپنا نورانی ہاتھ پھیر دیا لکڑی جگمگا اٹھی، رات کا اندھیرا کافور ہوگیا، اور ہر طرف جلوۂ نور پھیل گیا، دونوں حضرات اپنے گھروں کو چل دیئے کچھ دور جاکر راستہ الگ الگ ہوگیا، ایک کے پاس روشنی دوسرے کا ہاتھ خالی تھا، کیا کیا جائے وہ صحابی تھے، وہابی نہ تھے، ایمان نے رہبری کی اور ترکیب سمجھ میں آگئی، کھجور کی لکڑی لی اور اس پرنور لکڑی سے مس کردیا ٹچ کردیا، یہ بھی روشنی دینے لگی، میں تو کہتا ہوں کہ آفتاب رسالت نے جس خشک لکڑی کو روشنی عطا فرمادی تھی اس سے جو لکڑی بھی روشنی حاصل کرنے کی غرض سے ٹچ کی جاتی وہ بھی منور ہوجاتی پھر اس سے دوسری، تیسری چوتھی کو مس کردیتے تو وہ بھی روشن ہوجاتی یہ سلسلہ نور اس طرح پوری دنیا میں پھیل سکتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیاسی امت کی پیاس پتھر سے پانی نکال کر بجھائی گئی، اور ساقیٔ کوثر کے جاں نثاروں کی پیاس آپ کی پیاری پیاری انگلیوں سے پنجاب رحمت کے دریا بہا کر بجھائی گئی، یہ وہ مبارک، مقدس اور مطہّر پانی ہے کہ اس سے افضل پوری کائنات میں کوئی پانی ہوا، نہ ہے، اور نہ ہوگا، نہ زمین کے اوپر اور نہ زمین کے نیچے، نہ آسمان پر، نہ جنت میں، موسیٰ علیہ السلام کی امت کی بے چینی کو غیبی کھانے مَنّ اور سلْوٰی کھلا کر دور کی گئی جس سے انھیں جسمانی راحت وسکون حاصل ہوا، محبوب کی امت پر سکینہ اتار کر قلبی اور روحانی سکون سے شاد کام کیا گیا، بنی اسرائیل پر بادلوں کا سائبان بنایا گیا، سید عالم کی امت پر فرشتوں کے مقدس پروں سے سایہ کرایا گیا، موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے رات کی تاریکی میں نورانی ستون کا انتظام کیا گیا اور نور مجسم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفاداروں کے لئے خشک لکڑی کو پرنور بنایا گیا فرق مراتب کی ذرا جلوہ آرائیاں ملاحظہ ہوں، وہ کلیم تھے اور یہ حبیب ہیں صلی اللہ علیہما وسلم۔

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اللہ تعالیٰ جَلَّ مَجۡدَهٗ نے اپنے حبیب سید عالم ﷺ کو تمام کثرتیں جملہ برکتیں اور خیر کثیر عطا فرمایا، مومن اگر إِنَّا أَعۡطَيۡنَٰكَ الۡكَوۡثَرَ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے اور ایمانی شعور سے سوچے تو سرور دو عالم ﷺ کا اختیار، اور وقار معلوم ہوجائے اور یہ بھی سمجھ میں آجائے کہ حضور اکرم ﷺ کا خزانہ کتنا عظیم ہے، جس میں ہر خیر ہر بھلائی اتنی کثرت کے ساتھ موجود ہے، جس کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے۔

اس محفل میں میمن حضرات کثرت کے ساتھ موجود ہیں، اس لئے لفظ کوثر کا مطلب و معنی انہیں کی زبان میں سمجھا دوں تو اچھی طرح سمجھ میں آجائیگا، کوثر کا لفظ عربی زبان کا ہے، جس کے معنی ہیں بہت زیادہ، کسی چیز کو کم اور زیادہ بتانے کیلئے عربی زبان میں کئی لفظ بولے جاتے ہیں، قلیل تھوڑا، کثیر زیادہ، اکثر زیادہ سے زیادہ، کوثر بہت زیادہ۔ میمنی بولی میں قلیل کو اوجھو، اور تھورو کہتے ہیں، اگر زیادہ ہے تو وَدھارِی بولتے ہیں، اگر زیادہ سے بھی زیادہ ہے تو ''بہو وَدھارے'' بولتے ہیں، بہو وَدھارے سے بھی وَدھارے ہوجائے تو اس وقت آپ کہتے ہیں ''گھنڑ ھوں ودھارے'' اب آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ گھنڑھوں ودھارے کے بعد اب کوئی ودھارے نہیں ہے، یعنی سب سے زیادہ کے بعد کسی زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا، زیادتی کی یہ آخری لیمٹ ہے،

دوسری بات اور ذہن میں رکھ لیں پھر کوثر کا معنی آپ کو اچھی طرح سمجھ میں آجائیگا، دیکھئے کم اور زیادہ کا اعتبار حیثیات کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے، مثال کے طور پر ارب پتی جس کے یہاں بے حساب دولت ہے، اسکے نزدیک لاکھ روپے کی حیثیت قلیل، تھوڑے کی ہے اور جو شخص بھاجی ترکاری بیچتا ہے اگر اسکو ایک ہزار روپے کسی دن نفع ہوگیا تو اسکے لئے بہت زیادہ ہے، دھنا سیٹھ لاکھ روپے کو کچھ نہیں سمجھتا اور ایک غریب آدمی ہزار کو گھنڑھوں ودھارے جانتا ہے بات وہی حیثیت کی ہے، ورنہ کہاں لاکھ اور کہاں ہزار دونوں میں کتنا فرق ہے، مگر بڑی رقم

بڑی حیثیت والے کے نزدیک تھوڑی ہے اور تھوڑی رقم چھوٹی حیثیت رکھنے والے کے نزدیک بہت زیادہ ہے، اب میری بات غور سے سنئے مصطفیٰ کے خزانے کی عظمت معلوم ہو جائیگی۔

ہمارا ایمان ہیکہ اللہ سے بڑا کوئی نہیں، وہی سب سے بڑا ہے، ہر اذان واقامت میں روزانہ پانچ وقت مؤذن اس کی بڑائی اور کبریائی کا بانگ دوہل اعلان کرتا ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اس کی بڑائی اور کبریائی کے آگے سب سرنگوں ہیں، وہی اللہ ہے، وہی کبریا ہے، وہی سب سے بڑا ہے، وہی اللہ اپنی شان کبریائی سے فرماتا ہے اے حبیب اعلان فرما دیجئے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ" کہد و یہ دنیا اور دنیا کے تمام مال ومتاع، ساز وسامان خالق کائنات کے نزدیک قلیل، تھوڑے ہیں، یہ دنیا کیا ہے؟ زمین کے اوپر کی تمام مخلوقات، زمین کے اندر قدرت کے سربمہر خزانے، سیال سونا، پٹرول، قدرتی کیمکل، گیس، بلیک ڈائمنڈ، سلفائیٹ، یورینیم، پہاڑ اور ان میں پائی جانے والی قیمتی دھاتیں، سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات، پلاٹنیم کی کانیں، سمندر اور سمندر کی گھرائیوں میں پائی جانے والی کروڑوں مخلوقات لَا تُعَدُّوَلَا تُحْصٰی نہ جن کو گنا جا سکتا ہے، نہ انسانی عقل ان کو گھیر سکتی ہے، اتنا بڑا زمینی پروجیکٹ تیار کر کے رب العالمین نے انسانوں کے حوالے کر دیا ہے، خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا یہ سب کچھ اللہ نے تمہارے لیئے پیدا فرمائے، اس زمینی پروجیکٹ کو بنانے کے بعد رب کائنات نے آسمان کو بنایا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ "پھر آسمان بنانے کا قصد فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے وہی ہر چیز کی حکمت کو جاننے والا ہے، چاند، سورج، ستارے اور آسمانی تمام چیزیں انسانوں کے لئے بنائی گئیں ہیں، یہ آسمانی پروجیکٹ اور زمینی کارخانہ کتنا بڑا ہے، کہ آج تک نہ کوئی اس کو ناپ سکا، نہ گن سکا، نہ سمجھ سکا، خدائی پروجیکٹ کو کیا گن سکو گے، اپنے سر کے بال نہیں گن سکتے، تو کائنات کو کیسے گن سکتے ہو، تمہاری کاؤنٹنگ مشینیں، کمپیوٹر کی فلاپی سب فیل ہو جائیں گی، تمام جن وانس مل کر صرف اسی کام میں لگ

جائیں، عمریں تمام ہوجائیں، مگر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کا شمار نہیں ہوسکتا، اسی عظیم دنیا کو اللہ فرماتا ہے کہ محبوب بتادیجئے کہ متاع دنیا اللہ کے نزدیک تھوڑی ہے جو رب ساری دنیا دے کر فرمائے کہ جو کچھ میں نے انسانوں کو دیا ہے وہ تھوڑا ہے، وہی رب جب رسول کو عطا فرمارہا ہے تو یہ نہیں فرماتا کہ اے محبوب ہم نے آپ کو قلیل، تھوڑا دیا، یہ بھی نہیں فرماتا کہ کثیر دیا، یہ بھی نہیں فرماتا کہ اکثر دیا بلکہ فرماتا ہے کہ کوثر دیا سب سے زیادہ، زیادہ سے بہت زیادہ دیا، جب اللہ کے قلیل کو آج تک کوئی نہ جان سکا تو کثیر کو کیسے سمجھے گا، اور جب اس کے کثیر کو سمجھنا محال تو جس کو وہ کوثر فرمائے اس کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، فرشتے، انسان، جن اور ساری مخلوق مل کر اندازہ لگائے تو نہیں لگا سکتی ہے، یہ ہے محبوب رب العالمین کے خزانے کی عظمت و وسعت۔

آیت کریمہ إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سید عالم ﷺ کے فضائل و کمالات اور آپ کی نعتوں کا گلدستہ ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ کیا ہے کہ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، یعنی آپ کو بے شمار فضائل و کمالات عنایت فرما کر تمام مخلوقات جن وانس فرشتے، اولیاء، انبیاء سب سے افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، عالی نسبی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، علم بھی، حکمت بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، امتیوں کی کثرت بھی، دشمنوں پر رعب وہیبت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، فتوحات کی کثرت بھی۔ ان کے علاوہ بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے، اے محبوب آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی آپ کے ماننے والوں سے دنیا بھر جائے گی، جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کی یاد ہوگی، نمازوں میں، اذانوں میں، منبروں پر آپ کا ذکر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم وواعظ میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے، آپ کے دشمنوں کا نام ونشان مٹ جائے گا، مگر اے محبوب تم زندہ رہو گے، تمہارا نام زندہ رہیگا، تمہاری یاد زندہ رہے گی تمہارا ذکر زندہ رہے گا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعدا تیرے　　　نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ورفعنا لک ذکرک ہے سایہ تجھ پر　　　بول بالا ہے تیرا، ذکر ہے اونچا تیرا

اے وہابیوں کی تعریف کرنے والو! اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچو! تمہارے دین کے ساتھ کتنا گھنونا مذاق اور کتنا بڑا فراڈ کیا جارہا ہے وہابی جماعت، تبلیغی جماعت لکھتی ہے اور کہتی بھی ہے، کہ وہ ہمارے جیسے بشر ہیں، وہ مجبور ہیں، کسی چیز کے مالک ومختار نہیں ہیں، ارے تو دنیا کی متاع قلیل سے ایک ذرہ ناچیز سے کروڑہا کروڑ درجہ کم پاکر اتنا مغرور ہو گیا، اتنا سرکش بن گیا، اتنی ذلیل حرکت پر اتر آیا کہ رب جلیل کے محبوب جمیل کو اپنی طرح مانتا ہے، ان کے مالک ومختار ہونے کا انکار کرتا ہے، انہیں ذرہ ناچیز سے کمتر بتاتا ہے ۔

"ارے کھائے تجھ کو تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے"

اللہ جل مجدہ نے اپنے محبوب ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو خیر کثیر کا مالک بنایا، بے شمار خوبیوں اور کمالات عالیہ کا تاجدار بنایا، ان کا عظیم خزانہ کثیر نہیں کوثر ہے، یہ ذلیل، رب کے قلیل کو نہ جان سکے چلے ہیں کثیر اور کوثر پر خیال آرائی کرنے، یہ کنوئیں کے مینڈک ہیں، کنوئیں کی گولائی کو جوآل ورلڈ سمجھتے ہیں، ہر ایک اپنی اوقات سے بات کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اصل میں معاملہ یہ ہے کہ جو مینڈک کنوئیں میں رہتا ہے، (میمن کی زبان میں مینڈک کو ڈیڈکو کہتے ہیں) تو جو مینڈک کنوئیں میں رہتا ہے، باہر کی دنیا اس نے دیکھی نہیں ہے وہ کنوئیں کی گولائی کو کہتا ہے This is all world اس کے نزدیک یہ کنواں ہی دنیا جہان ہے، اگر کسی دن اس کم ظرف کی ٹانگ پکڑ کر باہر نکالا جائے تو سمجھ میں آجائے گا کہ دنیا کتنی لمبی چوڑی ہے، اگر صرف کولمبو کا مختصر سا ٹاپو ہی دیکھ لے تو اس کا ہارٹ فیل ہو جائے، ابھی تک کنوئیں میں تھا تو بولتا تھا کہ بس دنیا کا دائرہ یہیں تک ہے، باہر نکلا تو کلیجہ پھٹ گیا۔

اسی طرح یہ گستاخ، بے دین، گمراہ جو دیو کے قید و بند میں رہنے کے خوگر ہیں، اس سے

باہر آکر کھلے ذہن سے نبی کے بارے میں کبھی سوچا نہیں، جب فرشتے ان کی ٹانگیں پکڑ کر میدان محشر میں لا کھڑا کریں گے، اس وقت عظمت مصطفیٰ کی دھوم دیکھیں گے، ایک طرف لواء الحمد کا پھریرا لہرا رہا ہوگا تو دوسری طرف محبوب کائنات بآں جاہ وجلال شان سے مقام محمود پر رونق افروز ہونگے، فرشتے، انبیاء، اولیاء، ساری خلقت آپ کی حمد وثناء کرتی ہوگی، نوشۂ بزم جنت شفاعت کا سہرا ماتھے پر باندھے ہوئے گنہگاروں کو دوزخ سے کھینچ کر جنت کے باغ وبہار میں بھیج رہے ہونگے، کبھی میزان عمل پر گنہگاروں کے اعمال کی تول کی نگرانی فرمائیں گے، کبھی پل صراط سے گزرنے والے وفاداروں کو سنبھالیں گے، کبھی کوثر کا جام پیاسوں کو پلا کر سیراب کریں گے ہر طرف آپ کی عزت وعظمت کی دھوم ہوگی۔ ع

دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

یہ رسول کی عزت وعظمت کے منکر، اپنے جیسا مجبور بشر کہنے والے نابکار جب دیکھیں گے تو ان کا کلیجہ پھٹ جائیگا، ہائے ہائے کرتے رہیں گے، فرشتے دھکے مار کر اوندھے منہ دوزخ میں گرادیں گے اور کہیں گے ذُقْ اِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ چل مردود جہنم کا عذاب چکھ بڑا عزت والا بزرگ بنتا تھا، اور رسول کی عزت وبڑائی کا انکار کرتا تھا، اس وقت کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ ۔ قرآن فرماتا ہے اس دن آدمی بھاگے گا، اپنے بھائی، ماں باپ اور بیوی سے، ان میں سے ہر ایک کو ایک ہی فکر ہے وہی اس کیلئے بس ہے، اس سخت دن کی پریشانیوں سے چھٹکارے کی آج ہی فکر کرو اور مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم ہو جاؤ، دیکھو تمہارا امام، تمہارا بہی خواہ، احمد رضا تم کو کس پیار سے سمجھا رہا ہے۔ ے

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اگر دنیا سے ایمان بچا کر لے جانا ہے اور اسلام کی حالت میں مرنا ہے تو پھر ان کی

عزت کرو۔ ان کی عظمت پر مر مٹو، گستاخوں، بے ادبوں کی باتوں پر کان نہ دھرو، نہ ان سے سرو کار رکھو یہی پیغام ہے امام احمد رضا کا۔ ؎

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام   للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حضرات! امام احمد رضا نے اپنے آقا و مولیٰ کو کس طرح جانا اور کیسے مانا؟ سنیئے قرآن، حدیث، سیرت اور دوسری دینی کتابوں کو پڑھ کر ہر خوش عقیدہ مسلمان اپنے نبی کی عظمت، رفعت، اختیار و اقتدار کو مانتا ہے، مگر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے کمال عشق و عرفان کا ڈھنگ رنگ کچھ اور ہی ہے، آپ نے ہر علم وفن میں جلوۂ محبوب کا رنگ دیکھا ہے، نحو، صرف، منطق، فلسفہ، علم نجوم، ریاضی، علم طبیعات وغیرہ علوم وفنون سے عظمت مصطفیٰ کا اعلان فرمایا ہے، حد تو یہ ہے کہ بغدادی قاعدہ سے بھی انہوں نے عرفان محمدی حاصل کیا، فرماتے ہیں۔ ؎

یادِ گیسو ذکرِ حق ہے آہ کر   دل میں پیدا لام ہو ہی جائیگا

فرماتے ہیں، سید عالم ﷺ کے گیسوئے معنبر کی یاد کرنے سے اللہ کے ذکر کی لذت ملتی ہے، کیونکہ آپ کے گیسوؤں کی یاد اللہ کا ذکر ہے، امام احمد رضا کے اس دعویٰ کو سمجھنے کے لئے سید عالم ﷺ کے گیسوؤں کی شکل کو ذہن میں جمائیے، پھر بات سمجھ میں آئے گی۔

حدیث شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہیکہ حضور اکرم ﷺ کے گیسوئے پاک لمبے تھے، کبھی کندھوں تک، کبھی کانوں کی لو تک ہوتے، حضور اکرم ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ اپنے بالوں کو دائیں بائیں دو حصوں میں اس طرح تقسیم فرماتے تھے کہ بیچ میں سیدھی مانگ ہوتی تھی، اعلیٰ حضرت اس سیدھی مانگ پر لاکھوں سلام پیش فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق   مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

یعنی محبوب رب العالمین کے کالے کالے بال شب قدر ہیں اور سیدھی مانگ گویا شب قدر میں صبح صادق طلوع ہو رہی ہے، اس شعر میں سورۂ قدر کی طرف تلمیح ہے ابھی اس تفصیل کا موقعہ

نہیں ہے، ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ سرکار کے گیسو لمبے تھے جب آپ ان کو سنوارتے تھے تو کندھوں تک آجاتے، پھر مڑ کر نیچے کا حصہ گول دائرہ کی شکل میں ہو جاتا، اوپر سے سیدھا اور کانوں تک آکر گول ہو جاتا، جیسے بغدادی قاعدہ میں حرف ''ل'' ہوتا ہے گویا گیسو ''ل'' کی طرح ہو گئے ایک ''ل'' دائیں اور ایک ''ل'' بائیں گیسوؤں کے دو ''ل'' ذہن میں نقش کر لیں۔ پھر تڑپ کر زبان سے آہ نکالیئے زبان سے ''آہ'' کرنا ذکر لسانی (زبان کا ذکر) اور دل میں گیسوؤں کی یاد سے دو ''ل'' نقش ہو گئے، یہ ذکر جنانی (دل کا ذکر) امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ سرکار کے ''ل'' جیسے گیسوؤں کو یاد کر کے عشق و مستی میں تڑپ کر ''آہ'' کرو گے تو لفظ 'آہ' کے دل میں یعنی بیچ میں دو ''ل'' جو تمہارے دل میں تھے وہ ظاہر ہو جائیں گے۔ 'آہ' کا 'ا' دائیں اور 'ہ' بائیں اور بیچ میں دو ''ل ل'' بن جائیں گے اس طرح لفظ ''اللہ'' اسم جلالت کا املا درست ہوگا، لفظ ''اللہ'' میں ''ا ل ل ہ'' ایک الف دو لام اور آخر میں ''ہ'' چار حروف ہیں، اس طرح گیسو کے دو ''ل'' اور ''آہ'' کے الف اور ''ہ'' لفظ اللہ کی شکل بن گئی، امام احمد رضا کا دعویٰ ثابت ہو گیا

یادِ گیسو ذکرِ حق ہے آہ کر دل میں پیدا لام ہو ہی جائے گا

شعر میں ہوگا نہیں فرمایا، ہو ہی جائیگا فرمایا تا کہ شک وشبہ والی بات نہ رہے، ہوگا کہ نہیں، مومن کا ایمان پختہ اور مضبوط ہوتا ہے، ڈانواڈول نہیں ہوتا ہے ہوگا کہ نہیں، ہے کہ نہیں، مومن کی بولی نہیں گدھے کی بولی ہے، کسی منچلے نے کہا کہ جب گدھا بولتا ہے تو پہلے لمبی سور الاپتا ہے، بعد میں چھوٹی چھوٹی سور نکالتا ہے، ایسا کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ گدھا پہلے ببانگ دہل اعلان کرتا ہے کہ ''اللہ ایک ہے'' شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ ''اللہ ایک نہیں ہے'' یہ تو ٹھہرا گدھا فوراً کنفیوز ہو جاتا ہے شک میں پڑ جاتا ہے اور بولنے لگتا ہے، ہے کہ نہیں، ہے کہ نہیں، ہے کہ نہیں۔

اس لئے مسلمان کو ایمان وعقیدے میں شک وشبہ کو قطعاً راہ دینا نہیں چاہیئے شیطان

کتنا ہی کنوینس کرنے کی کوشش کرے، حضور کو علم غیب ہے تو اس عقیدے پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور مرتے دم تک کہتا رہے کہ علم غیب ہے "ہیکہ نہیں، ہیکہ نہیں" گدھے کی بولی نہ بولے، سر کار اپنی قبر میں زندہ ہیں، یہی یقین رکھے کہ زندہ ہیں "ہیں کہ نہیں ہیں کہ نہیں" کی پکار نہ کرے۔

امام احمد رضا کا اپنے آقا کو یاد کرنے کا انداز تو دیکھئے کبھی گیسوؤں کی یاد میں اس طرح فرماتے ہیں۔

چمن طیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو حور بڑھ کر شکن ناز پہ وارے گیسو
ہم سیہ کاروں پہ یارب تپش محشر میں سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

کبھی مصطفیٰ کے مقدس ابرو پر صدقے ہو کر یوں فرماتے ہیں۔

یاد ابرو کر کے تڑپو بلبلو ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

کبھی قد ناز اور گیسوئے دلنواز کی یاد میں یوں نغمہ سنجی کرتے ہیں۔

گیسو و قد لام الف کر دو بلا منصرف لا کے تہ تیغ لاتم پہ کروروں درود

کبھی گیسو و ابرو کو یاد کر کے جھوم جاتے ہیں۔

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگور گھٹائیں امڈیں ابروؤں پہ وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

کبھی مطاف کعبہ میں گنبد خضراء کی یاد آئی تو کعبہ کو اپنا ہمنوا پایا اور بول اٹھے۔

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

حضرات! ذرا یادوں کا فرق دیکھئے، امام احمد رضا کو حرم پاک میں یاد آئی تو مدینے کی یاد آئی، دیار حبیب کی یاد آئی، روضۂ محبوب کی یاد آئی، کیوں نہ آئے سب تو انہیں کے صدقے میں ہے، مگر دیو بندیوں کے شیخ الھند کو یاد آئی تو گنگوہ کی یاد آئی، وہ کہتے ہیں

پھرے تھے کعبہ میں بھی ڈھونڈتے گنگوہ کا راستہ

جو اپنے سینوں میں رکھتے تھے ذوق وشوق عرفانی

جب شیخ صاحب کو کعبے میں پہنچ کر گنگوہ ہی ڈھونڈ نا تھا تو گئے کا ہے کو، گنگوہ میں جا کے پڑے رہتے ،خواہ مخواہ پیسہ اور محنت دونوں برباد گئے، معاذ اللہ رب العالمین۔

امام احمد رضا کو وہاں بریلی نہیں یاد آیا، مارہرہ شریف نہیں یاد آیا، حجۃ الاسلام اور مصطفی رضا نہیں یاد آئے، پراپرٹی اور جائداد نہیں یاد آئی، اگر یاد آئی تو گنبد خضراء کی یاد آئی، روضۂ نبی کی یاد آئی۔ ع

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

وہ یاد کریں گنگوہ کی، امام احمد رضا یاد کریں گنبد خضراء کی، قصر محبوب کی، یادوں کا یہ فرق دیکھ لیجئے دونوں کے ایمان کا فرق سمجھ میں آجائے گا، سمجھانے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں پڑے گی، میرے دوستو سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان وعقیدے کو بچا کر آخرت کی کامیابی کی آرزو ہے تو مسلک اعلیٰ حضرت پر بے خطر چل پڑو، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالی جاہ سچے غلاموں کا نقش قدم نشانِ راہِ خدا ہے۔ جو اس راز اور سراغ کو پا گیا، وہ صراط مستقیم سے کبھی بہک نہیں سکتا ہے۔ ؎

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حضرات گرامی! جب یاد ابرو یاد گیسو کی بات آگئی ہے، تو اور ایک شعر امام احمد رضا کا ملاحظہ فرماتے چلئے۔ ؎

گیسو وقد لام الف کر دو بلا منصرف لا کے تہ تیغ لاتم پہ کروروں درود

اس شعر کو سمجھنے کے لئے حروف تہجی ، ا، ب، ت، ج، وغیرہ پر تھوڑی توجہ دیجئے بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی، آپ کو معلوم ہیکہ سب حروف تہجی ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں، مگر لام اور الف ایسے دو حروف ہیں جو الگ بھی ہیں اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے بھی ہیں، جب دونوں ملا کر لکھے جاتے ہیں تو ان کی شکلیں بدل جاتی ہیں، لام الف کی کتابت ملا کر دو

طرح کی جاتی ہے، لا ،لا ان شکلوں کوغور سے دیکھئے تو لگتا ہے کہ دوتلوار ملا کر کھڑی کردی گئی ہیں، دوسری بات یہ بھی ہے کہ لا عربی زبان کا حرف نفی ہے، جس کا معنی نہیں ہوتا ہے یعنی ''لا'' ہے کو نہیں، موجود کو معدوم ہونا ظاہر کرتا ہے اور تلوار کا بھی کام ہے کہ ہست کو نیست اور موجود کو معدوم بنا دے، اس طرح لا اور تیغ میں معنوی ہم آہنگی اور اشتراک پایا گیا، اسی معنوی اشتراک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امام احمد رضا اپنے آقا کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایک فریادی بن کر استغاثہ پیش کرتے ہوئے عرض پرداز ہیں۔

گیسو وقد لام الف کردو بلا منصرف لا کے تہ تیغ لاتم پے کروروں درود

یارسول اللہ آپ کے گیسو ''ل'' اور قد ناز ''ا'' ہے گویا دونوں آپ کے وجود گرامی میں یکجا ہیں تو آپ کے پاس ''لا'' کی دو دھاری تلوار موجود ہے، اپنی اسی ''لا'' کی تلوار کے نیچے ہماری بلاؤں کو لاکر نیست و نابود فرمادیجئے۔ اتنا بلیغ اور خوبصورت استغاثہ پیش کرنا امام احمد رضا کا ہی حق ہے۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہاں تو بات کہاں سے کہاں تک پہنچی، ع ''سلسلہ میرے تکلم کا کہاں تک پہنچا''

بات یہ چل رہی تھی کہ صاحب إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خزانے میں سب کچھ ہے، جس کو جتنا چاہا عطا کر دیا، کبھی انکار نہیں فرمایا۔

جنگ میں ایک صحابی کی آنکھ میں نیزہ لگا آنکھ کا ڈھیلا باہر لٹکنے لگا، سرکار نے اس کو اس کی جگہ رکھ دیا آنکھ ٹھیک ہوگئی، سیدنا علی مرتضیٰ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں لعاب دہن مل دیا اچھی ہو گئیں، صدیق نے غار میں آپ پر اپنی جان نثار کردی، ان کو جان لوٹادی، منزل صہبا پر آپ کی نیند پر علی نے اپنی نماز وار دی، ان کو انکی نماز پھیر دی، میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوکے تھے، سرکار نے ایک تھیلی میں تھوڑی سی کھجوریں رکھ کر ان کو عنایت فرمادیں، اور ارشاد فرمایا جتنی ضرورت ہو اس میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا، تھیلی کو خالی کر کے جھاڑ نا مت، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دن سے لیکر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن تک اس میں سے کھاتے رہے، کھلاتے رہے، تقریبا ۲۸ رسال گزر گئے مگر اس میں ایک کھجور کا دانہ کم نہ ہوا، اسمیں سے منوں اور ٹنوں کھجوریں نکلیں مگر اتنی کی اتنی ہی رہیں، جب ابو ہریرہ کی چھوٹی تھیلی میں کثرت کھجور اور برکت رزق کا یہ عالم ہے تو صاحب کوثر کے خزانہ خداداد کا عالم کیا ہوگا، اس لئے اے مفلسو! اگر اللہ کی نعمتوں کو لینا چاہتے ہو تو قاسم نعمت سے سچا رابطہ قائم کرلو، دامن مراد بھر جائیگا، دوسروں کی ٹھوکریں کھاتے کیوں پھر رہے ہو، اپنے امام کی اس پکار پر لبیک کہہ کر دوڑ پڑو۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پہ جا پڑو قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلم دان گیا

وما علینا الا البلاغ

نسبت کی بہار

نوٹ: انجمن فیض رضا کولمبو ہر ماہ اپنے سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے مشائخ کرام کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرنے کے لئے محفل ذکر منعقد کرتی ہے، ۱۰ ر جمادی الاولی ۱۴۲۳ھ کو یہ محفل منعقد ہوئی تھی، چونکہ شہزادۂ اعلیحضرت، سرکار حجۃ الاسلام مولانا الشاہ محمد حامد رضا، اور سرکار مجاہد ملت مولانا الشاہ محمد حبیب الرحمن صاحب رحمہما اللہ کا عرس اسی ماہ میں ہوتا ہے، اسی مناسبت سے حضور اشرف العلماء دامت برکاتہم العالیہ نے یہ خطاب فرمایا۔

راقم نور الحسن غفرلہ، مدرس مدرسہ فیض رضا کولمبو، (سری لنکا)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰامِ اللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ، صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ، یَا زِیْنَۃَ عَرْشِ اللّٰہِ، یَا عَرُوْسَ مَمْلَکَۃِ اللّٰہِ، یَا سِرَاجَ اُفُقِ اللّٰہِ یَا نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ

میرے دینی، اسلامی سنی بھائیو! اسلام میں نسبت کو خاص اہمیت حاصل ہے اگر معمولی کم درجے کی چیز کو کسی باعظمت چیز سے صحیح تعلق، اور سچی نسبت، ہو جائے تو اس معمولی چیز میں بھی عظمت اور بڑائی پیدا ہو جاتی ہے، اگرچہ دیکھنے میں بظاہر وہ چیز چھوٹی اور معمولی ہو، مگر اسلامی نقطہ نظر سے اس کا مقام، مرتبہ اونچا ہو جاتا ہے، بلکہ ہائی High سے Highest ہو جاتا ہے، یہ میرا اپنا خیال نہیں ہے، بلکہ یہ اسلام کا ایک نظریہ عظمت وارتقاء ہے جس کی دلیل اور بہت سے شواہد قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

اوراس مجمع میں بہت سے لوگ وہ موجود ہیں جو حج وزیارت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں ان سے آپ پوچھ لیجئے کہ مکہ مکرمہ میں بہت سے مقامات مقدسہ آج بھی موجود ہیں جن کی دنیا کے تمام حاجی صاحبان زیارت کرتے ہیں، انکی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، اوران سے برکت بھی حاصل کرتے ہیں،، مثلاً حجر اسود، مقام ابراہیم، صفا ومروہ،، چاہ زمزم شریف، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، جبل رحمت، جبل ثور، غار حراء۔ مشعر حرام بلکہ پورا مکہ مکرمہ، یہ وہ مقدس اور متبرک مقامات ہیں جن کے دامن کرامت میں نسبتوں کی بے شمار بہاریں سمٹی ہوئی ہیں، جن کی تفصیلات کو بیان کرنے کیلئے کئی راتوں کی ضرورت ہے، اس مختصر مجلس میں مختصر اور ضروری گفتگو ہوگی Short and sweet تھوڑی چیز ہومگر میٹھی ہو۔

مکہ مکرمہ وہ شہر ہے جس کو بلد امین امن وامان والا شہر فرمایا گیا ہے، لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ قسم اس شہر امن کی، دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یعنی جو اس شہر میں آگیا امن وامان پاگیا، یہاں تک کہ کسی کا قاتل حرم میں آگیا تو اسکو بھی امن ملے گا جب تک کہ حرم سے باہر نہ جائے، مکہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ملتا ہے یونہی ایک گناہ کا عذاب ایک لاکھ گناہ کے برابر ہے، تمام چیزیں اس شہر پاک کی عزت، حرمت اور تعظیم وتکریم والی ہیں۔

دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت شہر تھے اور ہیں لیکن کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز نہیں ملا، پہاڑوں سے گھرا ہوا چھوٹا سا شہر، جو وادی غیر ذی زرع، بنجر نا قابل کاشت مقام پر آباد ہے اس کو ٹریڈ سنٹر نہیں، مرکز امن وامان بنادیا گیا، نیویارک جاؤ، پیرس جاؤ، انگلینڈ جاؤ، امریکہ جاؤ امن کی کوئی گارنٹی نہیں ملیگی، امریکہ، آپ کو کیا امن دے گا، جو دنیا کو امن کا جھوٹا پیغام دیتا ہے، اور آتنگ واد، دہشت گردی کو دنیا سے ختم کرنے کا نام لیکر خود دہشت گردی کا پارٹ ادا کر رہا ہے وہ کیا تمہیں بچائے گا جبکہ وہ خود اپنے Trade Center کو نہ بچاسکا، آنے والا زویں سے آیا ڈھس کر کے ملبے کا ڈھیر بنادیا، کون کیا کر سکا مگر قربان جایئے وادیٔ مکہ کے نصیب پر جو تجلی گاہ الٰہی

ہے، جائے امن ہے، آخر اس شہر خیر کو اتنا بلند مقام کیوں ملا اس لئے ملا کہ اس وادیٔ غیر ذی زرع پر مقدس نسبتوں کی پر بہار بارات اتر پڑی ہے۔

سیدنا آدم صفی اللہ نے اس شہر امن کی بنیاد ڈالی، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور انکے اکلوتے فرزند سیدنا اسماعیل نے اس کو آباد کیا، سید عالم ﷺ کی جائے پیدائش ہونے کا اس کو شرف ملا اور سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اس کے لئے دعاء کی تھی کہ اے اللہ مکہ کو امن وامان والا شہر بنا دے۔ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِناً ابراہیم نے عرض کی اے رب بنادے اس شہر کو امان والا، دیکھا آپ نے اس شہر مقدس کی عظیم نسبتوں کو، بنیاد آدم صفی اللہ، تعمیر خلیل اللہ، آبادی ذبیح اللہ، اور مولد حبیب اللہ صلوٰۃ اللہ علیہم السلام ہونے کا اس کو شرف حاصل ہے۔

اسی مقدس شہر میں اللہ کا گھر کعبہ کیا ہے؟ کالے پتھروں سے بنی ہوئی چوکور عمارت ہے مگر اسکی عظمت کا عالم یہ ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے اس کی تعظیم کریں، انبیاء واولیاء اسکا طواف کریں، ساری دنیا کے مسلمان اسکو اپنا قبلہ مانیں، اسی کی طرف ہر نماز میں سجدہ کریں، آخر اس کالے معمولی پتھروں سے بنی ہوئی عمارت کو یہ عظمت ورفعت کیوں ملی، اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا گھر فرما کر اپنی ذات کی طرف منسوب فرما دیا ہے، یہ صرف ایک گھر نہیں، بلکہ اللہ کا گھر بیت اللہ ہے۔

خانۂ کعبہ کے دروازے کے سامنے تھوڑی دوری پر ایک گول چبوترے پر بلوری کانچ کا کیبن بنا ہوا ہے جس کو گولڈن خوبصورت جالیوں سے گھیر دیا گیا ہے، اور اس کے اوپر سنہری گنبد ہے، اس کیبن میں ایک پتھر ہے جس پر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں، اسکو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے، ہے یہ ایک معمولی کالا پتھر، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو آیات بینات میں شمار فرما کر اپنی خاص نشانیوں میں شامل فرما یا ہے، فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ، حرم میں اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں، ان میں سے ایک نشانی وہ پتھر ہے جس پر

ابراہیم کھڑے ہوئے تھے، دوسری جگہ قرآن فرماتا ہے، وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى، یعنی اے کعبے کا طواف کرنے والو! مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ، طواف کعبہ میں بیت اللہ کی تکریم ہے، اور دو رکعت واجب الطواف میں مقام ابراہیم کی تعظیم ہے، اس کالے پتھر کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدم سے نسبت ہوگئی تو اتنا بلند، اتنا معظم، اور اتنا مکرم ہوگیا، کہ ادب رکھنے والے تو اس کی عزت کرتے ہی ہیں، جو لوگ نسبتوں کی اہمیت کا انکار کرتے ہیں وہ بھی اس کی عزت کرتے ہیں جو نجدی وہابی محبوبان خدا اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں سے خدائی بیر رکھتے ہیں، یہاں تک کہ سید المرسلین، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کو فتنہ اور بدعت جانتے ہیں، انھیں لوگوں نے پتھر (مقام ابراہیم) پر لاکھوں ریال خرچ کرکے کانچ کا قیمتی کیبن، سنہری جالی اور سنہری گنبد بنوایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا اچھا انتقام لیا ہے، گنبد خضراء سے نفرت کرنیوالوں سے پتھر پر گنبد اور سنہری جالی بنوالی تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی،، اسی کعبہ کے ایک کونے میں حجر اسود نصب ہے، جس کو انبیاء نے چوما، سید الانبیاء نے چوما، صحابہ و تابعین نے چوما علماء و محدثین نے چوما اولیاء کاملین نے چوما، سب نے چوما اگر نہ چوم سکے تو اسکی طرف ہاتھ اٹھا کر ہاتھ کو چوم لیا، جو فائدہ حجر اسود کو چومنے کا ہے وہی فائدہ ہاتھ کو چومنے کا ہے جبکہ ہاتھ حجر اسود کو لگا نہیں صرف اشارہ کی نسبت مل گئی، حجر اسود کا قائم مقام بن گیا حجر اسود کا یہ اعزاز و اکرام کیوں ہے؟ اسلئے ہے کہ اس پتھر کو سیدنا آدم علیہ السلام اور جنت سے نسبت ہے، حجر اسود جنت کا یاقوت ہے جس کو آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے،

اسی مکہ میں چاہ زم زم سے قریب تھوڑے فاصلے پر داہنی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسکا نام صفا ہے، اور بائیں طرف والی پہاڑی کا نام مروہ ہے، جن کے درمیان تمام حاجی سعی کرتے ہیں، یعنی سات چکر لگاتے ہیں، ان دونوں پہاڑیوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانی فرمایا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، اللہ کی نشانیوں کی تعظیم مسلمان پر واجب ہے، اور اسکی توہین حرام اور کبھی کفر ہے، نیز اللہ کی

نشانیوں کی تعظیم دل کا تقویٰ ہے، جو ریاء اور نام ونمود سے پاک ہے قرآن فرماتا ہے، مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ ° جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا تو اس کا یہ تعظیم کرنا اس کے دل کے تقویٰ کا سبب ہے، معلوم ہونا چاہیئے کہ دل کا تقویٰ اصل تقویٰ ہے۔

صفا اور مروہ کو یہ عظمت اور عزت اس لئے ملی کہ اللہ کی محبوب بندی، حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے فرزند کی پیاس بجھانے کے لئے وادی میں نکلیں تو صفا ومروہ پر چند لمحوں کیلئے کھڑی ہوکر چاروں طرف پانی دیکھنے کیلئے نگاہیں دوڑائیں، اس طرح ان پہاڑیوں کو سیدہ ہاجرہ، سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ کی والدہ ماجدہ کے قدم ناز سے نسبت حاصل ہوگئی جب کہ ان پہاڑیوں کے کچھ حصوں پر نشان قدم، ہاجرہ کے پڑے، مگر اللہ تعالیٰ نے پوری پہاڑی کو شعائر اللہ ہونے کا شرف بخشا۔۔۔دیکھا آپ نے ایک کم درجے کی پہاڑی، اونچی نسبت کی وجہ سے اوج ثریا پر پہنچ گئی، اب اس کی تعظیم وتکریم ہر مسلمان پر لازم ہے، اس کی تعظیم کرنا دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کریگا وہ دل کا متقی ہوگا۔

روزہ، نماز، حج وزکوۃ وجملہ عبادات کی شان یہ ہے کہ انہیں ادا کرنے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے جس کو سب متقی کہتے ہیں، مگر یہ ضروری نہیں کہ بارگاہ الٰہی میں بھی وہ مقبول ہو مگر شعائر اللہ کی تعظیم دل کا باطنی تقویٰ ہے جس میں ریاء اور نمائش کی آمیزش نہیں ہوتی، یہ مت دیکھو کہ پتھر ہے، اللہ جسے چاہے اپنی نشانی مقرر فرمائے، خواہ پتھر ہو جیسے حجر اسود، مقام ابراہیم اور صفا مروہ وغیرہ خواہ نباتات میں سے ہو جیسے وہ درخت جس سے اللہ تعالیٰ کا نور ظاہر ہوا تھا، اور موسیٰ علیہ السلام نے انا اللہ کی صدا سنی تھی، خواہ جانوروں میں سے ہو جیسے، حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی، جس کا تذکرہ قرآن میں ہے اور ہدی کا جانور جو حرم میں قربانی کیلئے بھیجا جائے اس کو بھی قرآن نے شعائر اللہ میں شمار کیا ہے۔

میرے دوستو! ان چیزوں کو شعائر اللہ ہونیکا شرف اس لئے ملا کہ ان کو مقدس ہستیوں

کی مبارک نسبتیں ملی تھیں، سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کے قدم پاک سے پتھر کو نسبت ہوگئی تو آیت اللہ ہو گیا، چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کو قدم پاک ہاجرہ سے نسبت ہوگئی تو شعائر اللہ بن گئیں، وہ دن ایام اللہ کہلائے جن کو انبیاء کی ولادت، نزول نعمت، تنزیل کتاب ہدایت سے نسبت ہوگئی، سیدنا صالح علیہ السلام کی ذات سے ایک جانور کو نسبت ہوگئی تو وہ اونٹنی ناقۃ اللہ کہلائی اور پتھر سے بنی ہوئی عمارت کو عبادت سے نسبت ہوگئی تو اس کو بیت اللہ کہا گیا، جن بندوں کے قلوب حب رسول سے معمور ہو گئے وہ ولی اللہ بن گئے۔

حضرات! سن لیا، سمجھ لیا کہ نسبتوں کی مقدس بہاروں کا یہ سلسلہ بہت دراز ہے، یہ فقیر رضوی، غلامِ احمد رضا، اگر صرف اسی موضوع پر بولے تو ان شاء اللہ کئی راتیں بیت جائیں گی، مگر نسبتوں کی بہاروں کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا، نسبت کی کرشمہ سازی یہ ہے کہ معمولی چیز کو پستی سے اٹھا کر عرش کی بلندی پر پہنچا دیا کرتی ہے، ان نسبتوں کو اہل سنت نے آج تک کلیجے سے لگا رکھا ہے، کلمہ نماز اپنی جگہ اور نسبت کا وقار اپنی جگہ، امام احمد رضا نے نسبتوں کو جوڑا ہے اور بابائے وہابیت نے اسے توڑا ہے، امام احمد رضا نے نسبتوں کے وقار کا کتنا احترام کیا ہے فرماتے ہیں ؎

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

مطلب یہ کہ نسبت کا دھاگہ جو میری گردن میں پڑا ہوا ہے وہ تمہاری موٹی رسی کی طرح نہیں ہے، یعنی دیکھنے میں معمولی اور کم زور ڈورا ہے، وہ بھی چھوٹا اور نزدیک کا ڈورا نہیں یعنی میں بہت دور کی نسبت رکھتا ہوں، باوجود اس کے مجھے اس دور والی تھوڑی نسبت پر ناز ہے، اتنی نسبت ہی میری نجات کیلئے کافی ہے، کیونکہ جس بارگاہ عالی سے نسبت ہے وہ عظیم بارگاہ ہے، وہ غوث اعظم کا آستانہ ہے، تمہارے موٹے رسے اور رسیاں سب ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائیں گے، مگر یہ نسبت نہ کمزور ہو، نہ ٹوٹے، اور نہ بیکار جائے، اس کی برکتیں کل قیامت میں کھلیں گی۔

جب پتھر، درخت، جانور اور زمانہ محبوبان بارگاہ سے نسبت پا کر قابل احترام ہو گئے، تو جن کے دلوں میں عشق رسول کا داغ اور نشان ہو اس کے مرتبہ کی بلندی کو کون سمجھ سکے گا۔

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے   اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

جن پتھروں پر ہاجرہ کے تلوۂ ناز پڑ گئے اور خلیل کے نشانِ قدم جم گئے وہ شعائر اللہ اور آیت اللہ ہو گئے، تو وہ احمد رضا جس کا سینہ عشق رسول کا مدینہ ہے کیا وہ آیت من آیات اللہ، معجزۃ من معجزات رسول اللہ نہیں ہو سکتا؟ جو عشق رسول میں ہمیشہ روتا رہا کیا وہ حبیب الرحمن نہیں بنے گا؟ کیا وہ حجۃ الاسلام نہیں ہوگا؟ ضرور ہوگا، احمد کی رضا مصطفیٰ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو احمد رضا، مصطفیٰ رضا کے نقش قدم پر چلو بزرگان دین سے سچی نسبت کو مضبوط کرو۔

قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ، یعنی اے محبوب لوگوں کو اللہ کے دنوں کی یاد دلائیے، صبح وشام، دن رات، ہفتہ عشرہ، ماہ وسال، صدی اور پورا زمانہ سب اللہ کا ہے اس میں کوئی دن رات اور مہینہ وسال کسی کا نہیں ہے، سب اللہ کا ہے تو کیا سید عالم ﷺ کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اے حبیب میرے بندوں کو بتا دیجئے کہ یہ جمعہ ہے، یہ سنیچر ہے یہ اتوار ہے، یہ محرم ہے، یہ صفر ہے، یہ چودھویں صدی ہے یہ پندرھویں صدی ہے، یہ جنوری ہے، یہ فروری ہے، کیا نبی کو یہ بتانے کیلئے بھیجا گیا تھا؟ ہر گز نہیں، پھر یہ اللہ کے دن کیا ہیں، جن کو یاد دلانے کیلئے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے؟ یہ وہ دن ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت بندوں کو عطا کی گئی، یا کوئی اللہ کا محبوب بندہ اس دن پیدا ہوا، جیسے جمعہ کا مبارک دن، اس روز ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، ان کے جسم مبارک میں روح پھونکی گئی، عاشورہ یعنی محرم الحرام کی دسویں تاریخ کا دن، اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کیلئے دریا میں راستہ بنا دیا گیا، اور فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی گئی، شب قدر جس میں قرآن کا نزول ہوا، شب برأت جس میں مخلوقات کی عمریں، ان کا رزق وغیرہ لکھا جاتا ہے، اور سال

بھر ہونے والے کام اور حوادثات کی اطلاع دے کر فرشتوں کو ان کی ذمہ داریاں سپرد کی جاتی ہیں، ان نسبتوں کی وجہ سے یہ دن اور رات ایام اللہ میں شمار کئے گئے، جمعہ سید الایام ہو گیا، رمضان المبارک سید الشھور بن گیا، جمعہ دراصل آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہے، اسکو آدم کا دن کہنا چاہیئے، شب قدر قرآن مقدس کے اترنے کی رات ہے، اسکو قرآن کی رات ہونا چاہیئے، مگر اللہ نے ان شب و روز کو اللہ کا دن فرمایا، جبکہ اللہ کی ذات لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ ہے، اللہ اترنے اور نیچے آنے سے پاک ہے مگر باوجود اس کے شب قدر کو ایام اللہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے یہ مخصوص نسبتیں، کتنی مؤثر ہیں کہ ایک عام چیز کو اوج ثریا پر پہنچا دیتی ہیں، یہیں سے یہ بات بھی صاف ہو گئی کہ جس روز محبوب رب العالمین سید عالم ﷺ اس خاکدان عالم میں بصد جاہ وجلال آمنہ کے گھر پیدا ہوئے، وہ دن بھی ایام اللہ کی فہرست میں ایک نمبر پر ہوگا، کیونکہ اللہ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت سرکار دو عالم ﷺ کی ذات والا صفات ہے، کائنات عالم میں اس سے بڑی اور کوئی نعمت نہیں ہے اسلئے جس دن یہ نعمت عظمیٰ، دنیا کو ملی وہ دن سب سے افضل، سب سے اعلیٰ ہوگا، جیسی نسبت ویسا ہی رتبہ ہوگا، اگر ایسا نہ ہو تو نسبتوں کی حیثیت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔

اسلئے وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ، اور وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنی اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو، ان دونوں آیتوں کی روشنی میں میلاد مصطفیٰ منانے کا جواز روز روشن کی طرح آشکارا ہو گیا، منع کرنے والے لاکھ روکیں مسلمانوں کو اس کار خیر سے رکنا نہیں چاہیئے، امام احمد رضا فرماتے ہیں ؎

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم　　مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

جب سید عالم ﷺ کی مبارک پیدائش ہوئی تو ایرانی بادشاہ کسریٰ کے محل کے چودہ کنگورے زمین پر گر پڑے، اس کی دیواریں کریک ہو گئیں، ذرا سوچئے کہاں عرب کہاں عجم، کہاں مکہ، کہاں کسریٰ کا قلعہ، اتنی دوری اور فاصلہ کے باوجود عجم کا قلعہ لرز گیا، میلاد النبی مکہ میں ہوا، کسریٰ کے محل کے کنگورے زمین بوس ہو گئے، یہ میلاد النبی کا پاور فل اثر، پیدائش آمنہ کے گھر میں اور زلزلہ

آئے کسریٰ کے محل میں، آج بھی میلاد کا یہ اثر ہر جگہ دیکھا جا رہا ہے، کولمبو میں، اس مکان میں مصطفیٰ پیارے کا میلاد منایا جا رہا ہے، اور دیوبند میں زلزلہ آ رہا ہے، سہارنپور ہل رہا ہے، نجد کی زمین تھرتھرا رہی ہے، میلاد سنی پڑھے، اور دل وہابی کا جلے، اے سنیو! تم خوب میلاد پڑھو، اور اے نجدیو! تم جلتے اور مرتے رہو، ایسے ہی بدنصیبوں کے بارے میں اللہ فرماتا ہے مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ، یعنی تم اپنے غیظ وغضب کی آگ میں جل مرو ؎

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم　　　مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

میرے دوستو! یاد رکھئے وہ دن وہ راتیں، وہ اوقات سب ایام اللہ، اللہ کے دن اور اس کی عظیم مقدس نشانیاں ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ظاہر ہوئیں یا اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی پیدائش ہوئی ہے، اس لئے جس دن سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے وہ دن بھی ایام اللہ میں شمار ہوگا۔

صرف بزرگان دین کی پیدائش کا دن ہی مبارک نہیں ہوتا، ان کے وصال کا دن بھی با برکت ہوتا ہے، آپ کہیں گے وہ تو رنج وغم کا دن ہے آنسو بہانے کا دن ہے، سوگ منانے کا دن ہے، ہائے ہائے کرنیکا دن ہے، تمہارا یہ کہنا ایک طرح ٹھیک ہے مگر یہاں معاملہ ایسا نہیں، کیونکہ جب اللہ والے قبر میں جاتے ہیں تو وہاں ان کی خوب واہ واہ ہوتی ہے، ان کے لئے زمین پر ہائے ہائے ہوتی ہے تو زمین کے نیچے اور عرش پر واہ واہ ہوتی ہے ؎

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا　　　فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

حدیث پاک میں ہے کہ جب مومن کامل قبر میں پہنچتا ہے تو فرشتے سوال وجواب کے بعد اس سے کہتے ہیں، نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ، یعنی دولھا دولہن کی طرح چین سے سو جا، تمہیں کوئی جگانے والا نہیں، یعنی کوئی ڈسٹرب کرنے والا نہیں، اللہ کے دوستوں سے کہا جا رہا ہے کہ سو جا جیسے دولھا دولہن سوتے ہیں، یعنی اب انھیں جگائے گا تو ان کا پیارا جگائے گا، اس لئے کہ اپنا رشتہ

اللہ ورسول سے جوڑا ہے اور ایسا جوڑا ہیکہ۔ ؎

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام　　للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

جب مسلمان اس طرح اللہ ورسول سے رشتہ جوڑ کر دنیا سے گیا ہے، تو قبر میں اسکو چین ہی چین ہوگا آرام کی ایسی نیند سوئے گا کہ اسکو کوئی جگانے کی ہمت نہ کریگا، اب اللہ ورسول ہی اس کو جگائیں گے تو جاگے گا۔ ع

سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

لیکن آپ ہرگز نہ سوچئے گا کہ زمین کے اوپر اپنے گھروں میں سونے والے دولھے کی طرح زمین کے اندر سونے والے دولھے بھی غفلت کے شکار ہوجاتے ہیں جی نہیں، گھر کے دولھوں اور قبر کے دولھوں میں بڑا فرق ہے، گھر کا دولھا نیند کی حالت میں جب خراٹے لیتا ہے تو پورا کمرہ گونج اٹھتا ہے اور آس پاس والے بیزار ہوجاتے ہیں، اور قبر کا دولھا جب رحمت ونور کے ماحول میں سانس لیتا ہے تو اس کے انفاس قدسیہ سے روحوں کو سکون اور قلوب کو طمانیت حاصل ہوتی ہے، گھر کا دولھا ایسا غافل ہوکر سوتا ہے کہ گھر میں چوری ہوگئی مگر اس کو خبر تک نہ ہوئی کہ کیا ہوا، اور قبر کا دولھا بیک وقت نیند کے پر کیف سرور اور بیداری کے پختہ ہوش وشعور کی کیفیات سے ہم کنار ہوتا ہے، سچ ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ اللہ جو چاہے کرے وہ ہر چاہے پر قادر ہے، اس لئے کہنا پڑیگا کہ قبر کی نیند غفلت سے کوسوں دور اور ہوش وخرد سے بھرپور ہوتی ہے، اوپر نیچے، دائیں، بائیں اور دور ونزدیک کی آواز کو وہ سنتا ہے، یہ سب صدقہ ہے اس رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو صاحب کان لعل کرامت'' ہیں۔ ؎

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان　　کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

یہ عطیہ ہے اس غمخوار امت کا جو اپنی امت کی فریاد کو سنتا ہے اور مدد کرتا ہے۔ ؎

فریاد امتی جو کرے حال زار میں　　ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

تو رسول اکرم سید عالم ﷺ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو سراپا خیر و برکت بنایا ہے جن کو آقا و مولیٰ ﷺ کے ساتھ سچی غلامی کی نسبت حاصل ہے ان نفوس قدسیہ کے وصال کا دن بھی ایام اللہ میں شمار کیا جاتا ہے، رحمت الٰہی اور شفقت خداوندی ان کو دولھا اور دولہن کی طرح سنوارتی اور سجاتی ہے، اللہ کے حکم سے ان کیلئے جنت کا بستر بچھایا جاتا ہے، جنت کی کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں فرشتے پیار اور احترام کے ساتھ کہتے ہیں نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ اسی مناسبت سے سنی اس دن کو عرس کا دن کہتے ہیں، اس روز اللہ تعالیٰ نے انھیں جنت کے بستر پر سلا کر انھیں عروس کا خطاب دیا تو عقیدت مندوں نے ان کا عرس منایا، عربی زبان میں دولھا اور دولہن کو عروس کہتے ہیں، اور شادی کو عرس'' اور کیوں نہ ہو، وصال کے روز اللہ والے خشیت ربانی کے دریا میں غسل کر کے باہر آتے ہیں۔ ان کے بدن پر لباسِ تقویٰ کا قیمتی جوڑا ہوتا ہے، استقامت وکرامت کے گھوڑے پر سوار رحمت کی ٹھنڈی پھوہار، گلے میں قبولیت کا ہار، ماتھے پر عنایت کے سہرے کی بہار، جلو میں باراتی فرشتوں کی قطار، اس دھوم دھام سے بارگاہ پروردگار میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں، ان کے لئے جنتی فرش بچھایا جاتا ہے، ان کے لئے جنت کو سجایا جاتا ہے، اور جنتی حوروں کو ان کی دولہن بنایا جاتا ہے، یہ دولھے جو مانگتے ہیں دیا جاتا ہے، وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْ أَنْفُسُكُمْ جو تمہارا دل چاہئے مانگ، دیا جائے گا، اللہ غفور الرحیم ان کی مہمانی کا انتظام فرمائے گا، نُزُلًا مِنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ غفور رحیم کی طرف سے مہمانی اور خاطر و مدارت ہوگی، سبحان اللہ کیا شان ہے محبوبان بارگاہ کی

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی ہے شب گور اسی گل کی ملاقات کی رات

قبر میں سب سے بڑی نعمت جو حاصل ہوگی وہ ہے محبوب کائنات کا دیدار، اس لئے اللہ والے کے وصال کے دن کو عرس کی طرح منانا ایام اللہ کی یاد منانا ہے، اور قرآنی ارشاد کے مطابق ہے وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللهِ ہمارا ولی جب دنیا میں آئے تب بھی خوشی کے مارے واہ واہ ہم

کرتے ہیں، اور جب دنیا سے جائے تب بھی واہ واہ کرتے ہیں، یہ سنیوں کا نصیب، ہائے ہائے کرنا ہم کو نہیں آتا یہ ان کا نصیب ہے جو محبوبان خدا سے دور اور شیطانی وسوسوں سے مجبور ہو چکے ہیں، جب ہم اولیاء اللہ کے ان انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے واہ واہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں حاصل ہے تو دشمنان اولیاء ہماری واہ واہ کو سن کر جل جاتے ہیں، اور سینہ پیٹتے ہوئے ہائے ہائے کرتے ہیں، نصیب اپنا، اپنا، اِدھر واہ واہ اُدھر ہائے ہائے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا　　　نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یونہی اعلیٰحضرت جب سرکار غوث پاک کی منقبت کا سلسلہ شروع فرماتے ہیں تو واہ واہ سے شروع فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا　　　اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ہاں تو میں نسبتوں سے وابستگی پر گفتگو کر رہا تھا اس بارے میں مجھے یہ بتانا ہے کہ جب تک آپ لوگ ان پاک نسبتوں سے جڑے رہیں گے، اس وقت تک پاور فل رہیں گے جس دن یہ نسبتیں کٹ جائیں گی، ایمانی اور روحانی پاور کی سپلائی بند ہو جائے گی دیکھئے یہ بلب محفل میں روشن ہے، اور پورے ماحول کو روشن کئے ہوئے ہے اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ پاور ہاؤس سے اسکو نسبت حاصل ہے یہ نسبت دور کی ہے یا نزدیک کی اس سے فرق نہیں پڑتا دور، نزدیک کہیں سے کنکشن جوڑ دیا جائے کرنٹ سپلائی ہوگا، دراصل کنکشن Connection صحیح ربط اور نسبت کو کہتے ہیں۔

اگر یہ بلب کنکشن والا نہ ہوتا تو، کیا اسکا کلیجہ روشن ہوتا؟ اسکے دل میں نور کی چمک دمک ہوتی؟ یہ پنکھا کس شان سے گھوم رہا ہے کیا یہ گھوم سکتا تھا؟ اسکا تیزی کے ساتھ گھومنا اور چلنا نسبت اور کنکشن کا فیضان ہے لوگوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے، ہوا دے رہا ہے گرمی سے بچا رہا ہے، یہ لاؤڈ اسپیکر مجھ جیسے کمزور بوڑھے کی آواز کو دور تک سپلائی کر رہا ہے، یہ بھی کنکشن اور نسبت کا کرشمہ ہے اگر کنکشن کٹ ہو جائے تو تمام سسٹم ٹھپ ہو جائے اگر ابھی فیوز Fues اڑ جائے تو جناب لاؤڈ اسپیکر

صاحب بولیں نہ پنکھے صاحب ہلیں، نہ بلب میں یہ چمک دمک اور روشنی باقی رہے، سارا ماحول ڈسٹرب ہوکررہ جائیگا، کنکشن ہے تو پورا ماحول باغ و بہار بنا ہوا ہے، انرجی سپلائی ہورہی ہے، پاور مل رہا ہے، ہرطرف روشنی پھیل رہی ہے، پنکھے اور اے، سی کی ٹھنڈی ہوائیں سکون بخش رہی ہیں۔

حالانکہ پاور ہاؤس یہاں سے بہت دور ہے، باوجود اسکے کرنٹ حاصل کرنے والوں کی نسبت اور کنکشن اسی سے ہے پھر پاور ہاؤس سے نسبت اور کنکشن جوڑنے کیلئے کئی واسطوں اور بہت سے وسیلوں کی ضرورت پڑتی ہے، مثلاً اس مائک کو کرنٹ اس لئے مل رہا ہے کہ اس کا کنکشن امپلی فائر سے ہے اور امپلی فائر کا کنکشن سوئچ سے اور سوئچ کا مین سوئچ سے اور مین سوئچ کا باہر کے پول سے، پول کا یکے بعد دیگرے پول کے سلسلوں سے گزر کر ٹرانسفارمر سے، ٹرانسفارمر کا سب اسٹیشن سے اور سب اسٹیشن کا کنکشن پاور ہاؤس سے ہے اگر ان سب واسطوں اور سلسلوں کو چھوڑ دیجئے اور ان سے قطع تعلق کر لیجئے تو کرنٹ سپلائی کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا۔

اگر کوئی بے باک عقل وخرد کا دشمن یہ کہے کہ کرنٹ پاور ہاؤس میں تیار ہوتا ہے، تو ہم ڈائرکٹ اپنے گھر کا کنکشن پاور ہاؤس سے ہی جوڑیں گے، سب اسٹیشن، ٹرانسفارمر اور پولوں کے وسیلوں کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ وہی اصل ہے، اسی سے سب کو کرنٹ ملتا ہے، اس لیئے اسی سے براہ راست تعلق رکھنا چاہیئے تو بتایئے کیا اس کے گھر میں بجلی کی روشنی ہوگی؟ الیکٹرک سٹی بورڈ والے اس کو ڈائرکٹ پاور ہاؤس سے کنکشن لینے کی اجازت دیں گے؟ ہرگز نہیں دیں گے اگر کوئی ایسا کرنے کیلئے جائے گا تو دھکے دیکر بھگا دیا جائے گا، کیونکہ ہر حکومت کا ایک نظام اور سسٹم ہوتا ہے جس کے ماتحت اسکے تمام ڈپارٹمنٹ کام کرتے ہیں۔

پاور ہاؤس کی عظمت، مرکزیت اور افادیت اپنی جگہ مسلّم ہے، یہاں سے بھی ڈائرکٹ کنکشن جوڑ کر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے، مگر اسکی اجازت سب کو نہیں ہے بہت خاص لوگوں کو اسکی اجازت ہوسکتی ہے، لیکن دوسروں کے لئے حکومت کا جو نظام ہے اور اصول مقرر کر دیا گیا ہے، جب

اس مقررہ طریقہ سے کنکشن حاصل کیا جائیگا تو پاور ہاؤس کی انرجی گھر گھر اور دور تک پہنچ جائے گی، بشرطیکہ یہ سلسلہ بغیر کہیں سے کٹنگ ہوئے پاور ہاؤس تک جوڑا ہوا ہو، اگر بیچ میں کہیں کٹنگ ہوگئی تو سب سیٹینگ Setting بیکار ہو جائے گی، اسلئے ہمارا کہنا یہ ہے کہ اگر دل کے نہاں خانہ کو معمور اور بقعۂ نور بنانا چاہتے ہو تو دل کا کنکشن گنبد خضراء سے جوڑ لو جو ایمان کا پاور ہاؤس ہے مگر پاور ہاؤس تک رسائی کے لئے صحیح واسطہ اور وسیلہ تلاش کر لینا، ڈائرکٹ جانے کی کوشش نہ کرنا، ورنہ مارے جاؤ گے، بھگائے جاؤ گے، قرآن کا ارشاد ہے وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ یعنی اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو۔

پھر دوسری بات یہ کہ کنکشن کے لئے ایک وائر (تار) نہیں دو تار کی ضرورت پڑتی ہے ان میں ایک نیگیٹو Negative اور دوسرا پازیٹیو Positive ہوتا ہے دونوں ایک دوسرے کے برعکس اور ضد ہوتے ہیں ایک ٹھنڈا تو دوسرا گرم ہوتا ہے، باوجود اس کے دونوں کی ضرورت ہے مگر اس طرح کہ دونوں کو نہ ملاؤ اور نہ ایک دوسرے سے ہٹاؤ، اگر ملاؤ گے تو فیوز اڑ جائیگا، اور ہٹاؤ گے تو کرنٹ سپلائی نہ ہوگا، دونوں کو اپنے اپنے مقام پہ رکھو تب فائدہ حاصل ہوگا۔

بلا تمثیل توحید و رسالت سے دل کا کنکشن جوڑ کر ہی ایمان کا کرنٹ اور روشنی حاصل ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ایمان کی اصل ہیں اگر ان میں سے کسی ایک تعلق کو کمزور کر دیا گیا تو ایمان کی انرجی ویسٹ ہو کر رہ جائے گی۔

اگر کہیں سے یہ آواز سنائی دے کہ "اللہ ہی کو مانو اللہ کے سوا دوسروں کو ماننا محض خبط ہے"۔ تو یقین کر لینا کہ اس طرح کی بولی بولنے والا خبطی شیطان ہے، مسلمان نہیں، کیونکہ شیطان نے اپنے شیطانی مشن کی ابتداء اسی ابلیسی توحید سے کی تھی، جب خلیفۃ اللہ، نبی اللہ، صفی اللہ سیدنا ابو البشر آدم علیہ السلام کو ماننے کے لئے شیطان سے کہا گیا تو اسکی رگ انانیت پھڑکی اور برملا بول اٹھا لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ کیا (خدا کو چھوڑ کر) بشر کو سجدہ کروں؟ مطلب یہ ہے کہ بزعم خویش توحید پرستی میں اپنے آپ کو اتنا مضبوط جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں بھی اسے شرک کی جھلک دکھائی دینے لگی، اس

لئے غیر اللہ کے ماننے سے صاف انکار کر دیا، جس کی پاداش میں وہاں سے ذلیل وخوار بنا کر نکالا گیا اُخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا

اس لئے اگر ایمان کی روشنی چاہتے ہو تو توحید ورسالت دونوں سے تعلق اور وابستگی ضروری ہے اور اس وابستگی اور تعلق میں بڑے احتیاط کی ضرورت ہے، ذرا سی بے احتیاطی ہوئی تو ایمان کا فیوز فوراً اکھڑ جائے گا، بجائے روشنی کے اندھیرا ہی اندھیرا پھیل جائے گا، نہ دونوں کو اس طرح ملاؤ کہ دونوں ہمسر اور برابر ہو جائیں، خالق کبھی مخلوق اور مخلوق کبھی خالق نہیں ہوسکتا، معبود کبھی عبد اور عبد کبھی معبود نہیں بن سکتا، بلا تمثیل جس طرح نیگٹیو کبھی پازیٹیو اور پازیٹیو کبھی نیگٹیو نہیں ہوسکتا، اگر دونوں کو ایک کرو گے تو فوراً فیوز اڑ جائے گا، یونہی دونوں میں سے ایک کو الگ کر کے دوسرے کو جدا کرو گے تب بھی سارا سسٹم بیکار ہو جائے گا، نہ ہٹاؤ، نہ ملاؤ، اللہ اللہ ہے، نبی نبی ہیں، اللہ اور نبی دونوں کو ملا کر برابر کا درجہ دو گے تو ایمان کا فیوز اڑ جائے گا، اور دونوں میں سے ایک کو دوسرے سے الگ کرو گے، صرف اللہ کو مانیں گے رسول کو ماننے کی ضرورت نہیں، صرف اللہ کی تعظیم بجالائیں گے رسول کی عزت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تو ایسا کرنے والا شیطان بن جائے گا۔

جس طرح الیکٹرک کے دونوں تار ایک ساتھ رہتے ہیں، پول سے مین سوئچ اور مین سوئچ سے پلگ اور پلگ سے ہولڈر تک دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ دونوں ملنے نہ پائیں اور ہٹنے بھی نہ پائیں جب اس احتیاط کے ساتھ کنکشن قائم ہوتا ہے تو سوئچ کو آن کرتے ہی روشنی آجاتی ہے، کرنٹ سپلائی ہونے لگتا ہے، اسی احتیاط کامل کے ساتھ، اللہ جل مجدہ کی توحید کے ساتھ اس کے رسول اعظم ﷺ کی رسالت سے مضبوط وابستگی ضروری ہے پھر نماز کے سوئچ پر نیچے اوپر سر کرو گے روشنی مل جائے گی، اگر فیوز اڑ گیا تو محض سوئچ کو نیچے اوپر کرنا لاحاصل ہوگا، گستاخان رسول کا کنکشن کٹ چکا ہے یا فیوز اڑ گیا ہے، خالی دکھانے کے لئے سوئچ کو نیچے اوپر کر رہے ہیں، روشنی ندارد، دیکھ لو ان کا چہرہ، انسانیت اور شرافت کی جو تھوڑی

بہت روشنی تھی وہ بھی ختم ہوگئی، سوائے نحوست کے کچھ باقی نہ رہا۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا پاور ہاؤس مدینہ منورہ ہے اور ظاہر بات ہے کہ پاور ہاؤس سے روشنی اور کرنٹ حاصل کرنے کے لئے سب اسٹیشن سے تعلق اور کنکشن رکھنا ضروری ہے، اجمیر معلیٰ، بغداد مقدس وغیرہ محبوبان خدا کے آستانے مدنی پاور ہاؤس کے سب اسٹیشن ہیں، اور وہابی ان سے اپنا تعلق رکھنا نہیں چاہتا، اسلئے وہ ایمان کی روشنی سے محروم ہے، دل بھی سیاہ اور چہرہ بھی کالا، اللہ بچائے۔

حضرات گرامی! یہ تمام ایمانی تنصیبات اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی طرف سے ہیں، جو کوئی ایمان کی روشنی اور اسلام کی توانائی حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ان تنصیبات سے پورے احتیاط کے ساتھ نسبت اور تعلق پیدا کرلے، غوث وخواجہ کو آپ نے کیا سمجھا؟ امام احمد رضا اور حجۃ الاسلام کو کیا جانا؟ صدر الشریعت اور مجاہد ملت کو کیا تصور کیا؟ یہ ہماری طرح صرف چلتے پھرتے کھاتے پیتے انسان نہیں تھے، یہ اپنے اپنے علاقوں میں مدنی پاور ہاؤس کی مقدس تنصیبات تھے، جس طرح تمہارے شہروں میں الیکٹرک پول سے کنکشن جوڑا جاتا ہے تو پاور ہاؤس کا کرنٹ گھر میں آجاتا ہے، اسی طرح مجاہد ملت سے تعلق پیدا کرلو گھر میں اجالا ہوجائے گا، حجۃ الاسلام کا دامن تھام لو تمہارے نہاں خانہ میں روشنی پھیل جائے گی۔

حجۃ الاسلام کون اور کیا تھے، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے لخت جگر، نور نظر اور بڑے صاحبزادے تھے اور حسن وجمال میں یکتائے روزگار تھے، نفاست، نظافت کا شاہکار تھے، ایسا بارونق خوبصورت چہرہ کہ ایمان والا دیکھے تو سبحان اللہ، ماشاء اللہ کہہ اٹھے، غیر محبت کی نگاہ سے دیکھے تو کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوجائے کیا نور تھا!! تاج الشریعۃ فقیہ الاسلام، حضرت العلام مفتی شاہ اختر رضا ازہری میاں کے دادا جان تھے، حضور مرشدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے برادر بزرگوار تھے جن کا نام نامی اسم گرامی محمد حامد رضا اور لقب حجۃ الاسلام تھا، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اپنے اس نور نظر، لخت جگر کے بارے میں فرماتے ہیں۔

حامد منی انا من حامد　　　حمد سے حمد کماتے یہ ہیں

لوگو! حامد رضا کو معمولی نہ سمجھنا، مجدد اعظم کا لخت جگر، اسلام کی حجت اور شیر سنیت تھے، حامد منی یعنی حامد رضا مجھ سے یعنی میری اولاد ہے، انا من حامد اور میں حامد سے ہوں، یعنی میرے علم کا وارث، میرے مشن کا چلانے والا اور میرے مسلک کا محافظ ہے، جس سے میرا نام روشن ہوگا، یہ وہ اولاد نہیں جو باپ کا نام ڈوبا دے، باپ کی دولت کو لٹا دے، خاندان کی عزت کے ماتھے کلنک کا ٹیکہ لگا دے، بلکہ وہ سپوت ہے، جس کے دم قدم سے امام احمد رضا کا مشن اور مسلک جاری وساری رہیگا، اور دشمنان دین اور مخالفین اس کی خدمت دین اور حمد سرائی کو دیکھ کر سکتے کے عالم میں ہوں گے، ان پر موت کا عالم طاری ہو جائے گا، حمد سے حمد کماتے یہ ہیں، یعنی وہابی حامد رضا کی حمد سرائی سے سکتے میں آجاتے ہیں ان پر موت طاری ہو جاتی ہے۔

حامد منی انا من حامد　　　حمد سے حمد کماتے یہ ہیں

آپ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے سچے جانشین اوران کے روحانی اور علمی قدروں کے صحیح وارث تھے، جب اپنے والد گرامی اعلیٰ حضرت کے ہمراہ حج وزیارت کی غرض سے عرب تشریف لے گئے اس مبارک سفر میں اعلیٰ حضرت نے علم غیب مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر ایک جامع کتاب بنام اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ فِیْ مَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ مکہ مکرمہ میں عربی زبان میں تصنیف فرمائی، اعلیٰ حضرت کی عربی زبان بڑی فصیح وبلیغ اور شستہ تھی، اعلیٰ حضرت کا عربی کلام دیکھو، ان کی کتابیں دیکھو تو بات سمجھ میں آجائے گی، اسی طرح ان کے شہزادے حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ جب عرب کے علماء شعراء اور ادباء سے گفتگو فرماتے تھے تو سننے والے قسم کھا کر کہتے تھے کہ ہمیں ایسا محسوس ہوتا کہ عجمی نہیں بلکہ عربی النسل ہیں، یعنی عربی زبان پر اتنی قدرت اور مہارت تھی کہ سننے والے کو ان کے عربی النسل ہونے کا گمان ہوتا تھا۔

حجۃ الاسلام کو دیکھنے والوں نے بیان کیا کہ حضرت بڑے وجیہ، خوبصورت تھے، سر پر

عمامہ خوب سجتا تھا، لباس قیمتی ونفیس زیب تن فرماتے تھے، گھوڑے کی سواری کرتے تھے، جب کبھی گھر سے باہر نکلتے اور بریلی کے شاہراہ سے گزرتے تھے تو آپ کو دیکھ کر ہندو مسلم سب کے سب راستہ چھوڑ کر سڑک کے دونوں طرف ادب کے ساتھ کھڑے ہو جایا کرتے تھے، جیسے کسی بادشاہ کی سواری آرہی ہے، کاروباری لوگ لین دین چھوڑ کر اپنی اپنی دکانوں پر کھڑے ہو جاتے تھے، زیارت کرنے والوں میں صرف عقیدت مند مسلمان ہی نہیں ہوتے تھے غیر مسلم بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے، ان غیر مسلموں کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ وہ انہیں آدمی نہیں بھگوان کہتے تھے، معاذ اللہ، نقل کفر کفر نباشد، غرض کہ قدرت نے بڑی فیاضی کے ساتھ آپ کو حسن ظاہری اور باطنی سے نوازا تھا، آپ اپنے والد گرامی کے خلف اکبر اور خلیفۂ اعظم تھے، اور سرکار حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے مرید اور خلیفۂ خاص حضور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن صاحب فاروقی علیہ الرحمہ تھے، لیکن تجلیات ولایت کے اعتبار سے دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے، پیر شاہانہ مزاج کے مالک تھے، اور مرید قلندرانہ صفت سے متصف تھے۔

ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پر ہوتا ہے، اس لئے کہ اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے صفات کے مظہر ہوتے ہیں، ان پر جس صفت کی تجلی پڑتی ہے اسی مناسبت سے ان کے عادات واطوار نشونما پاتے ہیں، جس پر اللہ تعالیٰ کے مالکیت کی تجلی پڑتی ہے تو وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتے ہیں، اس لئے ان کے عادات واطوار رہن سہن میں شاہانہ کروفر ہوتا ہے، جس پر صمدیت کی تجلی پڑتی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتا ہے، سادگی، دنیا سے علاحیدگی اور فقر وفاقہ کی زندگی کو سب سے بڑی نعمت اور راحت جانتا ہے۔

پیر پیراں، میر میراں، شاہِ جیلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صفات الٰہیہ میں سے اکثر صفات کی تجلیات پڑی تھیں، اسی لئے آپ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر تھے، آپ جامع صفات وکمالات ولایت تھے، آپ قصیدۂ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ عَلٰى قَدَمِ نَبِيٍّ وَاِنِّيْ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پر ہے، اور میں اس نبی کے نقش قدم پر ہوں جو کمالات کے بدر منیر ہیں۔ اس لئے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والاصفات گونا گوں خصوصیات کی حامل تھی، آپ میں فقیرانہ انداز بھی تھا، شاہانہ رعب وجلال بھی، غذا امیرانہ، لباس شاہانہ کہ بادشاہ کو بھی میسر نہ ہو، سیدنا حجۃ الاسلام پر نسبت قادری کے طفیل یہی تجلی پڑی تھی، اور آپ کے مرید خاص، خلیفۂ پاکباز حضور مجاہد ملت عیسوی تجلی کے حامل تھے، اس لئے آپ نے سب کچھ ہوتے ہوئے ترک دنیا کو پسند فرمایا۔

مجاہد ملت اللہ کے فضل سے اڑیسہ کے رئیس اعظم تھے، آج بھی ان کی شاہی حویلی، ان کی ذاتی جائداد و پراپرٹی ان کی ریاست کی شہادت کے لئے کافی ہے، اس مرد خوش اوقات نے اپنی دولت کو اللہ ورسول کی رضا کے لئے دین وملت اور مسلک وسنت کے لئے قربان کردیا، اپنے لئے ایک پھونس کا چھپر، سادہ لنگی، ململ یا موٹے کپڑے کا کرتا بغیر بنیان، دو پلیا ٹوپی، سفید عمامہ جو گلے میں رومال کی جگہ ہوتا اور نماز کے وقت سر مبارک پر سجتا تھا، اور پیر میں معمولی سلیپر اسی کو پسند فرمایا، حضور مجاہد ملت کی زندگی سادگی کے باوجود بڑی پرکشش اور سبق آموز تھی، آپ کی سادگی پر ہزاروں بانکپن نثار، ایسا مرد قلندر میری نگاہوں نے اب تک نہیں دیکھا۔ ع ''خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را''

متعدد بار مجھے حضرت والا کے ساتھ کئی کئی دنوں تک سفر میں رہ کر خدمت کا موقع ملا ہے، خاص طور پر جب ناگپور تشریف لاتے تو فقیر کو خدمت کا شرف عطا فرماتے، ۱۹۶۴ء میں تعلقہ ڈگرس ضلع ایوت محل مہاراشٹر جو ناگپور سے قریب ہے وہاں ایک عظیم الشان کانفرنس ہوئی، جس میں اکابر علماء اہلسنت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی تھی، حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضرت مفتیٔ اندور مولانا رضوان الرحمن صاحب، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد

نظامی صاحب، حضرت مولانا ابوالوفا فصیحی صاحب، مولانا سید اسرار الحق صاحب، مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب، اور مولانا قمر الزماں صاحب یہ سبھی حضرات تھے، پہلے روز اجلاس ختم ہونے کے بعد اعلان ہوا کہ فلاں صاحب کا انتقال ہو گیا ہے کل ظہر کی نماز کے بعد تجہیز وتدفین ہوگی، جلسہ ختم ہونے کے بعد حضور مجاہد ملت قیام گاہ پر آئے، آم کا موسم تھا آپ کے کمرہ میں آم رکھے ہوئے تھے، آپ نے آم اور بسکٹ سے سحری کی، حضرت اکثر روزہ رکھتے تھے، میں سمجھ گیا کہ کل روزہ رکھیں گے، صبح ۱۰ بجے مجھے طلب فرمایا میں حاضر ہوا آپ نے دس روپے مجھے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، مجیب اشرف جاؤ کسی غریب کو کھانا کھلا کر آؤ، میں نے عرض کی حضور کہاں غریب ڈھونڈنے جاؤں، فرمایا جاؤ ڈھونڈو مل جائے گا، میں دس روپے لیکر نکلا اتنے میں ایک بڑے میاں بھیک مانگتے مل گئے، ان کو ہوٹل میں لیکر گیا اور کھانا کھلایا اور واپس آیا اس میں کے ڈھائی روپے بچے تھے حضرت کو واپس کر دیئے، اس زمانے میں دس روپیئے بہت ہوتے تھے، جب میں جانے لگا تو حضور مجاہد ملت نے مجھے روک لیا اور فرمایا جاؤ دیکھو محلے میں کوئی سنی بیمار ہے ہم اس کی عیادت کو جائیں گے، میں نے عرض کی اگر کسی سے پوچھوں کہ کیا تمہارے گھر کوئی بیمار ہے؟ تو وہ کہے گا کہ یہ عجیب آدمی ہے، لوگ خیرت پوچھنے آتے ہیں اور یہ بیمار کو پوچھنے آیا ہے، چونکہ حضرت کا حکم تھا محلہ میں گیا ایک صاحب سے ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ جناب محلہ میں کوئی صاحب بیمار ہیں، بولے ہاں قریب میں ایک بڑے میاں ہیں ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے، میں انھیں کے پاس سے آرہا ہوں، میں نے بیمار کا مکان دیکھ لیا حضرت سے آکر کہا حضور یہاں قریب میں ہی ایک صاحب بیمار ہیں، فرمایا جا کر کہو حبیب الرحمن انہیں دیکھنے آرہا ہے، میں نے گھر والوں کو جا کر خبر کی وہ لوگ بہت خوش ہوئے، حضرت نے جا کر بیمار کی عیادت کی، اور تشریف لائے، پھر ظہر کے بعد رات میں انتقال ہونے والے کے جنازے میں شرکت فرمائی، جب آپ نے یہ چار کام پورے کر لیئے تو میری سمجھ میں آیا کہ یہ تو حدیث پر عمل ہے، وہ حدیث کیا ہے، سنیں اور

مجاہد ملت کی عظمت کو سمجھیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ وسلم نے صحابہ کرام کے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا آج تم میں روزے سے کون ہے؟ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میں'' پھر حضور ﷺ نے دریافت فرمایا مَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا، اچھا بتاؤ تم میں سے کون ہے جس نے کسی مسکین کو آج کھانا کھلایا؟ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا، سیدنا ابوبکر نے کہا ''میں'' پھر حضور نے تیسرا سوال فرمایا مَنْ اَتْبَعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جِنَازَةً بولو! آج جنازے میں کس نے شرکت کی، قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا، حضرت صدیق اکبر نے جواب دیا ''میں'' پھر حضور نے چوتھا سوال فرمایا مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا، کیا کسی نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا، صدیق نے کہا ''میں'' اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مَا اجْتَمَعَ مِنْ هٰذِهِ الْخَصْلَةِ فِيْ رَجُلٍ قَطُّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، یعنی ایک ہی دن میں ان چاروں باتوں کو جو مرد مومن کر لیگا وہ ضرور جنت میں جائے گا، سُبْحَانَ اللہِ! سُبْحَانَ اللہِ!! جنتی بننے کا آسان نسخہ ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا　　ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

میں نے اس روز دیکھا کہ حضور مجاہد ملت سنتوں پر عمل کرنے میں کتنے حریص اور چاک و چوبند ہیں، اس عظیم سنت صدیقی پر عمل کی کس طرح تیاری فرمائی، بلا شبہ حضور مجاہد ملت جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان پاکباز بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین، کبھی آپ لوگ بھی اس سنت صدیقی پر عمل کریں ان شاء اللہ اسکی برکت آپ کو ملیگی۔ حضور اکرم ﷺ کے عالیجاہ غلاموں سے نسبت قائم کرنے اور ان سے ربط وضبط کو مضبوط بناتے ہوئے ان کے معمولات اور عادات واطوار کی پیروی کرنا اور ان کے نقش قدم پر چلنا ہی صراط مستقیم اور راہِ خدا ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا　　وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

یعنی غلامان رسول کے نقش قدم پر چلنے کے فائدے کیا ہیں؟ جو اس راز، بھید کو پا گیا وہ کبھی راہ راست سے ہٹ نہیں سکتا، شیطان کے بہکاوے میں آ نہیں سکتا، حقیقت بھی یہی ہے کہ اولیاء کرام سے قلبی اور عملی نسبت رکھنے والا کبھی بھی گمراہ نہیں ہوتا، اور جس کا تعلق خاطر ولیوں کی طرف سے ڈھیلا پڑا وہی بہکا، یہ تجربے کی بات ہے، اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو مقدس نسبتوں کی مقدس بہار عطا فرمائے۔ آمین آمین بجاہِ النّبیِ الکَرِیمِ عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسلِیمُ۔

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلَاغُ۔

تزکیۂ باطن

نوٹ: میمن حنفی مسجد کولمبو کی تاریخی مسجد ہے، ہندو پاک سے آنے والے تقریباً سارے علماءِ اہل سنت اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں، اس لئے کہ پورے سری لنکا میں حنفی مسجدیں تین ہیں، اور صرف یہی ایک مسجد ایسی ہے جہاں امام اور اکثر نمازی حنفی ہیں، اور نمازیوں کی خاصی تعداد اردو سے واقف ہے، حضور اشرف العلماء علامہ مفتی شاہ محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ بانی الجامعۃ الرضویہ، دار العلوم امجدیہ، ناگپور نے مورخہ ۱۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۶ جولائی ۲۰۰۲ء کو اس مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے خطاب فرمایا تھا، جو اصلاح عقائد کے موضوع پر ایک مؤثر اور مفید خطاب ہے۔

فقط نور الحسن غفرلہ،

مدرسہ فیض رضا، کولمبو، سری لنکا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. يَا زِيْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ. يَا عَرُوْسَ مَمْلَكَةِ اللّٰهِ. يَا سِرَاجَ أُفُقِ اللّٰهِ. يَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ

میرے دینی اسلامی اور سنی بھائیو! کامیابی و کامرانی، ایسی پسندیدہ اور مرغوب چیز ہے کہ سب اسکی خواہش رکھتے ہیں، کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ مجھے کامیابی نہ ملے، کامیاب ہونا سب چاہتے ہیں بازار کی تاجرانہ زندگی ہو یا کالج اور اسکول کا تعلیمی ماحول ہو، سماجی یا سیاسی ایکٹیویٹیز

ہوں، گھریلو زندگی کی مصروفیات ہوں، حدتو یہ ہیکہ چوراور جیب کاٹنے والے جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہی تمنا لے کر نکلتے ہیں کہ ہم کو کامیابی ملے ۔ بہر حال اچھابُرا، پڑھا بے پڑھا، چھوٹا بڑا، ہر ایک اپنی لائین میں کامیاب ہونا چاہتا ہے، خواہ کامیابی ملے یا نہ ملے۔

پھر کامیابی حاصل کرنے کے بارے میں، ہرایک کی اپنی سوچ الگ الگ ہے، اور اپنی جگہ یہ بات بھی مسلم ہے کہ انسان اپنی فکر، اپنے آئیڈیاز، اور اپنے ارادوں میں بسااوقات غلطی کر جاتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ جو سوچا ہے وہ درست اور مفید ہی ہو، اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا، انسان کے تجربات اس کے گواہ ہیں،

اسلئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو صرف انکی عقل، انکے علم، اور انکی سوچ کے سہارے زندگی بسر کرنے کی ھدایت نہیں دی، اور نہ ہی ان وسائل پر کامل اعتماد کر کے آزاد چھوڑنا پسند فرمایا، بلکہ انسانی فلاح وبہبود اور کامیابی وکامرانی کو حاصل کرنے کیلئے ربانی ھدایات اور مصطفوی ارشادات کا پابند بنایا ہے، تاکہ مسلمان اپنی عقل وفکر میں ہر قسم کی غلطی اور کج روی سے محفوظ رہے۔

یہ عام بات ہیکہ آپ جب کوئی مشین وغیرہ خریدتے ہیں تو اسکے ساتھ کمپنی کی طرف سے بک لیٹ اور کیٹ لاک دیا جاتا ہے، جسمیں مشین، اسکے پارٹس (پرزے) اور اسکو استعمال کرنے کے بارے میں پوری انفارمیشن (معلومات، جانکاری) ہوتی ہے اگر آپ اس مشین کو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی کیٹ لاک کے ڈائرکشن (ھدایت) کے مطابق چلائیں گے، اور اسکے پرزوں کو اسی جگہ لگائیں گے جہاں لگانے کے لئے بنائے گئے ہیں، تو جس مقصد کے لئے مشین بنائی گئی ہے، وہ مقصد پورا ہوگا، اور اس سے پروڈکشن اور فائدہ مل سکے گا، اور اگر کمپنی کے کیٹ لاک کے خلاف اپنی مرضی سے، مشین کو چلائیں گے تو یقین جانیں فائدہ کے بجائے نقصان اٹھانا پڑے گا، اور بہت ممکن ہے کہ مشین اور پارٹس خراب ہوجائیں یا ٹوٹ پھوٹ جائیں، اس طرح آپ کا وقت بھی برباد ہوگا اور جو رقم اور محنت خرچ ہوئی ہے وہ بھی بیکار ہوجائے گی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

یہ ہمارا پورا وجود ایک مشین ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرتی کارخانہ میں تیار کیا ہے، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، منھ، زبان اور دل ودماغ وغیرہ اسکے قیمتی پارٹس اور پرزے ہیں، اوراس انسانی مشین کے بنانے کا بھی ایک مقصد ہے، اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے اسے دنیا میں پیدا کیا گیا ہے، پھر ہر زمانے میں اس انسانی مشین اور پرزے ہاتھ، آنکھ، کان اور دل ودماغ کو صحیح طور پر استعمال کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کیٹ لاک بشکل کتاب دیا گیا، زبور، توریت، انجیل اور صحف ابراہیم وموسیٰ علیہا السلام اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، سب سے آخر میں اللہ جل مجدہ نے کتاب ھدایت (گائڈ بک) قرآن مقدس کو نازل فرمایا، اوراس خدائی کیٹ لاک کو سمجھانے کے لئے ھادی اعظم، رہنمائے اکرم، سید عالم ﷺ کو بھیجا، جن کا علم (کولیفیکشن) سب سے زیادہ ھائی سے ھائسٹ جن کی عقل سب سے زیادہ کامل واکمل ہے۔

اب انسان اگراس خدائی مشین کو صحیح ڈھنگ سے چلا کر کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان ربانی ھدایات (خدائی ڈائرکشن) کے مطابق عمل کرے، جن کو قرآن نے حضور سید عالم ﷺ کے ذریعہ عملی (پریکٹیکلی) طور پر پیش فرما کر اتباع رسول کا حکم دیا ہے۔ جس طرح لوہے کی مشین کو کیٹ لاک کے خلاف محض اپنی مرضی سے چلانا نادانی اور نقصان دہ ہے، اسی طرح انسانی وجود کی مشین اوراس کے پرزوں کو خدائی ھدایتوں اور مصطفوی فرمان کے خلاف محض اپنی صوابدید کے مطابق استعمال کرنا سب سے بڑا جرم، گناہ اور آخرت کا نقصان ہے، اور ظاہر بات ہیکہ جس چیز سے نقصان ہوتا ہے اس سے پریشانی ہوگی کامیابی نہیں مل سکتی۔

دوسری ایک بات اور ذہن میں رکھیں کہ ہر مشین کے کچھ پارٹس بنیادی اور سب سے زیادہ اہم ہوتے ہیں، وہی ٹھیک ٹھاک ہیں تو مشین ٹھیک ہے، انکی خرابی سے پوری مشین خراب سمجھی جاتی ہے، اسی طرح اس انسانی مشین میں کچھ پرزے بنیادی اور زیادہ اہم ہیں، انکی درستگی

اور سلامتی پر پورے وجود کی سلامتی کا دارومدار ہے، ان میں سب سے اہم دل ہے، اس دل کو قرآن نے نفس بھی کہا ہے، جب دل ٹھیک ہے تو پورا وجود ٹھیک ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سب بگڑ گئے، حضور اکرم، سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ یعنی بیشک انسان کے جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ جب تک وہ ٹھیک ہے سب ٹھیک ہیں، اور جب وہ بگڑا تو سب بگڑ ے، سنو! اسی کو دل کہتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ نفس اور دل کی انسانی وجود میں بنیادی حیثیت ہے، اگر یہ فیل تو سب فیل اگر صرف آنکھ، ناک، کان، ہاتھ، پاؤں فیل ہو گئے تو بھی انسان زندہ رہتا ہے مرتا نہیں، مگر ہارٹ فیل ہونے کے بعد پورے جسم کی موت یقینی ہے، حالانکہ بدن کے تمام اعضاء سلامت ہیں مگر سب بیکار، نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے، نہ کان سن سکتا ہے، نہ زبان بول سکتی ہے، نہ دماغ سوچ سکتا ہے، نہ ہاتھ پکڑ سکتا ہے اور نہ پاؤں چل سکتا ہے۔ ایک کے فیل ہونے سے سب فیل ہو گئے، اسلئے مردے کو مٹی میں دبا دیا جاتا ہے یا آگ میں جلا دیا جاتا ہے۔

اسلئے خالق کائنات، صانع عالم جل مجدہ جس نے انسان کو پیدا کیا ہے اسنے اس بات کی سخت ھدایت کی ہے کہ اپنے نفس اور دل کو صاف ستھرا رکھو کیوں کہ اس کی صفائی اور پاکیزگی پر انسانی فلاح و بہبود اور آخرت کی نجات و کامیابی منحصر ہے، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یعنی بیشک وہ کامیاب ہوا جس نے اسے (دل) کو ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے گناہوں سے آلودہ کیا۔

دل، نیکی، بدی اور اچھائی برائی کی آماجگاہ ہے، اچھے برے کام کے خیالات دل ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کا ارشاد ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا پھر اسکی بدکاری اور اسکی پرہیز گاری (کے خیالات) اسکے دل میں ڈالا، یعنی اللہ تعالیٰ نے اچھے برے تمام خیالات کو پیدا کر کے انکی اچھائیوں اور برائیوں سے انسان کو باخبر کر دیا، اور بتا دیا کہ برے خیالات سے دل کو پاک صاف رکھو اور اچھے خیالات کو دل میں جماؤ، بٹھاؤ، جس نے اللہ کی اس ھدایت پر عمل

کیا وہ بلا شبہ کامیاب ہو گیا، فلاح پا گیا، اور جس نے اچھے خیالات کے بجائے برے خیالات اور باطل عقیدوں سے دل کو آلودہ کیا، وہ نامراد، خائب وخاسر ہوا، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا. دوسری جگہ ارشاد فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۔ بیشک وہ کامیاب ہو گیا جو صاف ستھرا ہوا، یعنی ایمان لا کر، اسلام قبول کر کے، گندے اور باطل عقیدوں سے توبہ کر کے، ان سے بیزاری کا اعلان کر کے، اپنے قلب ونظر، ذہن وفکر کو پاک صاف کر لیا، کامیابی، کامرانی اسکا مقدر بن گئی۔

انسانی مشین کی فٹینگ، اور الٹنگ ریپرینگ اور اسکو صحیح ڈھنگ سے چلانے کی ٹریننگ دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے مختلف علاقوں میں چھوٹے بڑے ہزاروں سینٹر قائم کر دیئے ہیں۔ ان سب کا مرکزی سینٹر اور ہیڈ آفس مدینہ منورہ میں ہے اور نجف اشرف، کربلا، بغداد، اجمیر، کلیر، پاکپٹن سرہند، مارہرہ اور بریلی وغیرہ اس کی چھوٹی بڑی برانچیں ہیں، اگر یہ معلوم کرنا ہے کہ دل ودماغ کہاں استعمال کیا جائے، کان سے کیا سنا جائے، آنکھ سے کیا دیکھا جائے، ہاتھ سے کیا پکڑا جائے، پاؤں کس طرح اٹھائے جائیں، اور ان سب کو کن چیزوں سے بچایا جائے تو ان آستانوں یا ان کے صحیح نمائندوں سے سچی وابستگی قائم کریں، علمائے اہلسنت کی عقیدت کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لیں، ان شاء اللہ تزکیۂ نفس کے باطنی اور ظاہری اصول ضابطے معلوم ہو جائیں گے، اور اپنے نفس کی معرفت حاصل ہو جائے گی، اور جب بندہ اپنے نفس کو پہچان لے گا تو رب کو پہچاننا اسے آسان ہو جائے گا۔ اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

انسان کے پیدا کئے جانے کا اصلی مقصد کیا ہے؟ جب آدمی اس کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے میں اپنی مرضی اور خواہشات کو چھوڑ کر اللہ جل مجدہ کی ہدایتوں پر جو قرآن میں دی گئیں ہیں اس پر ایمانداری اور ثبات قدمی کے ساتھ عمل کرتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر محبت واحترام کے ساتھ کامل اعتماد کر کے آپ کی دی ہوئی گائڈ لائین پر چل

پڑتا ہے، تو اسی مقام کو حدیث پاک میں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اسکا ظاہر و باطن قانون خداوندی اور سنت محمدی کا مکمل پابند ہو جاتا ہے، اسکے وجود پر شریعت کی مکمل حکمرانی ہوتی ہے، اسکا دل معرفت الٰہی اور حب رسول کے نور سے معمور ہوتا ہے، دیکھتا ہے شریعت کی عینک سے،، سنتا ہے اسلام کے ائیر فون سے، بولتا ہے حق کے اسپیکر سے، چلتا ہے خدائی ہائی وے (صراط مستقیم) پر، سفر کرتا ہے اعلیٰ حضرت سوپر فاسٹ پر، سوتا ہے سنت نبوی کے برتھ پر، اترتا ہے غوث و خواجہ کے پلیٹ فارم پر، استقبال کرنے کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ پھر اسے جنت کے عیش دوام کی خوشخبری سناتے ہیں، وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ، پھر دھوم دھام سے جنت کے گیسٹ ہاؤس کی طرف لایا جاتا ہے، وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا جب جنت کی گیٹ پر پہنچتا ہے جہاں رضوان جنت استقبال کے لئے کھڑا انتظار کرتا ہے، فوراً جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا، خازن جنت خوش آمدید ویل کم کہتے ہوئے ادب کے ساتھ سلام کرتا ہے، وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ پھر جنت میں ہمیشہ رہنے کی گذارش کرتا ہے، فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ یہ تزکیۂ نفس کا کامیاب و کامران ریزلٹ اور نتیجہ ہے۔ ماشاء اللہ میرے سامنے بہت بڑا مجمع نظر آرہا ہے، اسمیں نائینٹی فائیو پرسنٹ سامعین بزنس مین Businecman ہیں، اسلئے آپ کو سمجھانا آسان ہے، آپکو معلوم ہے کاروبار کے دو بڑے اہم حصے ہیں، جن پر دنیا کے تمام کاروبار کا انحصار ہے، Manufacturing (مال کی تیاری) اور Trading (مال کو بیچنا) اس میں بنیادی چیز مینوفیکچرنگ ہے، اگر مال نہ بنے تو مارکیٹ میں کیا بیچا جائے گا، پھر مال کی تیاری کے لئے راؤ میٹریل ہونا بنیادی چیز ہے، اگر گودام اور اسٹاک میں وہ چیز ہے ہی نہیں جس سے مال تیار کیا جاتا ہے، تو آخر مال کس چیز سے بنایا جائے گا؟ پھر راؤ میٹریل اچھا اور عمدہ ہونا چاہیئے سڑے اور خراب میٹریل سے جو مال تیار ہوگا وہ مارکیٹ میں فیل ہو جائے گا، اسلئے ہر مینو

فیکچرر Manufacturer کی اہم ذمہ داری ہیکہ میٹریل کوسڑنے اور خراب ہونے نہ دے، تاکہ ٹریڈنگ اور مارکیٹنگ میں کامیابی حاصل کرسکے اور نقصان، گھاٹے بدحالی سے بچ سکے۔

حضرات! سب کو ایک دن بہت بڑے مارکیٹ میں یعنی قیامت کے میدان میں جانا ہے، جہاں صرف ٹریڈنگ ہوگی، یہ دنیا کا کارخانہ، مینوفیکچرنگ کی جگہ ہے، اپنی انسانی مشین اور اس کے کل پرزوں کی دیکھ بھال، اور النگ، صاف صفائی کا خیال رکھتے ہوئے نیکیوں کا مال تیار کرنا ہے، نماز، روزے، حج، زکوۃ، صدقات وخیرات وغیرہ اعمال صالحہ سے نیکیوں کے گودام میں مال کا اسٹاک کرنا ہے، مگر اس بات کا پورا خیال رہے کہ راومیٹریل یعنی ایمان اور عقیدے خراب نہ ہونے پائیں، ورنہ پورا مال بازار قیامت میں ریجکٹ کردیا جائے گا، قرآن کا ارشاد ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۔ عمل کریں، مشقتیں جھیلیں اور جائیں جہنم میں وہ لوگ جو ایمان اور عقیدے کی سلامتی کے بغیر عمل اور محنتیں کرتے رہے، بازار قیامت میں ان کے سودے کی کوئی قیمت نہ ملے گی، کیا دھرا سب اکارت ہوجائے گا۔

ایمان وعقیدے کی سلامتی نیک عمل کی قبولیت کے لئے شرط اولین ہے، اسی لئے منافقین مدینہ کو، کافر، جھوٹا، فریب کار، فسادی، دشمن اسلام اور جہنمی قرآن نے فرمایا ہے، کیونکہ یہ لوگ قرآنی ڈائرکشن اور محمدی گائڈ لائن سے ہٹ کر مینوفیکچرنگ اور ٹریڈنگ کے چکر میں من مانی کرنے لگے، انہیں صدیقی، فاروقی، عثمانی، حیدری، بلالی، سلمانی، صہیبی اور عماری طریقہ پسند نہیں تھا، جب ان لوگوں کو نقصان سے بچانے کی خاطر صحابہ کرام سمجھاتے کہ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ، ایمان ایسا لاؤ جیسا دوسرے صحابہ ایمان لائے تو جواب میں پلٹ کر بولتے اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کیا ہم جاہلوں اور بے وقفوں کی طرح ایمان لائیں؟ یہی خودسری اور مطلق العنانی انہیں لے ڈوبی اور وہ ایمانی سودے بازی میں ناکام ہوگئے، فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ، انکی تجارت نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا، وہ لوگ سودا کرنے کا طریقہ جانتے ہی نہ تھے۔

منافقین اللہ تعالیٰ کی توحید اور قیامت پر ایمان رکھنے کا بانگ دہل اعلان کرتے قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، سید عالم ﷺ کی رسالت ونبوت کی شہادت دیتے۔ نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں، توحید ورسالت کے کھلے اعلان واقرار کے باوجود اللہ جل مجدہ نے ان کے راؤ میٹریل ایمان وعقیدے کو ریجکٹ کر دیا اور ان پر چارج لگاتے ہوئے نوٹس جاری کر دیا وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ یہ لوگ مومن ہی نہیں ہیں، کافر ہیں، وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اللہ گواہ ہے کہ یہ منافقین رسالت کی گواہی میں جھوٹے ہیں۔ مسلمانو! ہوشیار رہو یہ بڑے فسادی ہیں اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ اپنے کو بڑا علم داں ایجوکیٹیڈ اور سمجھدار جانتے ہیں جب کہ پرلے درجے کے جاہل اور بے وقوف ہیں، اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۤءُ مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں، هُمُ الْعَدُوُّ، اسلئے ان کی صحبت سے بچو انکے سائے سے دور بھاگو هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ، یہ لوگ جہنم کے کندے ہیں جو سب سے زیادہ سخت عذاب کی جگہ درک اسفل میں رہیں گے، اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۝

آخر ایسا کیوں؟ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد، اصلاح وتبلیغ اور اسلامی تعلیم انکے پاس سب کچھ تھا، مگر اصل چیز باطن صاف نہ تھا، سید عالم ﷺ کی طرف سے دل میں بغض وعناد بھرا ہوا تھا کبھی انکو اپنے جیسا بشر کہتے، کبھی کچے کان والا بتاتے، کبھی سرکار کی غیبی خبروں کا مذاق اڑاتے، کبھی سید عالم منصف کائنات پر بے انصافی کا الزام دھرتے، غرض کہ حضور سید عالم ﷺ کی طرف سے انکا دل صاف نہ تھا، اسلئے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کے مستحق ہوئے، اقبال نے کہا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

مسلمانو! اپنے آپ کو سید عالم ﷺ تک پہنچا دو، اسلئے کہ سید عالم ﷺ کی ذات مکمل دین ہے، دین کی تمام معلومات اسی بارگاہ سے ہوگی، اگر انکی بارگاہ محبت تک نہ پہنچ سکے تو تمام کام

بولہبی کام ہو کر رہ جائیں گے، نہ رشتہ داری، نہ مالداری، نہ کعبہ کی چوکیداری کچھ کام نہ آئے گی، اس بارگاہ میں ذرہ برابر کج روی سب کچھ برباد کردیتی ہے، باطن کے تزکیہ کے لئے عقائد حقہ پر یقین اور جذبۂ احترام رسول بنیاد ہے۔ بغیر اس کے کوئی عمل قابل قبول نہیں۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بارگاہ رسالت دراصل پوری کائنات کا ایمانی مرکزی سینٹر اور منبع ہر خیر و برکت ہے، یہیں سے علم شریعت، شعور طریقت، رموز معرفت اور اسرار حقیقت کی نہریں نکل کر ظاہر و باطن کی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب رکھتی ہیں، اسلئے توحید کے بعد بارگاہ رسالت سے عاشقانہ وارفتگی، اولیاے امت کی خانقاہوں سے سچی وابستگی اور علماء ملت کے درسگاہوں سے مخلصانہ دلچسپی قلب ونظر کی طہارت کی نشانی اور تزکیۂ باطن کا مؤثر علاج ہے، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ° بیشک وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے باطن کو صاف ستھرا رکھا، اور بے شک وہ نامراد ہوگیا، جس نے اپنے باطن کو باطل عقیدے، گندے خیالات اور گناہوں کی نجاست سے آلودہ کیا۔ اگزامپل (مثال) کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ آپ موٹر سائیکل، اسکوٹر یا کسی ٹو وہیلر پر سوار ہو کر کہیں جا رہے ہوں، چلتے چلتے گاڑی نے جھٹکے لیئے اور بند ہوگئی فوراً اتر کر آپ نے دو چار کک ماری، مگر اسٹارٹ نہیں ہوئی، آپ سمجھ گئے اسکے باطن میں یعنی انسائڈ کچھ گڑبڑی ہوگئی ہے، پلگ پانا نکالا، اس سے ہیڈ میں لگے ہوئے پلگ Pulg کو کھول کر دیکھا اس پر کاربن آگیا ہے، اسکو ایسی چیز سے گھس کر صاف کرتے ہیں جس سے کاربن چھوٹ جائے، پھر اس کے پوائنٹ Point کا گیپ دیکھتے ہیں، کم ہے یا زیادہ اس کو ٹھیک کرتے ہیں، اور پھر اسکو اسکی جگہ لگا کر ٹائٹ کردیتے ہیں، اسکے بعد کک Kick ماری، پلگ پوائنٹ سے کرنٹ اسپارک ہوا، اس نے پسٹن کو حرکت دی، اور گاڑی چل پڑی، آپ اپنی منزل پر پہنچ گئے، مقصد سفر حاصل ہوگیا، اگر اندر کی خرابی خود سمجھ میں آئی تو ٹھیک ورنہ کھینچ کھانچ کر گاڑی کو کسی ہوشیار میکانک کے پاس لے جاتے ہیں، جو اسکو ٹھیک کرتا ہے، جبکہ اوپر سے بظاہر اسکے تمام کل پرزے ہینڈل، چکے، باڈی اور نکل، پالش سب

ٹھیک ہیں دیکھنے میں شاندار چمکدار لیکن ہوگئی بیکار۔

عقیدت ومحبت کی وہیکل (گاڑی) اجمیر، بغداد، کربلا، نجف ہوتے ہوئے مدینے کی طرف جارہی تھی اب جھٹکے لیکر رک گئی، حالانکہ ظاہری حال بڑا شاندار، جس کو دیکھ کر آدمی فریفتہ ہوجائے وَاِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ، جب ان کے ظاہری ڈیل ڈول اور بدن کو دیکھو گے تو ان کی ظاہری حالت تم کو رجھالے گی۔ داڑھی شریعت کے مطابق، کرتا پائجامہ سنت کے مطابق، پھر آخر یہ جھٹکے کیوں لے رہا ہے، ہاتھ پاؤں سب سلامت ہیں منزل کی طرف چلتا کیوں نہیں کک ماری تو بھی گھر گھر کرکے وہیں کا وہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ باطن (اندر) میں گڑبڑی ہے، دیکھو شاید دل کے پلگ پر بدعقیدگی وگمراہی کا کاربن آگیا ہے، کلمہ کا پلگ پانا لیکر اسے کھولو، توبہ واستغفار کے سائن پیپر سے گھس کر صاف کرو، عبادت کی ضرب سے پوائنٹ کا گیپ برابر کرو، ان شاء اللہ روحانی گاڑی منزل کی طرف چل پڑے گی،

اگر کوئی میجر بڑا پرابلم ہے جو تمہارے بس کا نہیں تو بریلی کے ورکشاپ میں چلے جاؤ، وہاں کے میکانک ریپیرنگ کرکے خرابیوں کو دور کردیں گے، اگر سرویسنگ کی ضرورت ہے تو عقیدت ومحبت کے پریشر پمپ سے فوارہ مار کر اندر باہر کا میل کچیل دور کرکے مسلک اعلیٰ حضرت سے گریسنگ اور آئیلنگ کرکے پرزوں کو فری کردیں، تاکہ اسپیڈ بڑھ جائے اور پیکپ زوردار ہوجائے۔

جب تک دل کے پلگ سے گمراہی اور بدعقیدگی کا کاربن صاف نہیں ہوگا پلگ سے عشق رسول کی چنگاری کرنٹ اسپارک نہیں ہوگا، اور جب تک اسپارک نہیں کرے گا روح کا پسٹن حرکت میں نہیں آئے گا، اور گاڑی آگے بڑھے گی ہی نہیں، ظاہری ماڈل، اچھی داڑھی، جبہ ودستار یہ سج دھج سب بیکار ثابت ہوں گے، اگر منزل پر آرام سے پہنچنا چاہتے ہو تو باطن کی صفائی پر ہر وقت دھیان رکھو، ہرگز اس سے غفلت نہ برتو، منزل آسان ہوجائے گی۔

دیکھئے چور چوری میں کامیابی پسند کرتا ہے، ڈاکو ڈاکہ زنی میں کامیابی محبوب رکھتا ہے،

سودخور سودی کاروبار میں کامیابی کوعزیز رکھتا ہے،حرام خور مال حرام جمع کرنے میں سرخروئی سمجھتا ہے،مگروہ مسلمان جس کا باطن آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہے وہ کسی برائی، بدعملی اورحرام کاری میں کامیابی کوسب سے بڑی ناکامی اورنامرادی جانتا ہے، اورعقائد میں پختگی عشق رسول میں وارفتگی اوراعمال صالحہ میں شیفتگی کوانتہائی فیروز بختی اورسب سے بڑی کامیابی یقین کرتا ہے۔

آج کل گمراہ جماعتیں اور بدعقیدہ لوگ یہ کافرانہ پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہیں کہ ''عقیدے وقیدے کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیئے، یہ سب جھگڑے فساد کی باتیں ہیں، بس عمل کرو، عمل کرو، عمل کرو، ہمارے لیئے اتنا کافی ہے،تو میں کہوں گا اس گھناؤنے پروپیگنڈے کا اسلامی نظریات سے کوئی تعلق نہیں، سراسر جاہلانہ یا کافرانہ ہے، اہل سنت کواس سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

یادرکھیئے! عقیدہ کا تعلق باطن سے ہے جونظر آنے والی چیز نہیں، عمل کا تعلق ظاہر سے ہے جوعام طور پرنظر آنے والی چیز ہے، نظر نہ آنے والا عقیدہ، نظر آنے والے عمل کی اساس اور بنیاد ہے، بغیر فاؤنڈیشن کے عمل کا حسین تاج محل تعمیر نہیں کیا جاسکتا، فاؤنڈیشن (بنیاد) جونظر نہیں آتا وہی نظر آنے والی عمارت کی اصل اور بیس Base ہے، اب اگر کوئی بے وقوف، گھامڑ آپ کو یہ مشورہ دے کہ صاحب بنگلہ بنالیجئے بنیاداو نیاد کے چکر میں نہ پڑیئے، اچھے خاصے ہموار پلاٹ کوکھودکھاد کرنا پڑے گا ، ہرطرف کیچڑ مٹی اورگوٹے پتھر پھیل جائیں گے، جو جھگڑے فساد کا سبب بن جائے گا، اسلئے چپ چاپ دیواریں کھڑی کر کے سلیپ ڈال دیجئے، توکیا آپ اس معقول مشورے کوقبول کریں گے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ایسا مشورہ دینے والے کواپنے پاس کھڑا بھی نہ ہونے دیں گے۔

اسی طرح کوئی اپنی کارکواوپر سے ڈیکوریڈ بنائے روزانہ اس کونئی نئی چیزوں سے سجائے، دھلائے، صفائی کا خیال رکھے، ویکس Wax پالش لگا کر چمکائے، اچھے سے اچھا قیمتی سیٹ کور لگائے، سامنے پرفیوم کی خوشبودار شیشی لگادے، مگر اسکے باطن (انجن) کی طرف سے بے پرواہ ہو

جائے ، اندر کی خرابی کو دور نہ کرے ، کروُن پینن Crown pinion خراب ہو گیا کوئی پرواہ نہیں گیئر سلیپ ہورہا ہے کوئی توجہ نہیں، کلچ پلیٹ کریک ہوگئی ہوجانے دو، پسٹن اور بیرنگ کام نہیں دے رہے ہیں کوئی بات نہیں، کاربیٹر میں کچرا آگیا اور فلٹر کام نہیں کررہا ہے، برک آئیل خلاص ہوگیا مگر اس آدمی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی بس ظاہر کو سنوارنے اور سجانے میں لگا ہوا ہے، تو یقین جانیئے ایسی کار گیرج اور بنگلے کے پورچ کی زینت تو بن سکتی ہے، آنے جانے والے، دیکھنے والے ضرور تعریف کریں گے کہ سیٹھ صاحب کی بہت اچھی اور قیمتی کار ہے، گویا اس کار سے نام ونمود اور بنگلے کی زینت تو حاصل ہوجائے گی، مگر منزل تک نہیں پہنچا سکے گی، کیونکہ اس کا باطن (انجن) اور اسکے اہم پارٹس ہی خراب ہیں، اگر اس کار کو کام کی بنانا ہے، جو باغ اور گارڈن میں تفریح کے لئے آپ کو لیجائے ، شادی بیاہ کی محفلوں میں پہنچائے ، رشتہ داروں سے ملائے ، آپ کے بچوں کو اسکول لائے اور لیجائے تو پہلے کسی ہوشیار مستری اور میکانک سے اس کی اندرونی خرابیوں کو دور کرایئے، پھر کار سے فائدہ حاصل کیجئے یہ بھی یاد رکھیئے کہ ریپرنگ کیلئے گاڑی کسی ان ٹرینڈ اناڑی مستری کے ہاتھ میں نہ جانے پائے ورنہ سب چوپٹ کرکے رکھ دے گا۔

میرے مسلمان دینی بھائیو! آپ کے پاس بھی اللہ کے فضل سے اور اس کے رسول کے کرم سے روحانی ایمانی امپالا، ٹویٹا گاڑی موجود ہے، اس کے ظاہر کو بھی صاف ستھرا رکھو یعنی اچھے عمل کرتے رہو اور باطن پر ہر وقت نظر رکھو، اہل سنت کے عقائد ونظریات کی اور یجنل بولی کے خلاف اگر آواز سنائی دے تو سمجھ جانا کہ باطن میں خرابی ہے، اسکو فوراً دور کرلینا ورنہ آہستہ آہستہ خرابیاں بڑھتی جائیں گی اور ایک دن پورا ایمانی انجن ٹھپ ہوجائے گا ، اوپر کی ظاہری سجاوٹ اور آرائشی کام نہ دے گی۔

اہل سنت کی اصلی اور اور یجنل بولی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سچا ہے اسکے لئے جھوٹ کا تصور ایمان کے خلاف ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۔ سید عالم ﷺ سید الانبیاء والمرسلین ہیں، اشرف

العالمین ہیں، کائنات میں ان کا مثل کوئی نہیں، وہ عالم ماکان ومایکون ہیں، جو کچھ پہلے ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اللہ کی عطا سے ان سب کو جانتے ہیں، وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ "وہ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں، خالق کائنات نے اپنے فضل سے انہیں اختیار والا بنایا وہ مختار کل ہیں ۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا ۔۔۔۔ دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

وہ اپنی قبر میں دنیا کی زندگی کی طرح زندہ ہیں إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ وہ شفیع روز محشر ہیں شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،وغیرہ وغیرہ،

جب عقیدے میں خرابی آتی ہے تو فوراً بولی بدل جاتی ہے۔وہ کیسے؟ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے رسول اللہ ﷺ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں ہیں، وہ ہمارے مثل بشر ہیں، انھیں غیب کی خبر نہیں انھیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، وہ مرکر مٹی میں مل گئے، جب وہ اپنی بیٹی فاطمہ کو نہیں بچا سکتے تو تمہاری کیا شفاعت کریں گے، اللہ کے سوا کسی اور کو شفیع اور حمایتی ماننا شرک ہے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ) ان خطرناک بولیوں سے پہلے جو آوازیں آتی ہیں وہ اتنی خطرناک نہیں ہوتیں لیکن بعد میں ہونے والی خرابیوں کا پیش خیمہ ہوتی ہیں، مثلاً پہلے ہلو سے آواز آتی ہے فاتحہ ضروری نہیں میلاد بدعت ہے، مزارات اولیاء کی حاضری سے کچھ فائدہ نہیں، وغیرہ وغیرہ جب اس قسم کی ہلکی آوازیں سنو تو سمجھ جاؤ اندر خرابی آ گئی ہے فوراً اسکو دور کر دو ورنہ آگے چل کر پریشانی بڑھ جائے گی، اس لئے کہ اپنے علم وعقل کے بل بوتے پر کامیابی کی تلاش کرنا خطرناک بھی ہے اور وقت کی بربادی بھی ہے، کامیاب ہونا ہے تو سید عالم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر تزکیۂ نفس یعنی باطن کو ہر قسم کی گندگی سے پاک صاف کرلو، بے ایمانی، بدعقیدگی، انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی گستاخی کی نجاست سے دل کو آلودہ ہونے سے بچاؤ کامیاب ہو جاؤ گی قَدْ أَفْلَحَ مَنْ

زَكّٰىهَا بیشک وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو ستھرا بنالیا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا، وہ نامراد ہو گیا جس نے اپنے نفس کو معصیت سے آلودہ کرلیا، بہر حال انسان کی کامیابی کا رشتہ ظاہر و باطن کی اچھائی اور صفائی سے جڑا ہوا ہے جس کا بنیادی تعلق باطن سے ہے اور دونوں کا ایک دوسرے پر اثر اور پر بھاؤ پڑتا ہے، ظاہر کی خرابی سے دل کی شقاوت سیاہی میں اضافہ ہوتا ہے اور باطن کی گندگی ظاہر کو برباد اور کنڈم بنادیتی ہے۔

عام طور پر ہر چیز کے دو رخ ہوتے ہیں Tow sides ظاہر، باطن، اندر، باہر، Inside اور Outside ان دونوں سائڈ میں اصل اور اہم اندر والا حصہ ہوتا ہے، جیسے پھل فروٹ کھانے کے لئے خرید کر لاتے ہیں، آم، کیلا، انار وغیرہ اللہ تعالیٰ نے اسکے بھی دو حصے بنائے ہیں، اندر اور باہر، یعنی باطن اور ظاہر، اندر والے کو گودا اور مغز کہتے ہیں۔ یہی اصل اور مقصود ہے، باہر والے کو چھلکا کہتے ہیں جو مقصود اصلی نہیں اندر والے گودے کی حفاظت ونشو ونما کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ میں اب آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ فروٹ Fruits وغیرہ خرید کر گھر لانے کا مقصد چھلکا کھانا ہے یا اس کا گودا ظاہر ہے اندر کا مغز اور گودا ہی کھانا مقصود ہے، مثلاً آم خرید کر لائے جس کا چھلکا دیکھنے میں بالکل اچھا فریش ہے کہیں داغ دھبہ تک نہیں مگر جب اسکو کاٹا گیا تو اندر سڑا ہوا نکلا اور اس میں کیڑے دیکھائی دیئے تو کیا ایسا پھل جس کا ظاہر رنگین اور صاف ستھرا ہے، اندر سڑا ہوا گندہ آپ خود یا کسی شریف آدمی کو کھلائیں گے؟ ہرگز نہیں! کوئی اسکو کھانے کیلئے قبول نہ کریگا، ایسا پھل گھر سے باہر کوڑا کرکٹ کی جگہ یا گندے نالے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

اسی طرح مومن کی کامیابی کے لئے دو چیزیں اسلام نے عطا کی ہیں، ایمان اور عمل، ایمان وعقیدہ جو اندر ہوتا ہے نظر نہیں آتا ہے وہی اصل ہے، وہی مغز اور گودا ہے۔ رہا عمل تو یہ چھلکے کی طرح نظر آنے والی چیز ہے جو ایمان وعقیدے کی نشو ونما اور حفاظت کے لئے ہے، مقصود اصلی نہیں، اگر عمل بظاہر صاف ستھرا، گناہوں کی آلودگی اور داغ دھبوں سے پاک ہے، مگر عقیدہ گندہ اور سڑا ہوا ہے، گمراہی کے کیڑے پڑ گئے ہیں، جب ایسے دل کو اس عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ کی بارگاہ میں پیش کیا

جائے گا جو دلوں کی تمام حرکات وسکنات سے باخبر ہے تو قبول نہ فرمائے گا، انھیں جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دے گا خالی عمل اور محنت ومشقت کام نہ آئے گی، عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً عمل کریں، مشقتیں جھلیں، جائیں بھڑکتے انگارے میں۔

آج کل ایسے لوگوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے، جن کے عقائد خراب اور بدبودار ہیں ان سائڈ سڑا ہوا ہے مگر ظاہر سنورا ہوا ہے، آوٹ سائڈ Outside بہت پرفیکٹ ہے، ایک فٹ کی لمبی داڑھی، لباس سنت کے مطابق، ہاتھ میں ہر وقت گردش کرتی ہوئی تسبیح، لب پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ کا ورد جاری، نمازیں اتنی کہ پیشانی پر کالی نشانی، کہ آدمی ان کو دیکھتے ہی انکے بھلا مانوس ہونے کا اقرار کرنے پر مجبور ہو جائے، اے سُبْحَانَ اللّٰہِ کیا اچھا آدمی ہے! مگر امام احمد رضا جیسے بالغ نظر محقق اور مجدد نے تجدیدی چھری سے چیر کر انکے اندر کی حقیقت دنیا والوں کے سامنے رکھ دیا، لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ اوپر سے بڑے اچھے ہیں مگر انکے اندرونی حصے گندے اور سڑے ہوئے ہیں، جو لوگ سمجھدار اور نفاست پسند شریف تھے انھوں نے اٹھا کر پھینک دیا اور جو کَالْاَنْعَامِ جانور کی طرح تھے انھوں نے اسے پسند کر کے قبول کر لیا۔ جس طرح سڑے پھل کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد کوئی صاف ستھرا ذوق رکھنے والا اسکو قبول نہیں کر سکتا، البتہ جانور اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اسی طرح گمراہوں کی گمراہی معلوم ہو جانے کے بعد کوئی محب رسول، عاشق اولیاء اور ایمانی ذوق رکھنے والا سنی مسلمان ان سے دوستی اور تعلق نہیں رکھ سکتا۔ خواہ اسکے آباواجداد، آل اولاد، بھائی بند، اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

جب مسلمان ایمان وعقیدے کا اتنا مضبوط ہو جائے کہ دل کے اندھے، عقیدے کے گندے اور دماغ کے روگیوں سے محبت ومودت کے رشتے ناطے اللہ ورسول کی رضا کی خاطر توڑ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان کو راسخ اور مضبوط فرما دیتا ہے، اور جبرئیل امین کے ذریعہ اس کی تائید ومدد کرتا ہے، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ جب مومن

بندے کا باطنی کردار اتنا پرفیکٹ اور ٹھوس ہو جاتا ہے تو پھر وہ حزب اللہ، اللہ کی جماعت کا مخلص فرد ایکٹو ممبر Active member اور کامیاب رکن بن جاتا ہے، جس کی کامیابی کی گواہی رب العالمین دیتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

حضرات! یہ کولمبو کی عظیم الشان، صاف ستھری، خوبصورت جامع مسجد ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مرکزیت کو قائم رکھے اور گمراہوں کے نگاہ بد سے بچائے، آمین۔ میں مسجد کے جس لاؤڈ اسپیکر سے بول رہا ہوں، ماشاء اللہ بہت اچھا سنسیٹو Sencetive ہے میری زبان سے جو کچھ نکل رہا ہے دور نزدیک کے تمام لوگ اسکو اطمینان سے سن رہے ہیں، میری اوریجنل آواز سب کو سنائی دے رہی ہے، پوری جماعت پرسکون، ہمہ تن گوش ہے، کوئی کہیں ڈسٹرب نہیں ہو رہا ہے۔

مگر اچانک امپلی فائر کا کوئی وال Value اڑ جائے، یا سرکٹ کا کوئی شالڈر Shoulder ٹوٹ جائے، تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ساؤنڈ فوراً چینج ہو جائے گا، میں کہوں اللہ اکبر یہ کہے ٹوں، ٹاں، میں کہوں سُبحان اللہ یہ کہے گوں، گاں، آخر اس کو کیا ہو گیا؟ اوپر سے تو بالکل اچھا دیکھائی دے رہا ہے، کہیں سے کوئی خرابی ہم کو نظر نہیں آ رہی ہے مگر امپلی فائر کا ماہر میکانک کہے گا، اندر کا وال اڑ گیا ہے، شالڈر ٹوٹ گیا اور وائر وہاں سے ہٹ گیا ہے، اوپر مت دیکھو اندر خرابی ہے، جب تک اندر کی خرابی دور نہیں ہوگی پوری جماعت کو پریشان اور ڈسٹرب کرتا رہے گا۔

اسی طرح ایک سنی مسلمان تھا، اسکی اور اسکے باپ دادا کی بولی یانبی سلام علیک تھی مصطفی جان رحمت کا ترانہ پڑھتا تھا، گیارھویں شریف، بارھویں شریف ذوق وشوق سے کرتا تھا، موقعہ بموقعہ یارسول المدد، یا غوث المدد کے نعرے لگاتا تھا، نماز پڑھتا تھا، روزے رکھتا تھا، نیک کاموں سے دلچسپی کا مظاہرہ کرتا تھا، مگر اچانک اس کی بولی بدل گئی ابا پڑھیں یانبی سلام علیک یہ کہے ناجائز ہے چچا کہے یا غوث المدد یہ کہے شرک ہے، ارے! اس کو کیا ہو گیا؟ اس کی بولی کیوں بدل گئی؟

جب اندر سے اصلی فائر خراب ہو گیا تو اس کو اسٹیج پر یا مسجد میں قطعاً رہنے کی اجازت نہیں اگر بگڑی ہوئی مشین کو مسجد میں رہنے دیا گیا تو لاؤڈ اسپیکر پوری جماعت کو ڈسٹرب کرتا رہے گا، امام صاحب اللہ اکبر کہیں گے اور لاؤڈ اسپیکر ٹوں، ٹاں، کہے گا، امام صاحب الحمدللہ پڑھیں گے اور یہ گوں، گاں، کہے گا، سب کو پریشان اور ڈسٹرب کریگا، اسی طرح جب دل کا اصلی فائر خراب ہوتا ہے تو پوری جماعت اور سماج کو ڈسٹرب کرتا ہے، اور خود اسکی لائف ڈسٹرب ہو جاتی ہے، قبر میں ڈسٹرب، حشر میں ڈسٹرب کہیں چین نہیں، اسلئے فرمایا گیا جو اندر کو صاف ستھرا رکھے گا کامیاب ہو گیا اور جو اندر کو گندہ کرے گا نامراد ہو جائے گا، ایسا نامراد ہوگا کہ اسکا کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا بلکہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے انگارے میں ڈال دیا جائے گا، عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً عمل والا ہوگا محنت ومشقت جھیلنے والا ہوگا، مگر جائے گا جہنم کے انگاروں میں، یعنی قیامت میں خدا کے حضور حساب وکتاب کے لئے ایسی جماعت اور ایسے لوگ پیش کیئے جائیں گے جو بڑے بڑے کام کیئے ہوں گے، نیک کام کرنے اور خدمت خلق کے سلسلے میں بڑی محنتیں اور مشقتیں برداشت کی ہونگی، اتنی کہ نہ دھوپ دیکھی نہ بارش، نہ بھوک دیکھا نہ پیاس، نہ آل اولاد کی پرواہ کی نہ کاروبار کی فکر، بس عمل اور خدمت میں محنت ومشقت جھیلتے رہے انکا دنیاوی کردار تو ایسا تھا مگر اللہ کا ججمنٹ Judgemennt یہ ہوگا کہ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

احکم الحاکمین کے ججمنٹ کے بعد No Argument کسی بحث ومباحثہ کی گنجائش نہیں رہتی، یہ کوئی دنیاوی ہائی کورٹ نہیں ہے کہ اسکے بعد Suprim Cort میں اپیل کی جاسکتی ہے، سپریم کورٹ کے فیصلے کو پارلیمنٹ چیلنج کرسکتی ہے مگر یہاں نہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بڑا نہ اسکی عدالت عالیہ سے اوپر کوئی عدالت ہے، پھر سوچو آخر کہاں تم جاؤ گے؟ کون تمہاری سنے گا؟ سب انسانی فیصلے هَبَاءً مَّنثُورًا ہو جائیں گے صرف اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی چلے گا ایمان وعقیدے کی سلامتی کے بغیر عمل کرنے والوں اور محنت ومشقت کرنے والوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، یہ فیصلہ کس کے

بارے میں ہے؟ جو اوپر سے مسلمان اندر سے بے ایمان ہیں۔

فی الحال ابھی میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، ماشاء اللہ آپ حضرات پڑھے لکھے کافی سمجھدار ہیں، مثل مشہور ہے ''عقلنداں را اشارہ کافی است'' صاحبان سمجھ کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے، ہندی کی چندی کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں البتہ جن کا باطن ہی خراب ہو گیا ہے اگر چہ وہ لوگ کتنے ہی ہائی کوالیفیکشن والے ہوں ان کو لاکھ سمجھائیے مگر وہ ماننے والے نہیں، کتے کی دم تیڑھی کی تیڑھی، والی بات ہے لاکھ کوشش کر و سیدھی نہیں ہوگی، اسی طرح جو گمراہ ہو کر اینڈ بینڈ ہو جاتا ہے وہ کبھی سیدھا نہیں ہوتا، بس اللہ ہی سیدھا کرے تو سیدھا ہو۔

ارشاد خداوندی کی روشنی میں اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اپنے عقیدے کو درست اور باطن کو صاف ستھرا رکھو کیونکہ جس کا عقیدہ خراب ہو گیا وہ کعبے میں نماز پڑھے یا مسجد نبوی میں کولمبو کی مسجد میں امامت کرے یا خانہ کعبہ میں، اسے کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود بازآید ہنوز خر باشد

عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا اگر مکہ جا کر واپس آئے تو انسان نہیں بن جائے گا گدھا کا گدھا ہی رہے گا اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نوٹس بورڈ پر لکھ کر سب کو ساودھان کر دیا ہے، عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً عمل ہوگا، محنت ہوگی مگر جائے گا جہنم میں۔

حضرات! دیکھئے، مدینہ منورہ میں سید عالم ﷺ کے زمانہ میں کلمہ پڑھنے والوں میں دو جماعتیں تھیں، ایک مخلصین محبین کی صدیقی جماعت، دوسری منافقین مفسدین کی اصلاحی جماعت دونوں جماعت کے لوگ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ جہاد وغیرہ اعمال میں ظاہراً ایک جیسے معلوم ہوتے تھے، لیکن محبین مخلصین صحابہ کرام کی جماعت کو جنتی کہا گیا وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، اللہ تعالیٰ انھیں ایسی جنت میں داخل فرمائے گا جس کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں، اور مفسدین منافقین کو جہنم اور درک اسفل کا حقدار گردانا گیا، اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ

النَّارِ، منافقین (دوغلے مسلمان) جہنم کے نیچے طبقے میں رہیں گے، آخرایسا کیوں؟ جبکہ دونوں مسجد نبوی میں روزانہ امام النبیین، سید الانبیاء والمرسلین کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے تھے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ منافقین بظاہر کلمہ گو تھے، اپنے کو مسلمان کہتے تھے مگر ان کا باطن (دل) عظمت رسول سے خالی تھا، حضور ﷺ کو اپنی طرح بشر جانتے تھے، انکی غیب دانی کا انکار کرتے تھے، سید عالم ﷺ کے فیصلوں سے خوش اور راضی نہیں رہتے تھے، چونکہ باطن کے اعتبار سے وہ گندے تھے اسلئے وہ مستحق عذاب نار ہوئے، ذلیل ورسوا ہوئے خائب وخاسر ہوگئے، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا، ذلیل ہوا نامراد ہوا جس نے اپنے باطن کو گندہ کرلیا، صدیق، فاروق، عثمان، علی، بلال وسلمان، صہیب وعمار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے قرآنی اعلان ہورہا ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی، ان حضرات کے کندھے سے کندھا ملا کر سید عالم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے عبد اللہ بن ابی بن سلول اور اسکی جماعت کے بارے میں فرمایا گیا۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ دوزخی کتے، منافقین جہنم کے سب سے نیچے والے طبقے میں رہیں گے جہاں سب سے زیادہ عذاب ہوگا، دونوں جماعت کے لوگ داڑھی والے، دونوں نبی کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر ایمان لانے والے، دونوں ایک جیسا کلمہ پڑھنے والے، دونوں شکل وصورت میں مسلمان معلوم ہونے والے، دونوں مدینہ کے رہنے والے، مگر اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے دونوں میں مومن وکافر اور جنتی جہنمی کا خط امتیاز کھینچ کر ظاہر فرمادیا کہ کامیابی کا اصلی دار ومدار تزکیۂ باطن پر ہی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا جو اندر سے صحیح ہے وہی کامیاب ہے اور جو اندر سے خراب ہوگیا ہے وہ برباد ہوگیا، یہ اعلان میرے رب کا ہے، ہر مسلمان کو اسی بنیاد پر زندگی گزارنی چاہیئے، اور اپنے اندر کی صفائی پر ہر وقت دھیان رکھنا چاہیئے۔

آپ حضرات معمولی گھڑی ہاتھوں پر باندھتے ہیں جس کا مقصد صحیح ٹائم معلوم کر کے اپنے کاموں کو انجام دینا ہے، ائیر پورٹ پہنچنا ہے، گھڑی دیکھتے ہیں، اسٹیشن جانا ہے، روزہ

افطار کرنا ہے، گھڑی دیکھتے ہیں، نماز کا وقت معلوم کرنا ہے، گھڑی دیکھتے ہیں، آفس جانا ہے گھڑی دیکھتے ہیں اگر گھڑی کی چال چلن (رفتار) میں فرق آ گیا، آگے پیچھے بھاگتی ہے تو اس کو کسی اچھے واچ میکر کے پاس ٹھیک ٹھاک کرنے کے لئے دے دیا جاتا ہے، وہ اسکو کھولتا ہے، آئی گلاس لگا کر اس کے باطن (اندر) کو دیکھتا ہے سینٹر آؤٹ ہے، یا بال بیرنگ لوز ہے، یا کسی پرزے پر زنگ آ گیا، یا کچرا اندر گھس گیا ہے۔ جو کچھ خرابی ہوگی اسکو دور کریگا، اعلیٰ درجے کے سفید پیٹرول سے اس کو صاف کرے گا، جہاں آئل کی ضرورت ہے وہاں آئیل کے قطرے ٹپکائے گا، غرض اسکی ریپیئرنگ اور اوورالنگ کر دیگا، تب وہ گھڑی حسب معمول اپنا کام کرنا شروع کردے گی، اگر ایسا نہ کیا گیا تو آپ کے کاموں میں اوقات کی گڑبڑی سے بڑا فرق آ جائیگا۔

باطن جب خراب ہو جاتا ہے گمراہی کا زنگ دل پر جم جاتا ہے معصیت کا کچرا اندر گھس جاتا ہے تو انسان کا دینی چال چلن بگڑ جاتا ہے، اس کی بولی بدل جاتی ہے، محبوب رب العالمین سے محبت کا انداز بدل جاتا ہے، اولیاء کرام سے عقیدت کی رفتار میں فرق آ جاتا ہے، ایسی صورت حال میں عالم ربانی کی ضرورت ہوتی ہے کسی پیر کامل کی نگاہ کیمیا گر کی حاجت ہوتی ہے، جو دل کی دنیا کو بدل دے بگڑے ہوئے باطن کو آراستہ کردے، تمہارے دل کی اوورالنگ غوث وخواجہ کا روحانی تصرف امام احمد رضا کی نگاہِ عشق ومستی اور مفتیٔ اعظم کا دامن تقدس کرے گا، پروردگار عالم مسلمانوں کو اپنے محبوبوں کے دامن اقدس سے وابستگی عطا فرمائے، اور دین وسنیت پر تادم حیات ثابت قدم رکھے آمین۔

وما علینا الا البلاغ۔

طالبان علم دین کا ربانی اعزاز

نوٹ: مدرسہ فیض رضا (قائم شدہ جولائی ۱۹۹۴ء) کے زیر اہتمام، انجمن فیض رضا جسے مفتی کرناٹک، مناظر اہل سنت، قائد ملت حضرت علامہ الحاج محمد انور علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ۱۹۹۲ء میں قائم کیا تھا، کا آٹھواں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۸ر جولائی ۲۰۰۲ء بروز یکشنبہ، بمقام میمن ہال، کولمبو، اپنی روایتی شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوا، حضور اشرف العلماء علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ بانی ومہتمم الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ، ناگپور (انڈیا) مہمان خصوصی تھے، آپ کی اس تقریر سے طلبہ وارکان اور معاونین کو مایوس کن حالات میں بڑا حوصلہ ملا۔

خادم ادارہ نورالحسن غفرلہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ. یَا زِیْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ. یَا عَرُوْسَ مَمْلَکَةِ اللّٰهِ. یَا سِرَاجَ أُفُقِ اللّٰهِ. یَا نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ

اقبال نے کہا ہے۔

نہ ہو مایوس اے اقبال اپنی کشت ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

حضرات گرامی! الحمدللہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان رہنا ہی پسند کرتے ہیں، اور اسلام پر ہی خاتمہ بالخیر کی خواہش رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے کہ مرو تو مسلمان ہونے کی حالت میں مرو، وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ، اور اسلام مسلمان کے لئے مایوسی کو قطعاً پسند نہیں کرتا، مایوسی اسلامی

نظریئے کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ، رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہونا، جو مسلمان ایمان وعقیدے کی حفاظت کے ساتھ علم وعمل کی راہ پر چل پڑیں، قرآن انکی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرماتا ہے، وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ہمت نہ ہارو غمزدہ نہ ہو، تمہیں سربلند رہو گے بشرطیکہ سچے مومن بن کر رہو، اور ایسے کام کرتے رہو جس سے اللہ ورسول راضی رہیں۔ سیدنا امام احمد رضا دعا کرتے ہیں۔

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے　　ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان صرف نام کے "احمد رضا" رہنا پسند نہیں فرماتے، نام کے ساتھ ایسا کام بھی کرنا چاہتے تھے جو "احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کی رضا کا سبب ہو، جب احمد کی رضا حاصل ہو گئی تب نام احمد رضا ٹھیک اور موزوں ہو جائے گا۔

مجھے معلوم ہے، اور میں اس بات سے خوشی بھی محسوس کر رہا ہوں کہ آج کولمبو کے اس میمن ہال میں مدرسہ فیض رضا کے اراکین ومعاونین نے علمی اور دینی پروگرام کا اتنا بڑا شاندار اریجمنٹ Arrangment کیا ہے، اسکا بیک گراؤنڈ Background بھی اللہ ورسول کی رضا حاصل کرنا ہے۔

کولمبو جیسے علاقے میں، آپ کی یہ دینی، مسلکی اور علمی اکٹیویٹی Activity، بڑی امید افزا ہے، آپ کی یہ دینی بیداری، اور علمی چھل پہل اس بات کا اشارہ ہے کہ حالات بدلیں گے مایوسی کے بادل چھٹیں گے، علم کی شعاعیں ہر طرف بکھریں گی، تاریکیاں دور ہوں گی، علم وآگہی کے نور سے تمام علاقے بقعۂ نور بنیں گے، اور عشق رسول کی چنگاری ایمان والوں کو گرمائے گی، پھر گھر گھر سے مصطفیٰ جان رحمت کی صدا سنی جائے گی، ہر بزم، ہر محفل میں یا نبی سلام علیک کا دلنواز ترانہ پڑھا جائے گا

یہ رنگیں شام تمہید سحر ہے

آپ کی ویران، اجڑی کھیتیاں، لہلہائیں گی، پھر پھولے پھلیں گی، ہر طرف ہریالی، شادابی اور خوشحالی نظر آئے گی۔ ؎ کیئے جاؤ کوشش میرے دوستو!

نہ ہو مایوس اے اقبال اپنی کشت ویراں سے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

آخرت کی کھیتی کو سینچنے کے لئے، ایمان، عمل، خلوص، عزم محکم، جہد مسلسل اور خون جگر کے پانی کی ضرورت ہے۔

میں اپنے حوصلہ مند اراکین مدرسہ سے گزارش کروں گا کہ وہ مایوسی کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیں، مایوسی بری بلا ہے Step by step آگے بڑھتے رہیئے، مڑ کر نہ دیکھئے کہ کون کیا کر رہا ہے، کون کیا کہہ رہا ہے، رفتہ رفتہ کام کو آگے بڑھاتے رہیں گے تو ان شاء اللہ بہت جلد مقصود و مطلوب پالیں گے، قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے، اکثر جلد بازی سے نقصان ہو جایا کرتا ہے، طَلَبُ الْکُلِّ فَوْتُ الْکُلِّ، گئے تھے کل سمیٹنے اور سب ہاتھ سے گیا۔

یہی بچے جو آج چھوٹے ہیں کل بڑے ہو کر قوم و ملت کے رہنما بنیں گے، دیکھئے، جب کھیت میں بیج ڈالا جاتا ہے تو وہ فوراً بڑا ہو کر پھولتا پھلتا نہیں، کچھ دن انتظار کے بعد ننھے پودے کی شکل میں زمین سے سر نکال کر جھانکتا ہے، جو بڑا نرم و نازک ہوتا ہے، اسکے اوپر ہلکا سا وزن پڑ جائے تو ٹوٹ جاتا ہے، اور اسکی زندگی تمام ہو جاتی ہے، ایسے وقت میں کسان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان ننھے پودوں کی سخت نگرانی اور دیکھ ریکھ کرے، پانی کی ضرورت ہو تو پانی دے، کیڑے مکوڑے لگ رہے ہیں تو جنتو ناشک داووں کا چھڑکاؤ کرے، اگر کھیتی کی دواؤں کی خود جان کاری نہیں ہے تو Agriculture Department سے رابطہ قائم کر کے ان کی مدد لے، اگر اکرے بکرے جانور، چرنے آئیں تو ڈنڈے مار کر بھگائے، یہ تمام انتظامات کسان کو کرنا ضروری ہے، ورنہ کھیتی اسکے لئے وبال جان بن جائے گی۔

یہ مدرسہ چھوٹے چھوٹے انسانی نرسری گارڈن کے ننھے نازک پودے ہیں، ان کی حفاظت

میں کوشش اور بڑے احتیاط کی ضرورت ہے، ایک لمحہ بھی غفلت برتنی نقصان دہ ہوسکتی ہے، بدعقیدگی کی دھوپ سے بچانا، گمراہیت کے جراثیم سے حفاظت کرنا، عشق رسول کا پانی دیتے رہنا، محبت اولیاء کا جنتو ناشک اسپرے کرتے رہنا، اور آج کل دوٹانگ کے بکرے نکل پڑے ہیں، اگر وہ ان کو چرنے کے لئے آئیں تو ڈنڈے مار کر بھگانا ہماری ذمہ داری ہے، کیونکہ اس زمانے میں سب سے خطرناک چیلنج ہمارے سامنے بدعقیدگی اور گمراہیت کا ہے، جب تک ہم اپنی آنے والی نسلوں کیلئے عقائد کی پختگی اور عملی، علمی تربیت کا ٹھوس انتظام نہیں کریں گے، اس چیلنج کا مقابلہ کرنا بہت مشکل کام ہوگا، ذہنوں سے یہ بات نکال دینی ہوگی کہ دینی تعلیم حاصل کر کے بچہ کیا کرے گا؟ جناب! وہ تو وہ کام کرے گا جو دوسرے کے بس کا نہیں، دین بچائے گا، اسلام بچائے گا، آخرت بچائے گا، اسکی عزت فرشتے کریں گے۔

کسی معزز شخصیت مثلاً گورنر وائسرائے، وزیر اعظم وغیرہ اعلیٰ عہدے دار کے استقبال Recepction کیلئے مختلف طریقے رائج ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ طریقہ .R.C.R ہے Red Carpet Reception یہ طریقہ استقبالیہ معزز مہمان کا سب سے بڑا اکرام اور اعلیٰ اعزاز سمجھا جاتا ہے، .R.C.R بڑا رسپکٹیو Recpective پروگرام ہوتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مہمان کو پلین سے اتر کر کسی منچ پر جانا ہے، تو ائرپورٹ سے لیکر منچ تک سرخ رنگ کے قالین بچھا دیئے جاتے ہیں، جن پر چل کر مہمان اپنے مقام پر پہنچتا ہے، یہ دنیا کا سب سے بڑا استقبالیہ پروگرام ہے، جو مخصوص چنندہ شخصیتوں کو نصیب ہوتا ہے، بیچارے غریب کو تو دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوتا۔

مگر قربان جایئے طالبان علم دین کی سربلندیوں پر کہ ان کا استقبال سرخ قالین بچھا کر انسان سے نہیں کروایا گیا بلکہ معصوم نورانی مخلوق فرشتوں کے مقدس پروں کو بچھوا کر کرایا گیا، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب مسلمان کا بچہ علم دین حاصل کرنے کے لئے گھر سے چلتا ہے تو احکم الحاکمین، رب ذوالجلال مولیٰ اس بچے کے اکرام کے لئے فرشتوں سے استقبال کرواتا ہے، اللہ جل

سجدہ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی راہ میں اپنے پروں کا نورانی قالین بچھادو، کیونکہ علم دین حاصل کرنے والا بچہ کسی بادشاہ اور امیر کا مہمان نہیں، شہنشاہ کونین، تاجدار دو عالم کا معزز مہمان ہے۔ اس میں امیر، غریب کا فرق نہیں کیا جاتا، صرف اس کے فیروز مندانہ نصیب کو دیکھا جاتا ہے، اللہ اکبر! کیا ربانی اکرام ہے، غریب طالب علم، پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس، اچھی غذا سے شکم محروم، قرآن اور حدیث کی کتاب، سینے سے لگائے پیدل جب مدرسہ کی طرف چلتا ہے تو اس کے جلو میں آگے پیچھے فرشتے اس کی ناز برداری کرتے ہوئے چلتے ہیں۔ کسی کا بازو اس کے سر پر تو کسی کا زمین پر فرش راہ ہوتا ہے، کیا ایسا اکرام، یہ اعزاز کسی کا دیکھا، سنا؟ ہرگز نہیں، اگر تم کو اس ربانی اعزاز کی خواہش ہے تو آؤ محمدی مہمانوں کے رجسٹرڈ میں اپنا نام درج کرالو۔

وائسرائے جھک مارے، گورنر اکسٹھ باسٹھ کرتا پھرے، وزیر اعظم منہ تکتا رہے، بڑے بڑے دھنی وان جوتیاں چٹخاتے پھریں، بھلا یہ اعزاز کہاں نصیب ہو، ان سرخ قالینوں کو جلادو، سمندر میں پھینک دو، جوتوں سے روند دو، مسلمانو! یہ سرخ قالین تمہارے کام کے نہیں ہیں۔ ایمان، سچے عقیدے، عمل صالح، طلب علم دین اور فرشتوں کی معیت مسلمان کی اسلامی زندگی کے سرمائے ہیں، ان کی حفاظت کرنا ہر مومن کا فرض ہے۔

حضرات! ان بچوں کو آپ حقیر کم درجے والا نہ سمجھیں، یہ بڑے معزز ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرلیا ہے، جبھی تو انکو علم دین کی توفیق ملی ہے۔ حدیث شریف میں ہے مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے، اسے علم دین کی دولت سے نوازتا ہے۔

میرے نانا حضور استاذ العلماء، جلالت العلم، حضرت مولانا محمد صدیق صاحب علیہ الرحمہ کے چچازاد بھائی فقیہ اعظم ہند، حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا حکیم امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ کے عرس چہلم میں فخر مشرق، شاعر اسلام جناب شفیق جونپوری نے شرکت کی تھی، انہوں

نے ایک قطعہ بارگاہ صدر الشریعہ میں نذر کیا تھا، میں نے ان سے سن کر اسی وقت یاد کر لیا تھا۔

سلامی حبا بحبا ارض وسما دیں　　مہ و خورشید پیشانی جھکا دیں

تیرے خدام اے صدر شریعت　　جدھر جائیں فرشتے پر بچھائیں

طالبان علم دین کو جب فرشتے سلام کرتے ہیں تو زمین وآسمان کیوں نہ سلامی دیں، جب فرشتوں کے نورانی پر بچھیں تو چاند اور سورج اپنی پیشانی کیوں نہ جھکائیں، صدر الشریعہ کے خدام کون تھے؟ علم دین حاصل کرنے والے مدرسہ کے طلباء تھے، جن کو زمین وآسمان سلامی دے رہے تھے، چاند وسورج کی پیشانیاں جن کے حضور جھکی ہوئی تھیں۔ وہ جدھر نکل جاتے تھے فرشتے اپنا پر بچھا دیتے تھے، لہذا اے فیض رضا کے کارکنو! ہمدردو! مالی تعاون کرنے والو! زبان سے اسکی تعریف کرنے والو! تم سب بڑے خوش نصیب ہو، اسلئے کہ محمدی مہمانوں کی میزبانی کا حق ادا کر رہے ہو، ان شاء اللہ سب کو فیض رضا کا فیض ملے گا۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

آج آپ نے ایک محمدی فوج کھڑی کر دی ہے، جس کا جواب نہیں، مجھے کہنے دیجئے کہ شیر کا ایک بچہ جنگل کے تمام گیدڑوں پر بھاری ہوتا ہے، ہمیں سیکڑوں گیدڑوں کے ''ہونوا، ہونوا'' کے شور غل کی ضرورت نہیں، شیرانہ گھن گرج کی ضرورت ہے۔

جس کیٹیگیری کی جو چیز ہے اس کو اسی کیٹیگیری اور نمبر پر رکھنا انصاف ہے، فرسٹ کو تھرڈ اور تھرڈ کو فرسٹ بنا دینا ظلم ہے، مومن کا اصل مقصد آخرت کی زندگی کو سنوارنا اور کامیاب بنانا ہے، اور دنیا کی زندگی کو خوشحال بنانا ثانوی درجہ رکھتا ہے، مگر لوگ اول درجے پر اسکور کھے ہوئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مذہبی ایکٹیویٹی کی طرف آدمی اس وقت متوجہ ہوتا ہے، جب دنیا کے کاروبار سے فرصت ملے، یہ ہماری بہت بڑی بھول ہے، کولمبو میں رہ کر اگر آپ آخرت کو سنوارنا چاہتے ہیں تو دولت، ثروت، سیاست، حکومت کے ذریعہ نہیں سنوارا جا سکتا، نہ ہی ووٹ، نوٹ

کی بازیگری مفید ہے، نہ سیاسی لیڈروں کی خوشامدیں، نہ انکے دم کے پیچھے گھومنا کام دے گا، اگر کسی کے پیچھے پیچھے گھومنا ہے تو مہمانان رسول کے پیچھے گھومو، اگر کسی کی خوشامد کرنا پسند ہو تو مہمانان رسول کی خوشامد کرو، کسی کو نوٹ دینا چاہو تو مہمانان رسول کو دو، اگر نہ ختم ہونے والی دولت کمانے کی خواہش ہو تو اپنے بچوں کو دولت علم سے بہرہ ور کرو، یہی آخرت کی کمائی ہے۔

جب آپکے بچے زمین کے اوپر قرآن پڑھیں گے، پڑھائیں گے، علم دین سیکھیں گے سکھائیں گے، نیک عمل کریں گے، کرائیں گے، اور آپ اگر زمین کے نیچے قبروں میں ہوں گے تو اسوقت آپ کو نوری تاج پہنایا جائے گا، جنتی تخت پر بٹھایا جائے گا، عذاب قبر سے بچالیا جائے گا، زمین کے اوپر والے سب دوست اوپر ہی رہ جائیں گے، قبر میں مونس وغمخوار کوئی نہ ہوگا۔ اسلئے وہاں کی راحت وآسائش کی فکر کرتے ہوئے سامان آخرت کا انتظام کرو، اللہ ورسول کے فرمان پر عمل کرو، علم دین سیکھو، سکھاؤ، طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ، ہر مسلمان مرد وعورت پر علم دین کا سیکھنا فرض ہے، اگر تم نے مصطفیٰ پیارے ﷺ کی بات مان لی، تو اس فیض رضا سے رضائے مولیٰ کا فیض ایسا جاری ہوگا کہ کولمبو کا سمندر اسکے مقابل قطرہ نظر آئے گا، رضا کا فیض نکلے گا، فیض رضا سے پھیلے گا، سارے جہاں میں برسے گا۔

انجمن فیض رضا کے اہتمام میں مدرسہ فیض رضا کے قیام اور اسکی کارگزاریوں پر میں آپ لوگوں کو دلی مارکباد دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اسکی علمی بہاروں کو ہمیشہ باقی رکھے، آمین۔ میں نے آپ کو نصیحت کی ہیکہ بد دینوں سے دور رہیں، سادات، علمائ، مشائخ اور حفاظ سے قریب رہیں، بشرطیکہ اہل سنت سے ہوں، انکی برکتوں کو حاصل کرتے رہیں، یہ لوگ جس راستہ سے گزر جاتے ہیں رحمت الٰہی کا رخ ادھر ہو جاتا ہے، قبرستان کی طرف سے گزریں تو عذاب قبر مردوں سے اٹھالیا جاتا ہے، تو بھلا جسکی اولاد عالم دین بن جائے کیا اللہ تعالیٰ اسکے والدین کو عذاب قبر میں مبتلا کرے گا؟

میں دنیاوی تعلیم کا مخالف نہیں ہوں وہ بھی ضروری ہے، ڈاکٹر بنایئے، انجینئر بنایئے،

دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلائیے، سب کچھ بنائیے، مگر ساتھ ہی دیندار بھی بنائیے، کیونکہ مسلمان ہونے کے ناطے یہ بنیادی چیز ہے، دنیا کے ساتھ دین لیکر چلو گے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر جگہ کامیاب رہو گے۔

ہمارے یہاں انڈیا میں چھوٹے بچوں کے لئے نرسری اور کے۔جی۔ کلاسز چلتے ہیں، لوگ اپنے ننھے منے بچوں کو اس میں داخل کروادیتے ہیں، تاکہ بچوں کو ابتداہی سے تعلیمی ماحول میں رہنے کی عادت پڑجائے، ایک دوسال کے بعد بچے آگے کلاس میں جاتے ہیں تو آپ دیکھیں گے ان کے اسکول کے بستوں میں کورس کی کتابوں کا ایک بڑا بوجھ ہوتا ہے، جوان سے سنبھالے نہیں سنبھلتا، بچے کی طاقت سے زیادہ اسکے کمر پر بوجھ لدا ہوا ہوتا ہے، بیگ بنانے والے اسمیں دو بیلٹ لگادیتے ہیں، ایک میں داہنا ہاتھ، دوسرے میں بایاں ہاتھ ڈال کر کندھے پر لٹکادیا جاتا ہے، بستہ کا بوجھ پیٹھ پر ہوتا ہے، وقت سے پہلے منہ دھلائیں گے، بالوں میں کنگھی کریں گے، یونیفارم پہنائیں گے، ماروتی یا ہیروہونڈا پر بٹھا کر اسکو اسکول بالکل ٹائم پر چھوڑ کر آئیں گے، ٹیفن بھی ساتھ ہوگا، ٹھنڈے پانی کی بوتل بھی ہوگی، بچہ پورے انتظام کے ساتھ روزانہ ٹھیک ٹائم پر اسکول بھجوادیا جاتا ہے، یہ ہے دنیاوی تعلیم سے ممی اور ڈیڈی کی دلچسپی، اب یہ بتائیں کہ اسکول کے کورس میں پڑھائی جانے والی کتابیں بچے کی پیٹھ پر لدی ہوتی ہیں، یا آگے سینے سے لگی رہتی ہیں؟ آپ کا جواب یہی ہوگا پیٹھ پیچھے، گویا بچے کی حالت بتارہی ہے کہ بچہ جو علم سیکھنے جارہا ہے وہ پس پشت ڈالنے کے قابل ہے، مگر یہی بچہ صبح کو اٹھتا ہے تو قرآن شریف اپنے سینے سے لگائے ہوئے محلہ کی مسجد یا مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا ہے نہ یونیفارم پہنایا گیا، نہ سنوارا گیا، نہ سجایا گیا، بستر سے اٹھا کر منہ دھلا کر مدرسہ بھیج دیا گیا، مگر اس شان سے کہ علم دین کی کتابیں بچے کے سینے اور کلیجے سے لگی ہوئی ہیں، گویا بچہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ دیکھ لو یہ علم سینے سے لگانے کے قابل ہے۔

لوگوں کو علم دین سے کتنی دلچسپی ہے اسکا اندازہ اس بات سے ہوجاتا ہے کہ جب بچہ مدرسہ

جاتا ہے، ممی نہ اس کو نہلاتی ہیں، نہ سنوارتی ہیں، بستر سے اٹھایا کہ گڈو جلدی اٹھ مدرسہ جا، جلدی جا ورنہ اسکول کا وقت ہو جائے گا، ادھر ڈیڈی مولانا کو تاکید کرتے ہیں کہ ۹ ربجے چھوڑ دیجئے گا تاکہ دس تک اسکول کی تیاری ہو سکے، اگر کبھی بچہ دیر سے آیا تو ڈیڈی کے تیور بدل جاتے ہیں، مولانا کو ڈانٹ سننی پڑتی ہے، مولانا بیچارے آدھا گھنٹہ پڑھانے کے بجائے پندرہ منٹ میں گڈو کو روانہ کر دینے میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں، بھلا اس طرح کیا تعلیم ہوگی، جس طرح اسکول کی تعلیم کی طرف آپ لوگ دھیان دیتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ دینی تعلیم کی طرف دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

آپ حضرات نے اس مبارک اور مقدس علم کے حاصل کرنے اور کرانے کا انتظام فرمایا ہے جو سینوں سے لگایا جاتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ کل قیامت میں رحمت خداوندی آپ لوگوں کو سینے سے لگائے گی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کے طفیل ان حفاظ اور علماء کی شفاعت کے حقدار ہونگے، دعا کرتا ہوں کہ مولائے کریم اپنے محبوب پاک کے صدقے و طفیل اس باغ علم کو سدا بہار رکھے، آمین آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّسْلِیْمُ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

صراط مستقیم

نوٹ:- مورخہ ۲۲ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲ راگست ۲۰۰۲ء بروز جمعہ مبارکہ حضور اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رضوی بانی الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور کے دورۂ کولمبو کے محرک حافظ وقاری الحاج محمد احسان رضوی صاحب پٹیل نے اپنے محترم چچا جناب الحاج عبدالکریم صاحب پٹیل کے مکان پر ایک محفل کا انعقاد کروایا تھا، اس محفل میں مذبذب قسم کے لوگ بھی شریک ہوئے تھے، حضور اشرف العلماء کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور راہ راست پر آگئے، یہ تقریر اصلاحِ عقائد کے حوالے سے بہت پسند کی گئی۔

نورالحسن، کولمبو

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ، صَدَقَ اللهُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ، یَا حَبِیْبَ اللهِ، یَا زِیْنَةَ عَرْشِ اللهِ، یَا عَرُوْسَ مَمْلَکَةِ اللهِ، یَا سِرَاجَ اُفُقِ اللهِ، یَا نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللهِ

مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا　　وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حضرات گرامی! اس شعر میں صراط مستقیم کی تعریف اور ڈیفنیشن بیان کی گئی ہے جس راستہ پر منزل تک پہنچنے کے لئے علامتیں اور نشانیاں ہوتی ہیں، اسپر چلنے والے آسانی کے ساتھ منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ بھٹکنے اور بھولنے کے چانسیس Chances اور امکانات نہیں ہوتے ہیں، بشرطیکہ چلنے

والا ان نشانیوں کو دیکھتے چلے، اگر نشان منزل سے بے پرواہ ہوکر ان سے نظریں پھیر لے گا تو بھٹک جائے گا۔

صراط مستقیم کی نشانیاں کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب قرآن مجید دے گا، صراط مستقیم کی نشانیاں وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل واحسان فرمایا ہے، وہ کون ہیں جن پر خاص انعام ہوا ہے؟ یہ بھی ہم کو معلوم نہیں تھا، خود ہی انعام واکرام کرنے والے رب نے بندوں کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ انعام پانے والے یہ ہیں اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۤءِ وَالصّٰلِحِيْنَ یعنی جن نفوس قدسیہ پر اللہ کا خاص احسان ہوا ہے وہ انبیاء کرام صدیقین عظام، شہداء ذوی الاحترام اور اولیاء انام ہیں، انھیں کا نقش قدم راہِ خدا اور صراطِ مستقیم ہے ان کو نظر محبت وعقیدت سے دیکھتے ہوئے انکے نقش قدم پر چل پڑو اللہ تک رسائی ہو جائے گی، ان کے راستے کے علاوہ جتنے راستے ہیں مغضوبین اور ضالین کے راستے ہیں جو خدا سے دور کر دینے والے ہیں اسلئے فرمایا گیا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، یعنی اے پروردگار ہم کو سیدھا راستہ چلا وہ راستہ جس پر تیرا انعام پانے والے چلے ہیں، غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور ان کے راستے سے بچا جن پر تیرا قہر وغضب نازل ہوا جو گمراہ ہو گئے ہیں۔

حضرات! صراط مستقیم ہی وہ واحد راستہ ہے جو بندوں کو خدا تک پہنچاتا ہے اسکی اہمیت وعظمت پہلے سمجھ لیجئے تب بات بنے گی، ہدایت کی راہیں کھلیں گی اور گمراہیت سے نجات ملیگی۔ قرآن مجید نے علی الاعلان اپنے ایک مقدس نبی کی زبان سے اس بات کی وضاحت کروادی کہ صراط مستقیم ہی اللہ کا راستہ ہے، معرفت الٰہی کے جلوے اسی راہ پر ملیں گے، اور شریعت وطریقت اسی راہ کی توانائیاں ہیں جس کو شریعت وطریقت کی توانائیاں مل گئیں، وہی معرفت وحقیقت کے جلوؤں میں گم ہونے کی ابدی سعادت سے سرفراز ہوگا، قرآن مجید بزبان نبی اعلان فرماتا ہے اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، بیشک میرا پروردگار صراط مستقیم پر ہے، اور دوسری طرف

رب اپنے محبوب کے لئے ارشاد فرماتا ہے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ، اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ، اے سردار! قسم ہے حکمت والے قرآن کی ، بیشک تم معزز رسولوں میں سے صراط مستقیم پر ہو، سبحان اللہ ایک طرف نبی کا اعلان ہو رہا ہیکہ میرا رب صراط مستقیم پر ہے، تو دوسری طرف رب اعلان فرمارہا ہے کہ میرا حبیب صراط مستقیم پر ہے۔

ان دونوں آیتوں سے صراط مستقیم کی عظمت اور اہمیت معلوم ہوگئی ، اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے ماننے والے اور مصطفی کے چاہنے والے اسی مقدس راستے پر چل کر ہی انعامات الٰہیہ اور اکرامات ربانیہ کے حقدار بنتے ہیں، اسلئے ہم کو، آپ کو اور سب مسلمانوں کو حکم ہوا کہ نماز کی ہر رکعت میں یوں دعاء کیا کرو اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ، مولیٰ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔

صراط مستقیم دراصل بڑا صاف ستھرا، اور ہر قسم کی خطرناکیوں سے پاک راستہ ہے، نہ اس میں کسی قسم کا پیچ وخم ہے نہ گمراہی کا کوئی چانس ہے، یہ ایسا ایمانی ہائی وے ہے جو سیدھا جنت تک لے جاتا ہے مگر ایک لفنگے نے اس راہ بے خطر کو پر خطر بنانے کی ناپاک کوشش کی ہے، جب کسی اچھے راستے کے دائیں بائیں کناروں پر راہ مار، رہزن اور لٹیرے آس پاس کی جھاڑیوں میں اور ٹیلوں کی آڑ میں چھپ کر بیٹھ جائیں، مسافروں کو اغوا کر کے لوٹ لیں تو بتائیے ایسی صورت حال میں مسافروں کیلئے کتنے خطروں کا سامنا کرنا پڑے گا، اسی طرح صراط مستقیم کے کناروں پر جگہ جگہ شیطان کا ٹولہ مسلمان کی دولت ایمان کو لوٹنے کے لئے بیٹھا ہوا ہے، ان سے اپنی متاع ایمان کو بچا کر نکل جانا مومن کا ایمانی کمال ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک روز سید عالم ﷺ نے زمین پر ایک سیدھی لکیر بنائی اور اسکے دائیں بائیں بہت سی آڑی لکیریں کھینچیں، پھر فرمایا کہ یہ بیچ والی لکیر صراط مستقیم ہے اور دائیں بائیں والی آڑی لکیریں گمراہی کا راستہ ہے، ہر ایک پر شیطان بیٹھا ہوا ہے تا کہ لوگوں کو گمراہ کرے، اب آیئے میں آپ کو بتادوں کہ صراط مستقیم پر گڑ بڑیشن پھیلانے والا شیطان کس

طرح رہروان صراط مستقیم کو پریشان کرتا رہتا ہے، اور گمراہ کرنے کے لئے کیسی کیسی چکنی چپڑی باتیں بناتا رہتا ہے۔

ہدایت وگمراہی میں امتیاز کرنے اور صراط مستقیم کی اہمیت سمجھنے اور اس راہ پر شیطان کی گمراہ کرنے والی سازشوں کو جاننے کے لئے انسانی وجود کی ابتدائی تاریخوں پر نظر کرنی ہوگی، تاکہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکے۔

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے خلافت الٰہیہ کی ذمہ داریاں ان کے سپرد فرمائے تو فرشتوں کو جمع کر کے اپنی مشیت اور ارادے کا یوں اظہار فرمایا إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، فرشتوں نے جب یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس نئی مخلوق کے پیدا کیئے جانے کی مصلحت کو جاننے کے لئے عرض کیا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ،مولیٰ کیا زمین میں ایسوں کو پیدا فرمائے گا جو زمین میں فساد پھیلائیں گے، خون ریزیاں کریں گے، ایسوں کو خلیفہ بنانے میں کیا مصلحت ہے؟ ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح وتقدیس بیان کرتے ہیں یعنی خلافت کی ذمہ داریاں اگر ہمارے سپرد فرمادے تو ہم اس کو اٹھانے کے لئے تیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ میرے فرشتو! اس میں کیا مصلحت ہے، اس راز کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے، فرشتے فرمان الٰہی سن کر خاموش ہوگئے، دراصل یہی سچی نیازمندی کا تقاضا بھی تھا، غرض آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا، ان کے خاکی پتلے میں روح ڈالی اس طرح انسانی وجود کا نقش اولین اس خاکدان عالم میں ظاہر ہوا، انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کو جو سب سے پہلے نعمت عطا ہوئی وہ علم کی نعمت ہے، وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا. آدم کو تمام چیزوں کے نام کا علم دیا گیا۔

علم، انسان کا جوہر اول اور سب سے بڑا کمال ہے، اس لئے روٹی، بوٹی، کپڑا، مکان

سے پہلے علم کی دولت سے انسان کو نوازا گیا، کیونکہ فضیلت کا مدارِ اول علم اور صرف علم ہے خواہ اولین کا علم ہو یا آخرین کا علم ہو، آدم علیہ السلام کو کل چیزوں کا علم عطا کیا گیا، اس تفصیل کے ساتھ کہ ان کے نام، انکے کام، انکے استعمال کے طریقے، انکی شکل وصورت غرض پوری تفصیلی معلومات علم آدم میں جمع کردی گئی، یہی وہ فضیلت عظمٰی ہے کہ فرشتوں کی نورانی مقدس پیشانیاں علم والے کی بارگاہِ عظمت وکمال میں جھکی نظر آ رہی ہیں۔

یاد رکھیئے! آدم علیہ السلام کو کل چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا تو آدم کے آقا ہمارے مولیٰ سید عالم ﷺ کے علم کی کیا شان ہوگی! ان کو کتنا علم عطا کیا گیا ہوگا! دینے والا جانے، لینے والا جانے، ہم کو یہ حق کسی طرح نہیں پہنچتا کہ کہتے پھریں کہ آپ کو یہ نہیں معلوم تھا، وہ نہیں معلوم تھا، میں پوچھتا ہوں کہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا کہ یہ معلوم نہیں تھا وہ معلوم نہیں تھا، نبی اکرم ﷺ کے فضل وکمال پر اس قسم کی خیال آرائی خطرناک اور غارت گر ایمان ہے، حضور ﷺ فضل وکمال کے سب سے ارفع واعلیٰ مقام پر فائز تھے، اس رفعت وبلندی تک انبیاء ومرسلین اور ملائکہ مقربین میں سے کسی کی رسائی ہوئی اور نہ ہوگی یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے مگر وہابی، نجدی آپ کے فضل وکمال کی کمی کو ثابت کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور یہ گروہ آپ کے ذکرِ خیر کی محفلوں کو بند کرنے کی سعی میں لگا رہتا ہے، پھر بھی امت رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس لئے امام احمد رضا فرماتے ہیں

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے　　پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

یعنی ”ذکر روکے“ میلاد مت کرو، بدعت ہے، ”فضل کاٹے“ نبی کے لئے علم غیب مت مانو، غیر خدا کو علم غیب ماننا شرک ہے، ”نقص کا جویاں رہے“ نبی ہمارے جیسے بشر ہیں، ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں، جس کا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، معاذ اللہ رب العالمین، ان گستاخوں میں تین عیب پائے جاتے ہیں، نمبر ایک حضور ﷺ کے ذکر خیر سے لوگوں کو روکتے ہیں اور کہتے ہیں ”وہ بھی بشر ہیں ان کی تعریف بشر کی سی کرو، سو اس میں بھی کمی کرو“ نمبر ۲ حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے جو

فضائل وکمالات عطا ہوئے ہیں اس میں کٹوتی کرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ ان کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا، کبھی کہتے ہیں شیطان اور ملک الموت کا علم آپکے علم سے زیادہ تھا، کبھی کہتے ہیں کہ آپکے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا، کبھی کہتے ہیں کہ مر کر مٹی میں مل گئے، معاذ اللہ، باوجود اس کے سب سے بڑے مسلمان اور موحد بن رہے ہیں ۔

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی   تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

وہابی کہتا ہے کہ وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ع

''خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا''

اللہ کی عطا سے آپ جنت کے مالک ہیں، کوثر وتسنیم کے مالک ہیں اور ان کی عطا وکرم سے ہم کو جنت ملے گی، وہابی کے مذہب میں جب رسول کسی چیز کے مالک نہیں تو جنت کے بھی مالک نہیں ہوئے، اور ہمارے مسلک میں مالک کل ہیں تو جنت کے بھی مالک ہوئے، اسلئے ہم سرکار سے جنت مانگتے ہیں، ارے ہم کیا صحابی مانگ گئے ہیں حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکار نے فرمایا، سَلْنِیْ مَا شِئْتَ، ربیعہ مجھ سے مانگ لے جو چاہے، ربیعہ نے دریا کرم جوش میں دیکھ کر عرض کی اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ، یارسول اللہ ﷺ جنت میں آپکی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں جنت میں اپنا سنگ عطا فرما دیجئے۔ پس حضور نے ان کی یہ مراد پوری فرمادی۔

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مصطفیٰ ﷺ کو مالک کونین بنایا ہے، کونین کی نعمتوں میں سے جو مانگنا ہے مانگ لو، جنت مانگنی ہے، جنت مانگو، عزت مانگنی ہے عزت مانگو، دولت مانگنی ہے دولت مانگو، علم مانگو، فضل مانگو، ارے اللہ کو مانگو جو مانگو گے تمہارے ظرف کے مطابق ملے گا۔ ؎

سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے   مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

اس لئے اہل سنت اپنے سرکار سے مانگتے ہیں کیونکہ انعامات خداوندی کا بٹوارہ اسی

سرکار عالی سے ہوتا ہے إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي ، میں بانٹنے والا ہوں اللہ دینے والا ہے، ہمارے آقا سرکار کا خزانہ خالی نہیں ہے بھرا ہوا ہے، انکے چاہنے والے اللہ نے ان کو خیر کثیر کا مالک بنایا ہے، إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اسلئے ہم ان سے مانگتے ہیں۔

حضرات! جو بیٹا جانتا ہے کہ میرا باپ پھٹیچر ہے، مفلس وقلاش ہے، ایک نیا پیسہ اس کے پاس نہیں مجبور، بے بس کسی چیز کا مالک نہیں، ایسے باپ سے بیٹا کس منہ سے مانگے گا؟ نہ خود مانگے گا اور نہ کسی دوسرے کو مانگنے دیگا برخلاف اس کے جس کو علم ویقین ہے کہ میرے والد ماجد کا خزانہ بھرا ہوا ہے، لاکھوں روپے جیب میں پڑے رہتے ہیں، اور مانگنے والے کو خوب نوازتے ہیں، تو بیٹا جب اور جتنی ضرورت ہوگی اپنے سخی باپ سے مانگ لے گا، اور دوسرے محتاجوں کو بھی بتائے گا کہ جاؤ جو مانگنا ہے، مانگو اپنی مراد پاؤ گے سچ ہے یہ بھی اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ جس کو سرکار کے خزانے کے بھرے ہونے کا یقین ہے، وہ ان سے مانگتا ہے اور مانگے گا۔

حضرات! بات یہ چل رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا، چونکہ فرشتے خلافت الٰہی کے خواہش مند تھے، ان کی آرزو تھی کہ خلافت کا تاج ہمارے سروں پر رکھ دیا جائے مگر اللہ کی مشیت کچھ اور تھی جب خلافت کے دو امیدوار ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بتانے کے لئے کہ خلافت کا زیادہ حقدار کون ہے دونوں امیدواروں سے انٹرویو Interview لیا تاکہ آج ہی تاریخ انسانی میں سیلکشن Selection اور الیکشن Election کا جمہوری نظام قائم ہو جائے جمہوریت کا یہ اعلیٰ نظام اسلام کی دین ہے، اور بوگس لچر پوچ جمہوریت جو آج کل رائج ہے یہ عیار ذہنوں کی پیداوار ہے۔

ہاں تو کہنا یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر فرشتوں اور آدم علیہ السلام کو اکٹھا جمع فرمایا ایک طرف فرشتے اور دوسری طرف تاجدار علم وحکمت سیدنا آدم علیہ السلام کھڑے ہیں دونوں کی معلومات عامہ جنرل نالج General Knowledge کا امتحان ہونے والا ہے، جب کہ

اللہ تعالیٰ کو اس امتحان کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ سب کچھ جانتا ہے اس کا علم ازلی اور ابدی ہے ایسا کرنا محض بندوں کی تعلیم کیلئے تھا، اب امتحان شروع ہے، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ پھر اللہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش فرمایا، جو چیزیں ابھی پیدا نہیں ہوئی تھیں، انکی ایجادات بعد میں ہونے والی تھیں ان کا تمثیلی ماڈل بھی پیش فرمایا، ٹینک، میزائیل، راڈار، وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب چیزوں کے ماڈل بنا کر رکھ دیئے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اسکی شان ہے، پھر فرشتوں سے فرمایا، اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، یعنی اے فرشتو! اگر تمہارا یہ خیال درست ہے کہ خلافت کی ذمہ داریاں تم سنبھال سکتے ہو تو ان تمام چیزوں کے نام بتاؤ، یہ کیا ہیں، ان کے نام کیا ہیں، یہ سن کر اور بھانت بھانت کے نئے نئے ماڈل کو دیکھ کر فرشتے حیرت زدہ رہ گئے اور نیازمندانہ بول اٹھے سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اے اللہ تیری ذات پاک ہے ہمیں ان چیزوں کا علم نہیں کہ ان کے نام اور کام کیا ہیں، ہمیں تو اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے عطا فرمایا ہے، مولیٰ! تو ہی علم وحکمت والا ہے، جس کو تو چاہے خلیفہ بنا ہمیں کوئی عذر نہیں، ہم ماننے کے لئے تیار ہیں، سب نے اقرار کرلیا کہ ہمیں ان چیزوں کا علم نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ منصب خلافت کے موزوں امیدوار کے لئے جتنے علم وآگہی کی ضرورت ہے وہ فرشتوں کو حاصل نہیں، اسلئے اب آدم علیہ السلام سے سوال ہوتا ہے قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فرمایا آدم! ان چیزوں کے ناموں اور پوشیدہ احوال کے بارے میں فرشتوں کو بتاؤ، حکم الٰہی سنتے ہی آپ نے تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے نام اور کام بتا دیئے یہ پیالہ ہے، یہ پیالی ہے، یہ سوئی ہے، یہ سوا ہے، یہ جمبو ہے، یہ بوئینگ ہے، یہ میزائیل ہے، یہ راڈار ہے، نہ کہیں رکے، نہ جھجکے، فرفر سب کچھ بتا دیا فرشتے اس علم والے کی علمی تحقیقات پر خوش ہوئے اور اپنی معلومات کے خزانہ کو مالامال کرلیا، اور تاجدار علم وحکمت سیدنا آدم علیہ السلام کے بحر بیکراں سے خوب خوب سیراب ہوئے فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا

تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ جب آدم نے سب چیزوں کے نام بتادیئے تو اللہ نے فرمایا، اے فرشتو! میں نے تم سے کہا نہیں تھا؟ کہ زمین وآسمان کی تمام ڈھکی چھپی چیزوں کو جانتا ہوں، دل میں جو کچھ چھپا رکھا ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور جس کا اظہار کر رہے ہو اس کو بھی جانتا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

فرشتوں نے سیدنا آدم علیہ السلام کی وسعت علم کو دیکھا، اپنے رب کا ارشاد سنا خاموش رہے، سر نیاز جھکا دیا، نہ کچھ اعتراض کیا، نہ اہل علم کے سامنے سرکشی کی، انٹرویو ختم ہوگیا، معاملہ طے ہوگیا، آدم علیہ السلام سلیکٹ Select کر لئے گئے، تخت خلافت پر بٹھا دیا گیا، اعزاز و کرامت کا تاج سرانور پر سجا دیا گیا، سبحان اللہ علم اور اہل علم کی کیا شان ہے، اب اس نوری اجلاس اور خدائی پارلیمنٹ میں ایک دوسرا آرڈیننس جاری کیا جارہا ہے، جہاں سب کے سب موحد تھے ایک اللہ کو ماننے والے تھے توحید کے چرچے تھے صرف ایک معبود کے سامنے سر جھکتے تھے، غیر اللہ کے آگے کسی کی بھی پیشانی نہیں جھکی تھی ایسے مقدس ماحول میں حکم الٰہی کا آوازہ گونجا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ. فرشتو آدم کی تعظیم کے لئے سجدہ کرو، اللہ اللہ! کیا منظر ہوگا کہ آدم خاکی کے حضور عالم نور کی پیشانیاں بہر سجود جھکی ہوئی تھیں سچ ہے۔ ع

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

جس کو جب چاہے، جہاں چاہے، جدھر چاہے جھکائے، اور جس کو چاہے نہ جھکائے، جبرئیل جھک گئے، میکائیل جھک گئے، اسرافیل جھک گئے، عزرائیل جھک گئے، عام خاص سب جھک گئے کسی نے قیل وقال کی جرأت نہیں کی، یہ نہیں کہا کہ مولیٰ! ہم نور سے پیدا کئے گئے ہیں آدم مٹی سے بنے ہیں، اس لئے ہم بہتر ہیں مٹی سے بننے والا کمتر ہے افضل مفضول کے آگے کیونکر جھک سکتا ہے، رب کا حکم سنتے ہی سب نے سر نیاز جھکا دیا، کسی میں سرتابی کی مجال نہ ہوئی فَسَجَدُوْا سب نے سجدہ کیا، اور اللہ کے انعام کے حقدار بن گئے۔

حضرات گرامی! اس جگہ چند مفید نکات کی طرف آپکے ذہن کو پھیرنا چاہتا ہوں پھر اصل مضمون کو بیان کروں گا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ 'مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ، عربی زبان میں خبر، نبأ، اسی طرح اخبار اور انباء دونوں کے معنے خبر دینا ہے، مگر دونوں میں فرق ہے، وہ فرق یہ ہے کہ خبر عام ہے خواہ پوشیدہ اَن دیکھی چیزوں کے بارے میں ہو یا ظاہر اور کھلی چیزوں کی خبر ہو، مگر نبأ اور انبأ پوشیدہ اور غیبی چیزوں کے احوال کی خبر دینے کو کہتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ جس خبر کا تعلق غیب اور پوشیدہ باتوں سے ہے اسکو "نبأ، یا، أنبأ" سے تعبیر کریں گے، جیسے قرآن میں ہے ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ یہ غیب کی خبریں ہیں، قیامت اور احوال قیامت کا تعلق غیب سے ہے، اسکے بارے میں کفار مکہ آپس میں پوچھ گچھ کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ، یہ لوگ کس بڑی خبر کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں قرآن میں جہاں جہاں غیبی خبر کا ذکر ہے وہاں یہی لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ان باتوں اور چیزوں کے بارے میں سوال فرمایا تھا جو فرشتوں کے علم میں نہیں تھیں، ان چیزوں کے احوال ان سے پوشیدہ تھے، اگر غیر اللہ کو غیبی خبروں کا علم نہ ہوتا تو پھر فرشتوں سے اسکا مطالبہ درست نہ ہوتا دوسری بات یہ ہے کہ فرشتوں سے فرمایا کہ أَنْبِئُونِي مجھے بتاؤ، تو کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں تھا کہ فرشتوں سے کہہ رہا ہے کہ مجھے بتاؤ، اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی سے کسی کا کچھ پوچھنا پوچھنے والے کی بے علمی کی دلیل نہیں، سوال کرنے کی بہت سی حکمتیں ہیں، وہابی اس نکتہ کو نہیں جانتا، اسلئے جب حدیث میں پڑھتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فلاں سے فلاں بات دریافت فرمائی تو کہہ اٹھتا ہے کہ نبی کو وہ بات معلوم نہیں تھی اگر معلوم ہوتی تو پوچھتے کیوں، کیا یہ بدنصیب اللہ کے بارے میں بھی یہی کہے گا، حضرت موسیٰ کوہ طور پر حاضر ہوئے انکے ہاتھ میں لاٹھی تھی، اللہ جانتا تھا کہ موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہے، پھر بھی پوچھتا ہے وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ یہ

سوال بھی ایک حکمت کے تحت تھا، یہ سوال اس لئے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے عصاء مبارک کی معجزانہ کارکردگی اور صلاحیت کو ظاہر کردیا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ فرشتوں سے فرمایا مجھے بتاؤ، اور آدم علیہ السلام کی جب باری آئی تو فرمایا فرشتوں کو ان چیزوں کے نام اور پوشیدہ حالات بتاؤ، اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کو غیب کی باتوں کا علم تھا جبھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا أنبئهم، ان فرشتوں کو ان اشیاء کے غیبی اور پوشیدہ حالات سے باخبر کرو، اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ اول، نبی اول، انسان اول کو ابتداء آفرینش سے ہی محرم اسرار غیب بنایا گیا تھا نبی کی غیب دانی بعطائے الٰہی سے انکار ضلالت و گمراہی ہے، اور بعطائے الٰہی انبیاء کو غیب ماننے کو شرک بتانا گمراہی سے بھی بڑا جرم ہے۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو جب تمام چیزوں کے نام بتائے اور فرشتوں نے آدم سے سن کر ان کو یاد کیا تو ان کے علم میں اضافہ ہوا لہذا اس طرح آدم علیہ السلام کا فرشتوں پر علمی احسان بھی ہوا آدم استاذ ملائکہ بھی ہوئے اور فرشتے آدم علیہ السلام کے دبستان علم کے خوشہ چین ہوئے اسلئے شاگردوں سے استاذ کی تعظیم کروائی گئی، لہذا ماننا پڑے گا کہ علم کا مقام بہت اونچا ہے، تخلیقی مادے اور خاندانی شرافت سب اسکے بعد کے درجے ہیں، علم اگر شیخ، انصاری، منصوری میں ہے تو اونچے خاندان کے وہ افراد جو علم میں کم درجہ رکھتے ہیں علم والے کی تعظیم ان پر واجب ہے، اور اُسکے سامنے سرکشی اور نخوت و غرور سے پیش آنا سخت محرومی اور بدبختی ہے۔

شیطان نیچ اونچ اور بہتر و کمتر کی بھول بھلیوں میں مردود بارگاہ ہو گیا اور آدم علیہ السلام کو علم و خلافت سے سرفراز فرما کر نشان ہدایت اور معیار حق بنا دیا گیا اس سے پہلے صرف اللہ کی وحدانیت کو ماننا حقانیت کی دلیل تھی، اب جب کہ آدم من جانب اللہ نشان ہدایت اور معیار حق قرار پائے تو وحدانیت کے ساتھ ان کو ماننا ان کی تعظیم بجالانا حق و صداقت کی دلیل بن گئی اسی لئے ''خدا کو مانو اوروں کا ماننا محض خبط ہے'' ابلیس کی بولی بولنا ابلیسی عقیدہ اور خیال ہے، اللہ

تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے مجھ کو مانو اور میرے محبوب کو بھی مانو، میری عظمت کو تسلیم کرو اور میرے محبوبوں کی بھی تعظیم کرو تب میری بارگاہ میں اعزاز و اکرام سے سرفراز کئے جاؤ گے۔

آمدم برسر مطلب، جب تمام فرشتے عظمت آدم کے حضور سجدے میں بہر تعظیم چلے گئے، ایسی حالت میں ایک دھندھو کڑا خبیث النفس وجود کھڑا کا کھڑا رہا، سر نیاز جھکانے کے لئے تیار نہ ہوا، اس نے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف دیکھا سب جھکے ہوئے ہیں ایک بھی ہم نوا ساتھی نظر نہ آیا، پھر بھی بے غیرت کو غیرت نہیں آئی بلکہ اس خاکی علم والے کی عظمت و عزت کو دیکھ کر جل بھن گیا، آدم کی تعظیم کا انکار کر دیا اور اپنے آپ کو آدم سے بڑا سمجھ بیٹھا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ سوائے ابلیس کے سب جھک گئے، ابلیس نے انکار کر دیا، اور اپنی بڑائی چاہی، اکڑ گیا، اور کافر ہو گیا۔

اللہ علیم و خبیر سب کچھ جانتا ہے، وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ابلیس نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا باوجود اسکے پوچھتا ہے کہ بتا تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تا کہ سب کو معلوم ہو جائے کہ نبی کی تعظیم سے انکار کی وجہ کیا ہے اور شیطان کا عقیدہ کیا ہے؟، شیطان نے جواب دیا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ میں آدم سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے جو لطیف اور بلند درجہ ہے پیدا کیا ہے اور آدم کو کثیف مٹی سے پیدا کیا جو کم درجہ چیز ہے، شیطان نے سجدہ نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی کہ آدم بشر ہیں اور میں بشر کو سجدہ نہیں کر سکتا لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ میں بشر کو سجدہ نہیں کرونگا، شیطان نے سجدہ تعظیمی سے انکار کی تین وجہیں ظاہر کیں، پہلی بات یہ بتائی کہ میں آدم سے بہتر ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کا عقیدہ یہ تھا کہ غیر نبی، نبی سے بہتر ہو سکتا ہے، حالانکہ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ جو نبی نہیں وہ نبی سے ہرگز بڑھ نہیں سکتا جو ایسا عقیدہ رکھے کہ بڑھ سکتا ہے شیطان اور گمراہ ہے، دوسری بات یہ کہی کہ آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعی حضرت آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے بلاشبہ حضرت آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے، مگر شیطان نے یہ بات بطور تخفیف و تضحیک

کہی یعنی حضرت آدم کی حیثیت کو کم بتانے اور آپ کی ہنسی اڑانے کے لئے کہی، ایسا کرنا یقینا خلاف ادب اور کھلی ہوئی گستاخی ہے، اس طرح صحیح بات کو استخفاف کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے کہنا کفر ہے، تیسری بات یہ کہی کہ میں بشر کو سجدہ نہیں کروں گا، گویا شیطان کے عقیدے میں نبی کی بشریت عام بشریت کی طرح ہے اسلئے اس نے توہین کی نیت سے اس لفظ کا استعمال کیا ہے جب کہ انبیاء کرام بشر ہی ہوتے ہیں۔

اگر آپ حضرات سنجیدگی سے غور کریں گے تو صاف معلوم ہوگا کہ آج کل کے گمراہ نجدی وہابی دیوبندی اور تبلیغی حضرات بھی حضور اکرم ﷺ کیلیے اس قسم کے الفاظ بلا تکلف بولتے اور لکھتے رہتے ہیں، مثلاً حضور اکرم سید عالم ﷺ کیلیے صاحب تقویت الایمان والے نے لکھا وہ بھی ایک بشر ہیں انکی تعریف بشر کی سی کرنی چاہیئے دوسری جگہ لکھا وہ ہمارے جیسے بشر ہیں، صاحب تحذیر الناس مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے لکھا بسا اوقات امتی عمل میں نبی کے مساوی (برابر) بلکہ بڑھ جاتا ہے۔

شیطان نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کو مٹی سے ملا کر توہین کی اور مولوی اسماعیل دہلوی نے سید عالم ﷺ کی تدفین کو مٹی سے ملا کر توہین کی۔ تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ نبی بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں، بعد میں آنے والے گستاخان رسول اپنے پیش رو گستاخ اول ابلیس سے بہت کچھ سیکھ کر یہ سب ڈائیلاگ بولتے اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں، آپ دیکھیں نئے اور پرانے دونوں گستاخوں کی بولی میں کتنی یکسانیت اور موافقت ہے بس زمانے کا فرق ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام بلاشبہ بشر تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بشر ہی پیدا کیا اور بشر ہی فرمایا إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا باوجود اس کے اسی لفظ بشر کو انبیاء کے حق میں ہلکا سمجھ کر بولنا شیطنت ٹھہرایا پھر شیطان کا اپنی خباثت کو درست بتانے کے لئے قرآن کی آیت کا سہارا لینا اس سے بڑی خباثت ہے، اسی طرح جو حضور اکرم سید عالم ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہے، اور اپنی خباثت کو ثابت کرنے

کے لئے آیت قرآنیہ کو دلیل میں پیش کرے کہ اللہ صاحب نے قرآن میں فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، اے نبی کہہ دیجئے کہ میں تمہارے مثل بشر ہوں، یادرکھو اس طرح سے ان کا جذبۂ عناد ایمان واسلام میں تبدیل نہیں ہوسکتا، بات کتنی ہی سچی ہو مگر توہین کی نیت سے کہنی بہر حال توہین ہے ماں کو باپ کی جورو کہہ کر پکاروگے، تو کوئی مہذب شریف ماں باپ اور سننے والا اسکو برداشت نہیں کرے گا، شیطان نے اپنے بعد میں آنے والے گستاخوں کو انبیاء واولیاء کی شان میں گستاخی کرنے کا ڈھنگ اور گُر سکھادیا ہے، وہ لوگ اسی کے نقش قدم پر ہیں، خباثت نفس کے زیر اثر انبیاء واولیاء کی شان گھٹانے کے لئے بولیاں بولتے ہیں اور جب اس پر گرفت ہوتی ہے تو قرآن سے دلیل پیش کرتے ہیں، تاکہ استاد شیطان بھی خوش رہے اور مسلمان بھی خاموش ہوجائیں ''چت بھی میری پٹ بھی میری'' یہ ہے ان کا مذہب۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

مولوی قاسم صاحب نے تحذیر الناس میں جو لکھا ہے کہ نبی علم میں امتی سے ممتاز ہوتا ہے، یعنی زیادہ ہوتا ہے رہا عمل تو عمل میں کبھی امتی نبی کے برابر ہوجاتا ہے بلکہ بسا اوقات امتی نبی سے بڑھ جاتا ہے، وہی شیطانی راگ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ، کا ترجمہ ہے، یہاں بھی شیطان نے علم میں بڑھنے کا دعویٰ نہیں کیا ہے کیونکہ جب فرشتوں سے جس میں یہ ابلیس بھی شامل تھا، علمی مقابلہ ہوا تو اس مقابلہ میں یہ ہار گیا تھا، آدم کے علم سے آگے بڑھ نہ سکا، اب رہا عمل تو اس کو عملی غرور نے ابھارا کہ ہزاروں لاکھوں سال سے عبادت کرتا ہے، آسمان وزمین میں ایک بالشت جگہ باقی نہیں رہی جہاں سجدہ نہ کیا ہو، آدم تو ابھی پیدا کئے گئے ہیں، انکا دامن وجود عمل سے خالی ہے بس اچھل پڑا کہ میں تو آدم سے علم میں نہ بڑھ سکا رہا عمل تو عمل میں بڑھا ہوا ہوں، بتایئے دونوں میں کتنی موافقت ہے اب بتایئے کیا کوئی مسلمان شیطانی بولی بولنے والے کی جماعت میں شامل ہو کر ان کی ہمنوائی کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

شیطان نے آدم کی تخلیق کو دیکھا مٹی سے ہوئی ہے، اچھل پڑا کہ آدم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں میں ان کی تعظیم کیوں کروں اور گستاخان رسول نے انبیاء کی تدفین کو دیکھا زمین میں مدفون ہوئے بول پڑے وہ بھی مر کر مٹی میں مل گئے ان کی تعظیم کیوں کی جائے، معاذ اللہ، پہلے والے نے تخلیق کو مٹی سے ملا کر توہین کی اور بعد والوں نے تدفین کو مٹی سے ملا کر جذبۂ عناد کو تسکین دی، دونوں کی بولی ایک سی ہے، صرف اپنے اپنے مشاہدہ کا فرق ہے، جس نے تخلیق دیکھی تخلیق کہا، اور جس نے تدفین دیکھی اس نے تدفین کا لفظ استعمال کیا اس مٹی نے دونوں کو مٹی میں ملا دیا، دوستو! ان سے دور بھاگو ورنہ تم بھی مٹی میں مل جاؤ گے۔

اب آیئے جو بات کہنے جا رہا تھا وہ یہ ہے کہ شیطان کس طرح گمراہ ہوا ہے، نبی کی تعظیم سے انکار کر کے گمراہ ہوا ہے، نبی کو معمولی بشر سمجھ کر گمراہ ہوا ہے، نبی سے اپنے کو بڑھا ہوا جان کر گمراہ ہوا ہے، شیطان کی یہ تینوں باتیں خطرناک اور غارت گر ایمان ثابت ہوئیں، کہ جنت کی امامت سے برخواست کر دیا گیا جنت کی ریاست اور سرداری چھین لی گئی، اس پر کفر کا حکم لگا دیا گیا، اس کے جہنمی ہونے کا اعلان کر دیا گیا، اس طرح کہ اب جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو کر اسی کی رسی میں گرفتار ہو جائے گا مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ جنت کے اس باغ و بہار سے جہاں معلم الملکوت بن کر گل چھرے اڑا رہا تھا، نور کے جھولے پر جھول رہا تھا، جنت کی کیاریوں میں اہلے گہلے گھوم رہا تھا، ان سب سے یک لخت محروم کر کے جنت سے ذلیل کر کے نکال دیا گیا اُخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا مرانده اور ذلیل ہو کر جنت سے نکل جا۔

آپ لوگ کچھ سمجھے؟ کتنا ہی بڑا امام ہو، کتنا ہی بڑا مولانا ہو، جب رسول کی گستاخی اس سے ظاہر ہو جائے یا گستاخوں کے ساتھ سانٹھ گانٹھ معلوم ہو جائے تو جائز نہیں کہ اس کو اللہ کے پاک گھر میں ایک لمحہ کیلئے رکھا جائے، اسی وقت کان پکڑ کر نکال دیا جائے۔ اُخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا چل مردود نکل جا یہاں سے یہی رب کی سنت ہے۔ متولیان مسجد اور ٹرسٹیان ادارہ اس سے سبق حاصل کریں،

گستاخان رسول کو امام بنانا تو درکنار انہیں مسجد میں ٹھہرنے بھی نہ دیں، تم کو متولی اسلئے بنایا گیا کہ اللہ کے پاک گھر کو ظاہری اور باطنی ہر قسم کی گندگی سے پاک وصاف رکھو، مسجد کا انتظام تمہارے ہاتھ میں اس لئے نہیں دیا گیا ہے کہ جماعت والوں، گستاخوں کو بلا بلا کر مسجد میں گھساؤ، سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو جب کعبہ کی تولیت کا منصب دیا جارہا تھا اس وقت ان سے وعدہ لیا گیا وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ہم نے ابراہیم واسماعیل سے عہد لیا کہ وہ میرے گھر کو ہر طرح پاک رکھیں طواف، اعتکاف اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے، اگر کوئی متولی ناپاکوں کو آنے کی اجازت دیتا ہے تو اسے تولیت سے معزول کردینا واجب ہے۔

آج مصیبت یہ بھی ہے کہ اگر متولی صاحب ایسے امام کو نکالنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف مقتدیوں میں کچھ حمایتی بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں متولی صاحب اس امام کو مت ہٹائیے آواز بڑی پیاری ہے، بہت نیک ہے، وقت کا پابند ہے، بڑا سیدھا سادہ ہے، نہ کسی کے لینے میں نہ دینے میں اپنے کام سے کام رکھتا ہے، اسی کو رہنے دیجئے، مت نکالیئے، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا جب معلم الملکوت کو، جنت سے نکالا جارہا تھا تو کسی فرشتے نے کہا تھا کہ مولیٰ اس کو مت نکال، بہت پرانا ہے، ہزاروں سال سے خدمت انجام دے رہا ہے، اکیلا ہے، اس کا اور کوئی نہیں کسی نے بھی کوئی ہمدردی نہیں کی، بلکہ شہاب ثاقب کا کوڑا لیکر اس کو باہر نکالا کیونکہ جو آدم کا دشمن ہے اللہ کا دشمن ہے اور جنت اللہ ورسول کے دشمنوں کے لئے نہیں، دوستوں کے لئے بنی ہے۔ ع ”تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو“

شیطان چاہتا تو اپنی غلطی پر نادم ہو کر توبہ کرلیتا، آدم علیہ السلام کے سامنے جھک کر تعظیم بجالاتا معافی مانگتا، ذلت ومحرومی سے بچ جاتا، گئی ہوئی عزت پھر مل جاتی، مگر اسکو توبہ کی توفیق نہیں ہوئی، سچ ہے مشرک کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے، مگر نبی کے گستاخ کو توبہ نصیب نہیں ہوتی، ایسوں ہی کیلئے قرآن فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ اللہ تعالیٰ ایسے مردودوں کو کبھی ہدایت نہیں

دیتا ہے اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ سنی تو وہابی بن جاتا ہے لیکن کوئی وہابی گستاخ رسول سنی نہیں بنتا کیونکہ اس کو توبہ کی توفیق ملتی ہی نہیں۔

بہرحال، جب شیطان کو جنت سے نکالا گیا تو بجائے توبہ کرنے کے لمبی زندگی حاصل کرنے کیلئے آخری درخواست Last Application For Long Life، خدائی کاؤنٹر پر پیش کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے قیامت تک مہلت دی جائے، میں کچھ بھی کروں موت نہ آئے اللہ نے اسکی درخواست منظور فرمائی اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ جا قیامت تک کیلئے ہم نے تجھے مہلت دی، بس یہ سن کر خوش ہو گیا کیونکہ رب کے حکم میں ہیر پھیر نہیں ہو سکتی، شیطان بھی جانتا تھا کہ اللہ جھوٹ نہیں بول سکتا، اس کو یقین ہو گیا کہ میں قیامت سے پہلے نہیں مر سکتا مگر آج کل کے وہابی اس سے بھی چار ہاتھ آگے نظر آتے ہیں کہتے ہیں کہ اللہ جھوٹ بول سکتا، کسی نے سچ کہا "گرو گڑ رہ گیا چیلے شکر بن گئے"۔

ہاں جب شیطان کو یقین ہو گیا میں کچھ بھی کروں لوگوں کو لڑاؤں، گمراہ کروں، الٹے سیدھے دھندے کروں مجھے موت آئے گی نہیں، نہ کوئی مجھے مار سکتا ہے، نہ لاٹھی سے نہ ڈنڈے سے، نہ بندوق سے نہ ریوالور سے، نہ گولے سے نہ بارود سے، اور نہ عملیات سے کیونکہ قیامت تک جینے کا چانس مل گیا ہے، تو اب بڑی ڈھٹائی سے اللہ کو چیلنج کرتے ہوئے اپنی گمراہ کن پلاننگ کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ اے اللہ آدم کی اولاد کو صراط مستقیم سے ہٹانے اور بہکانے کیلئے میں صراط مستقیم ہی پر بیٹھونگا، اللہ، اللہ، جس پر احکم الحاکمین نے کافر قطعی اور جہنمی ہونے کا حکم لگایا، جنت سے ذلیل کر کے نکالا گیا، فرشتوں نے لعنت کا کوڑا لیکر جس کو بھگایا، ایسا، پیور کافر، اور کٹر لفنگا، کس جرأت اور ڈھٹائی سے سینہ تان کر انسان سے نہیں، فرشتوں سے نہیں، اللہ واحد قہار سے کہہ رہا ہے کہ تیرے بندوں کو بہکانے کیلئے ادھر ادھر پگڈنڈیوں پر نہیں بلکہ تیرے ہی راستے پر بیٹھونگا، لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو بہکانے کیلئے شیطان چوٹی دھوتی میں نہیں آئے گا، گھنٹے اور سنکھ بجاتے ہوئے نہیں آئے گا، ہاتھ میں صلیبی نشان لیکر نہیں آئے گا، بلکہ صراط مستقیم پر چلنے والوں کا روپ دھارن کر کے آئے گا، قرآن وحدیث پڑھتے ہوئے آئے گا، داڑھی، کرتہ اور اونچا پائجامہ پہن کر آئے گا نماز پڑھے گا، روزہ رکھے گا، اچھی اچھی باتیں کرے گا، غرض صراط مستقیم والوں کا کریکٹر اپنالے گا، تاکہ کسی کو پتا نہ چلے کہ یہ ذات شریف کون ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے اس پار والا ہے یا اُس پار والا ہے کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا اس طرح صراط مستقیم پر چلنے والوں کو گمراہ کر دے گا، حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ -

ابھی آپ نے سنا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے زمین پر ایک سیدھی لکیر بنائی اور اس کے دائیں بائیں آڑی لکیریں بنائیں، اور فرمایا کہ یہ بیچ والی لکیر صراط مستقیم ہے اور آڑی لکیریں شیطانی راستے ہیں ان راستوں پر بیٹھ کر صراط مستقیم پر چلنے والوں کو شیطان بلائیگا ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف خیالات ونظریات بٹھائیگا، کبھی وسوسہ ڈالیگا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا جیسا بشر کہنے میں کوئی حرج نہیں قرآن میں خود آیا ہے کہ اے رسول کہد و کہ میں تمہارے مثل بشر ہوں، جب قرآن میں ہے تو اسکو ماننے میں کیا برائی ہے قرآن میں غلط بات تو کہی نہیں گئی ہے، کبھی اس طرح پٹی پڑھائے گا، کہ دیکھو حضور کی عمر ترسٹھ سال تھی، چالیس سال کی عمر میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا، ۱۳ رسال مکہ میں اعلان نبوت کے بعد قیام پذیر رہے نبوت کے بارہویں سال نماز کا حکم ملا پھر آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ دس سال کا عرصہ وہاں گذرا اس طرح آپ نے ۱۱ رسال نمازیں پڑھیں اور آپ کے ہزاروں لاکھوں امتی ہیں جنھوں نے ۲۰ رسال ۳۰ رسال ۵۰ رسال اور ۸۰ رسال تک نمازیں پڑھی ہیں بلکہ اس سے زیادہ مدت تک نمازیں پڑھتے رہے ہیں اس طرح امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے، مردود نے دور کی کوڑی پھینکی ہے جو پڑھے لکھے بیوقوف ہیں وہ سر ہلا کر کہتے ہیں استاد کی بات بالکل صحیح ہے،

ان بیوقوفوں کو معلوم نہیں نبی تو اس وقت سے نبی ہیں جب ابھی آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، حضور سید عالم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ آدم کی پیدائش سے پہلے ہی میں منصب نبوت پر فائز تھا، اور فرماتے ہیں عرش کے نیچے نور کی قندیل میں میرا نور تھا اور میرا نور اپنے رب کی تسبیح وتہلیل کرتا رہا سبحان اللہ سبحان اللہ بھلا حضور کے عمل سے کوئی بڑھ کیسے سکتا ہے! غرض کہ صراط مستقیم پر بیٹھ کر شیطان اپنا مشن جاری رکھے ہوئے ہے جو خوش نصیب ہے بچ گیا اور جو بد نصیب ہے اس کے جال میں پھنس گیا اوندھے منہ جہنم میں گر پڑا۔

شیطان صراط مستقیم پر کیوں بیٹھے گا اس لئے کہ شکار اسی راستہ پر ملے گا، رب کی تلاش کرنے والا مصطفیٰ کا چاہنے والا صراط مستقیم پر ہی ملے گا، خدا کا راستہ یہی ہے اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور محبوب کا راستہ بھی یہی ہے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، اور اللہ کا انعام پانے والے حضرات صدیقین، شہداء اور صالحین سب اسی راستہ پر ہیں، لھذا مسلمان بھی اسی راستہ پر چلے گا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ "مولیٰ! ہم کو صراط مستقیم پر چلا، اور شیطان کا مقصد صراط مستقیم والوں کو بہکانا ہے، جو بھکے ہوئے ہیں ان کی طرف سے تو وہ مطمئن ہے، ان کے پاس ٹائم ویسٹ کرنے کیوں جائے، پڑھا لکھا شخص ہے، اسکو اپنے کام سے مطلب ہے، وہ گرجا گھروں اور مندروں میں نہیں جائیگا بہکانے کے لئے مسجدوں میں گھسے گا، مسلمانوں کی محفلوں میں آئے گا، اہل ایمان کے محلوں میں گشت کرے گا، کیونکہ اس نے اپنی گمراہ کرنے والی پالیسی کو کلیئر Clear کر دیا ہے، لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ "لوگوں کو بہکانے کیلئے اللہ کی راہ صراط مستقیم ہی پر بیٹھے گا، شیطان اپنے کو شیطان کہہ کر مسلمانوں میں نہیں آئے گا، مسلمان بن کر امیر بن کر یا حجرت جی بن کر آئے گا، آج اسی لئے شیطانی مصیبت کے دن ہم کو دیکھنے پڑ رہے ہیں اس لئے علماء اہل سنت چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں مسلمانو! ہوشیار، ساودھان، ظاہری روپ دھارن دیکھ کر شیطان کے چکر میں نہ آنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْھُمْ "یہ تمہارے دشمن ہیں ان سے دور رہو حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ "تم ان سے بچو اور تمہارے پاس آئیں تو ان کو بھگاؤ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

شیطان لعین اولاد آدم سے کتنا چڑھا ہوا ہے، کس قدر برہم ہے، اور اس کے دل میں انسان کی طرف سے کتنا بغض وعناد بھرا ہوا ہے، اس کا اندازہ سورۂ بنی اسرائیل کی ان آیتوں سے ہوتا ہے ذرہ اس مردود کے غیظ وغضب کا تیور دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ أَرَاَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗ اِلَّا قَلِیْلًا "شیطان بولا اے رب دیکھ تو نے آدم کو میرے اوپر بزرگی دی ہے (اس کو کسی قیمت پر میں برداشت نہیں کر سکتا، کچھ بھی ہو جائے اولاد آدم سے اس کا بدلہ ضرور لوں گا، چھوڑونگا نہیں بشرطیکہ تو نے قیامت تک مجھے جینے کی مہلت دی (اگر مجھے طویل زندگی کا چانس ملے گا) تو آدم کی اولاد کو (گمراہی کی چکی میں) پیس ڈالونگا، مگر تھوڑے لوگ، یعنی کچھ لوگ ایسے ہونگے جو میرے فریب سے بچ کر پسنے سے محفوظ رہیں گے۔

آج کیا ہو رہا ہے؟ یہی تو ہو رہا ہے، اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ، مالدار حضرات اور دوسرے لوگ اس کے چکر میں آتے جا رہے ہیں کیونکہ دین کا علم ان کے پاس نہیں ہے دنیاوی ایجوکیشن اور مال ودولت کی فراوانی شیطانی فریب کاریوں سے نہیں بچاتی، اس کے لئے ایمانی شعور، دینی علم اور اہل اللہ کی عقیدت ومحبت ضروری ہے، جہاں ان باتوں کی کمی ہے وہیں شیطانی چکر چلتا ہے، دیکھئے شیطان نے کیا ڈائیلاگ چھوڑا ہے کہتا ہے لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗ اِلَّا قَلِیْلًا کہ میں آدم کی اولاد کو پیس ڈالونگا صرف تھوڑے لوگ بچ جائیں گے۔

دیکھئے پرانے زمانے میں گھروں میں آٹا وغیرہ پیسنے کے لئے چکیاں ہوتی تھیں، آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا۔ دو گول پتھر ایک نیچے اور ایک اوپر، بیچ میں کھونٹی عربی زبان میں کھونٹی کو قطب بھی کہتے ہیں، چکی کے اوپر والے پاٹ میں ایک سوراخ بھی ہوتا ہے، جب اناج کو پیسنا ہوتا ہے تو مٹھی بھر بھر کر اسی سوراخ میں اناج کو ڈالا جاتا ہے پھر چکی کے اوپری پاٹ کو گھمایا جاتا

ہے محلہ چھوڑ کر گیہوں کی جو جماعت اندر گئی، اندر جا کر چلت پھرت کرنے میں لگ گئی، جو دانے اندر جا کر گھومنے اور چلت پھرت کرنے میں لگ گئے، پس پس کر آٹا بن کر نیچے گرنے لگے، جتنے دانے پیسے سب کا نیچے اجتماع ہو گیا، سب اکٹھا جمع ہو گئے، پیسنے سے پہلے اس کا نام اناج اور گیہوں تھا چلت پھرت کر کے پس گیا اور اجتماع میں شامل ہو گیا تو نام بدل کر آٹا ہو گیا، یہیں سے گھاٹا لگا جب تک چلت پھرت نہیں کیا تھا اجتماع میں شامل نہیں ہوا تھا، نام تھا سنی اور جب چلت پھرت کر کے اجتماع میں گمراہوں کے ساتھ اکٹھا ہو گیا تو نام ہو گیا تبلیغی، یا جماعت والا۔

ہاں تو دیکھئے اور غور سے سنیئے آٹا کو گھاٹا کیسے لگا؟ پے در پے مصیبت آنا کیسے شروع ہو جاتی ہے پسنے کے بعد آٹے کو ہماری ماں بہنیں اٹھاتی ہیں، ایک بڑے برتن میں گوندھنے کے لئے رکھ دیتی ہیں، پھر اوپر سے پانی ڈالتی ہیں، پانی ڈال کر مار گھوسا مار لات کی پرکٹس شروع ہو جاتی ہے، گھوسے مار مار کر حلیہ بدل دیتی ہیں ابھی پٹائی کٹائی کے عذاب سے چھٹکارہ نہیں ملا کہ منڈی پکڑ پکڑ کر توڑ ڈالتی ہیں یعنی روٹی کے سائز کی مناسبت سے لوئی اور پیڑے بناتی ہیں، اس دوسری سزا کا سلسلہ ختم نہیں ہوا کہ گول پاٹ پر رکھ کر بیلن سے دبا کر بیل بیل کر لمبا کر دیتی ہیں اسکے بعد بھی چین نہیں ملا، ادھر کالے خاں تپے ہوئے انتظار میں راستہ دیکھ رہے ہیں ادھر سے اٹھایا اور گرم توا کے حوالے کر دیا، توے نے پیٹھ کو داغ دیا، پیٹھ کے بعد دوسری طرف پلٹا کر تھوڑا ابھی داغ دیا گیا، فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ۔ کسی کروٹ چین نہیں لینے دیا گیا، پیٹھ، پیٹ اور چہرہ داغ دیا گیا، یہ ابھی چھوڑے نہیں جائیں گے خوب چلت پھرت اور گھوم گھوما کر آئے ہیں، گرما گرم روٹی تیار ہو گئی، معزز مہمان دسترخوان پر منتظر بیٹھے ہیں مالیگاؤں سے ڈاکٹر رئیس اور ان کے احباب، ناگپور سے خادم اہل سنت مجیب اشرف سری لنکا کے رہنے والے حافظ احسان سب کے سب حاجی یٰسین صاحب کے وسیع دسترخوان پر حاضر ہیں، روٹیاں آئیں سب نے ایک ایک کو جھیلا اور جھٹ پٹ چار ٹکڑے کر ڈالے ٹکڑے ہوتے دیر نہیں ہوئی کہ لقمہ بنا کر گرم گرم تیز مرچی کے شوربے میں ڈبو دیا، یہاں سے چلا بتیس سپاہیوں نے دھر دبوچا انھوں نے تو بیچارے کو

کہیں کا نہیں رکھا، آخر کار جہاں جانا تھا پہنچا دیا پیٹ میں بھی سکون نہیں، صبح ہوئی اور تڑی پار کر دیئے گئے، ایسی ذلت رسوائی اور ایسی بے وقعتی کہ ہاتھ تو ہاتھ ناک بھی نہ لگائی جا سکے، یہ حال ہے ان کا جو چلت پھرت کر کے آٹا بنے، آٹا ہونے سے پہلے جب اناج کو بازار سے خریدا گیا تھا تو مزدور کے کاندھے پر رکھ کر باعزت گھر تک لایا گیا صاف ستھرے برتن میں رکھا گیا تھا اور جب آٹا بن کر پیٹ کے اندر گیا تو ایسا بدبودار کہ پرایا تو پرایا اپنا بھی دیکھنے کے لئے تیار نہیں، پسنے والے کا یہ انجام ہوتا ہے، اس مثال سے عبرت حاصل کرو، اور شیطانی چکی میں چلت پھرت سے اپنے کو بچاؤ۔

ایک اور بات ذہن میں بیٹھا لیں، جب اناج پس جاتا ہے اور اخیر میں چکی اٹھائی جاتی ہے تو گنے چنے دانے چکی کے اندر جانے کے باوجود پسنے سے محفوظ رہتے ہیں کلو دو کلو پس گئے مگر دس بیس گرام جو کھونٹی قطب صاحب کا قدم پکڑ کر چپکے رہے چلت پھرت والوں کے ساتھ نہ گئے، جماعت میں نہ گئے وہ بچے رہے ٹھیک اسی طرح اس دنیا میں شیطان کی چکی میں پسنے سے بچنے کیلئے ایک ہی صورت ہم سب کیلئے ہے وہ یہ کہ غوث وقطب اور اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ رہیں، ان سے جو ہٹا وہ پسا، اور ان سے جو ملا وہ بچا، اسلئے قرآن سب کو ہدایت دیتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ایمان والو! اللہ سے ڈرو تقویٰ کی روش اختیار کرو ساتھ ہی اللہ کے سچے بندوں اولیاء کے ساتھ رہو، ان سے الگ ہو کر شاہراہ تقویٰ پر نہ چلنا، ڈائرکٹ جاؤ گے شیطان اچک لے گا، اور جو اولیاء کرام کا دامن پکڑ لے گا وہ ہر طرح اور ہر جگہ محفوظ رہے گا، ہمکو صراط مستقیم پر چلنا بھی ہے اور چلتے ہوئے شیطان سے بچنا بھی ہے، جس طرح چوروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اگر اپنی جیب اور اپنا پرس بچانا ہے تو کسی وردی پہنے ہوئے پولیس والے کا ساتھ پکڑ لو بچ جاؤ گے، اسی طرح صراط مستقیم پر چلتے ہوئے اللہ والوں کا ساتھ پکڑ لو ان کی عقیدت ومحبت کا دامن مضبوط تھام لو بچ جاؤ گے ورنہ معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا، نہ اِدھر کے

رہو گے نہ اُدھر کے رہو گے شیطان اُدھر میں لٹکا کر جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے گا، لَآ اِلٰی هٰؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی هٰؤُلَآءِ نہ شیعہ نہ سنی بیچ کا ٹُنی ہو کر رہ جائیگا۔

یہ سب کچھ میں نے قرآن سے اس لئے بیان کیا کہ آپ لوگ قرآنی ہدایات کی روشنی میں شیطانی پلاننگ اور صراط مستقیم سے ایمان والوں کو ہٹانے کے طریقہ کار کو اچھی طرح سمجھ لیں اور شیطان کی فریب کاریوں اور فتنہ سامانیوں سے بچنے کے لئے قرآنی ہدایتوں پر عمل کریں۔

ابھی آپ سن چکے کہ شیطان جنت سے اس لئے نکالا گیا کہ اسنے حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کر دیا، جسکی وجہ سے اسکو کافر اور جہنمی قرار دیا گیا، شیطان نے آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور گمراہ کرنے کیلئے صراط مستقیم پر بیٹھنے کا منصوبہ بھی بنالیا، اور گمراہی کی چکی میں چند مخلصین کو چھوڑ کر سب کو پیس ڈالنے کا اعلان بھی کر دیا اس صورت حال میں، اس مردود کافر لعین کی فریب کارانہ پلاننگ اور عیارانہ منصوبہ بندی کو ملاحظہ فرمائیں، اور دیکھیں کہ جنت سے نکلوانے کیلئے کس طرح کا لالچ دیتا ہے، اللہ سے دور کرنے کیلئے اللہ کے پاک نام کا سہارا لیتا ہے، اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کا دم بھرتا ہے، تبلیغ و نصیحت کی بات کرتا ہے، مگر مقصد دشمنی نکالنا ہوتا ہے۔

جنت کے باغ و بہار سے نکلنے کے بعد جب ایک عرصہ گزر گیا تو اسکے دل میں حسد کی آگ مزید بھڑکی، پیٹ میں گمراہی کا درد ہونے لگا، اب اسکو فکر ہوئی کہ آدم کو جنت سے کیسے نکلواؤں، اس نے ایک پلان بنایا، اور ایک روز آدم و حوا سے جا کر ملا، جنت سے نکل جانے کے بعد عرصہ تک شیطان کو جنت میں آنے جانے کے لئے کوئی ممانعت نہیں تھی، اسکا فائدہ اٹھاتے ہوئے آدم و حوا کے پاس پہنچ گیا، سلام آلیکم جیسے یہ لوگ آج کل جہاں ملتے ہیں کہتے ہیں، سلام آلیکم سلام آلیکم، خیر آدم علیہ السلام کے پاس جا کر اس نے اپنی تبلیغ شروع کر دی، ذرا اس کا انداز تبلیغ دیکھئے کہنے لگا هَلْ اَدُلُّكُمَا عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى، قرآن فرماتا ہے کہ شیطان آدم و حوا سے بولا کہ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں ایک درخت کا پتہ بتاؤں جس کی تاثیر یہ ہے کہ جو اس کا پھل کھالے گا، وہ

جنت سے کبھی نکالا نہیں جائے گا اور جنت میں اس کو ایسی سلطنت حاصل ہو جائے گی جو کبھی ختم اور زوال پذیر نہیں ہو گی، سنا آپ نے کتنے میٹھے بول ہیں جنتی کو جنتی بنانے کا ڈھنگ سکھانے آیا ہے اور گفتگو کا انداز کتنا شریفانہ ہے، کہ اگر آپ اجازت دیں تو کچھ عرض کروں، جیسے یہ لوگ مسجد میں آتے ہیں تو پہلے امام اور متولی کو پٹاتے ہیں اور دانت چہار چہار کر ہلّو ہلّو بولتے ہیں، ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں، اگر آپ اجازت دیں تو مسجد میں آج قیام کریں، اور نماز کے بعد اللہ و رسول کی بات کریں وغیرہ وغیرہ ایسے رس میں گھولے ہوئے میٹھے میٹھے ڈائیلاگ بولتے ہیں کہ آدمی سنے تو سنتارہ جائے قرآن فرماتا ہے وَاِن یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ. یعنی یہ گمراہ لوگ جب بولیں گے تو سننے کو دل چاہے گا، اسطرح گریہ مسکیں بن کر بولتے ہیں کہ پیٹ کا پانی بھی ہلنے نہیں دیتے، یہ لوگ بھی اسی سے سیکھ کر ٹرینڈ ہوئے ہیں، مسلمان کو مسلمان بنانے آتے ہیں، جیسے یہ جنتی کو جنتی بنانے آیا ہے۔

حضرت آدم نے کہا بتاؤ وہ کونسا درخت ہے جس کا پھل کھانے والا ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے کا حقدار ہو جائیگا، کہا چلئے ہم بتاتے ہیں، ساتھ ساتھ لیکر چلا، کچھ دور جا کر ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے بولا یہی شجرۂ خلد یعنی ہیشگی کا درخت ہے، اسکا پھل کھا لیجئے ہمیشہ جنت میں رہنے کو مل جائیگا مقصد جنت سے نکلوانا ہے، اور رکھوانے کی بات کہہ رہا ہے، آدم علیہ السلام چونک گئے، ارے یہ تو شجرۂ ممنوعہ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا تھا اسی وقت بتا دیا تھا کہ اس کے قریب بھی نہ جانا لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. اے آدم و حوا! اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ حد سے آگے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے، لھذا ہم اس کا پھل نہیں کھائیں گے، دوسرے مترجمین قرآن کا ترجمہ کرتے ہوئے فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ' کا ترجمہ کیا ہے تم دونوں ظالم ہو جاؤ گے مگر امام احمد رضا کا محتاط اور باادب ترجمہ ہے کہ تم دونوں حد سے آگے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے سبحان اللہ سبحان اللہ، کیا ایمانی اور عرفانی ترجمہ ہے۔

جب آدم علیہ السلام نے شیطان کو صاف جواب دے دیا کہ میں اس کا پھل نہیں کھاؤنگا تو

اس کی یہ تبلیغ مس Miss ہوگئی، سوچنے لگا اب کیا کیا جائے ان کو کیسے سمجھایا جائے کہ اس درخت کا پھل کھالیں پھر آدم کو دوبارہ کنوینس Convince کرنے کے لئے کہنے لگا مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ یعنی اے آدم حوا تمہارے رب نے اس درخت کا پھل کھانے سے تم لوگوں کو صرف اس لئے منع کر دیا ہے کہ تم لوگ کہیں فرشتے نہ بن جاؤ یا جنت میں ہمیشہ رہنے کے حقدار نہ ہو جاؤ، سنا آپ نے، کچھ سمجھے، شیطان کیا بول گیا؟ آدم علیہ السلام نے پہلی مرتبہ یہ کہہ کر اس کی بات کو رد کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس درخت کے قریب جانے سے منع کر دیا ہے اس لئے میں اسکا پھل نہیں کھا سکتا، تو شیطان نے آدم کی اس بات کو رد نہیں کیا مناظرہ اور مکابرہ کرنے کا ڈھنگ اختیار نہیں کیا، بڑی لجاجت کے ساتھ بولا، بالکل ٹھیک ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو منع کیا ہے، میں آپ کی اس بات کا قطعاً انکار نہیں کرتا، یقیناً اللہ نے منع کیا ہے مگر کیوں کیا؟ اس راز کو میں جانتا ہوں، منع کرنے میں یہ راز ہے کہ اللہ آپ لوگوں کو انسان ہی رکھنا چاہتا ہے فرشتہ نہیں بنانا چاہتا، دوسری راز کی بات یہ ہے کہ جنت آپ لوگوں کا مستقل پرمیننٹ ٹھکانہ نہیں ہے ایک دن یہاں سے نکلنا پڑے گا اور اس درخت کی خاصیت ہے کہ جو اس کا پھل کھالے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ یہیں رہے گا اللہ تعالیٰ چونکہ آپ لوگوں کو یہاں ہمیشہ نہیں رکھنا چاہتا ہے اسلئے تو منع کر دیا ہے، یہ ہے راز کی بات جو مجھے معلوم ہے میری بات مان لیجئے اور درخت کا پھل کھالیجئے۔

اتنی زبردست تقریر اور فہمائش کے بعد بھی آدم وحوا اس درخت کا پھل کھانے کے لئے تیار نہیں ہوئے اس کی بات کو رد کر دیا مگر شیطان باوجود اس کے مایوس نہیں ہوا، اس کی عادت ہے جہاں سے بھگایا جاتا ہے جہاں سے ٹھکرایا جاتا ہے وہیں پر اور گھستا ہے، مایوس ہونا تو جانتا ہی نہیں، چنانچہ تیسری مرتبہ ترکش کا آخری تیر پھینکتا ہے، تیسری مرتبہ کہتا ہے کہ اے آدم وحوا آپ لوگوں کو میری بات پر یقین نہیں آتا حالانکہ میں آپ لوگوں کا سچا بہی خواہ اور ہمدرد ہوں

، میری اس خیر خواہی کو شک کی نظر سے نہ دیکھیں، میں اللہ رب العزت کی قسم کھا کر حلفیہ کہتا ہوں کہ میں آپ کا ناصح اور خیر خواہ ہوں، میری نصیحت محض خیر خواہی کی وجہ سے ہے، نہ کہ اس میں میرا کوئی فائدہ ہے قرآن فرماتا ہے وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ. یعنی شیطان نے ان دونوں سے قسم کھا کر کہا بیشک، یقینا میں آپ لوگوں کو نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں۔

جب قسم اور اللہ کے واسطے سے بات کی تو اس کا اثر جو سچے انسان پر ہونا تھا وہ اثر آدم وحوا پر ہوا، حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا شوہر نامدار، سیدنا آدم علیہ السلام سے گذارش کی، جناب اس شخص نے جب اتنی بڑی بات کہہ دی ہے، اللہ کے نام کی قسم کھا رہا ہے، رب ذوالجلال کے نام پاک کا واسطہ پیش کر کے اپنی سچائی اور ہمدردی کا راستہ صاف کر دیا ہے، جنت میں بھلا کوئی اتنی بڑی غلط بیانی کر سکتا ہے؟ بات میں کچھ وزن لگتا ہے انکار مت کیجئے اس درخت کا پھل کھا لیجئے، ادھر گھر والوں کی بھی رائے یہی معلوم ہوئی کہ کھا لینا چاہئے، آدم علیہ السلام نے بالآخر اس درخت کا پھل کھا ہی لیا، اس کا جو نتیجہ نکلا وہ ہمارے سامنے ہے اور جو ہونا تھا وہ ہوا بہر حال۔

آپ لوگ اب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ شیطان یہ کبھی ظاہر نہیں ہونے دے گا، کہ وہ شیطان ہے صراط مستقیم والا بن کر آئے گا، سچا ہمدرد، خیر خواہ اور تبلیغ ونصیحت کی بات کہتے ہوئے آئے گا، جنت میں لیجانے والے اعمال کی تلقین وترغیب دلائے گا، اللہ کے نام کی قسمیں کھائیگا، واحد ذوالجلال کا واسطہ دے گا، عورتوں پر اثر ورسوخ جما کر شوہروں کے پیچھے لگائے گا، مقام ملکوتیت پر پہنچانے کے گر سکھائے گا، راز الٰہی کو ظاہر کرنے کا دعویٰ کر کے عارفوں کی سی باتیں کریگا، غرض عالمانہ قیل وقال اور عارفانہ بول چال کے ساتھ مسجدوں میں، خانقاہوں، درسگاہوں میں اور اجتماعوں میں نظر آئے گا، صراط مستقیم پر چلنے والے عام مسلمان ان حالات میں اس کو پہچان نہ سکیں گے، بہت سے لوگ جنت وبخشش کی لالچ میں اس کے پیچھے چلیں گے، آہ صد آہ بھولے بھالے مسلمانوں کو شیطانی فریب سے کون بچائے، ان سفید لباس میں ملبوس انسان نما بھیڑیوں سے مصطفیٰ پیارے ﷺ کی

بھولی بھالی بھیڑوں کو کون چھڑائے؟

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

ان سے نجات اور چھٹکارے کا بس ایک ہی راستہ ہے، اولیاء کرام کے دامن حفاظت سے وابستہ ہو جاؤ، ان کی عقیدت ومحبت اپنے دلوں میں مضبوطی کیساتھ بیٹھالو، کسی آن ان کا ساتھ نہ چھوڑو، کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اللہ کے نیک سچے بندوں کے ساتھ ہو جاؤ یعنی جس راستہ پر اور جس جماعت میں اولیاء اللہ ہیں آنکھ بند کر کے اس میں شامل ہو جاؤ، اس زمانے میں مسلک اعلیحضرت اسی صراط مستقیم کا نام ہے جس پر اللہ والوں کا قافلہ چلتا ہوا اللہ تک پہنچا ہے، اس لئے تمام اہلسنت کو دعوت دیتے ہیں کہ صراط مستقیم پر صحیح اور سلامتی کے ساتھ ہر خطرۂ شیطانی سے بچ بچا کر منزل پر پہنچنا ہے تو مسلک اعلیحضرت کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، صراط مستقیم ہی وہ راستہ ہے جس پر خلفائے راشدین، حسنین کریمین، اولیاء متقدمین ومتأخرین اور شہداء وصالحین کے جھنڈے لہراتے نظر آرہے ہیں، غوث الوریٰ کی گیارھویں اور خواجۂ اعظم کی چھٹی شریف کی دھوم یہیں ملیگی، صراط مستقیم کے نشانات وعلامات اسی راستہ پر ملیں گے۔

حضرات! یادرکھئے کہ ہر جنتی ڈائلاگ بولنے والا، اسلام سکھانے والا اللہ ورسول کا نام لینے والا کلمہ ونماز کی دعوت دینے والا ضروری نہیں کہ وہ سچا ہی ہو، ممکن ہے کہ اسلامی بھیس میں انسان کے بجائے خناس ہو، جو تمہاری آخرت تباہ کرنا چاہتا ہو اس لئے کونوا مع الصادقین کے حکم پر عمل کرو، دل میں محبت رسول اور عقیدت اولیاء کو مضبوطی کے ساتھ بٹھالو اور علماء اہلسنت کا ساتھ پکڑلو ان شاء اللہ شیطان کے تمام مکر وفریب سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

دیکھئے جب کسی شہر میں دھر پکڑ ہو رہی ہو، چوبیس گھنٹوں کا کرفیو لگادیا گیا ہو، ایسی صورت حال میں اگر کسی کو کہیں جانا ہے تو، اسکے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ کسی پولیس والے کو راضی کر لے اور اس کے ساتھ ہو جائے منزل پر پہنچ جائے گا نہ فسادی اس پر حملہ کرنے کی جرأت کریں گے، نہ

کوئی دوسرا پولیس والا اس کو گرفتار کرے گا، کیونکہ کوتوال صاحب کے ساتھ جارہا ہے، گورنمنٹ کی وردی پہننے والے کے ساتھ چل رہا ہے، اس کے ساتھ ہے جس کی وردی میں گورنمنٹ کی مانیتا کا بلا اور بیج لگا ہوا ہے، یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے، بلاتمثیل غوث وخواجہ نے ولایت کی وردی پہن رکھی ہے جس پر غوثیت وقطبیت کا بلا اور بیج لگا ہوا ہے، یہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں خدائی گورنمنٹ کے اعلیٰ ترین سپاہی نہیں بلکہ سپاہیوں کے سرداراور آفیسر ہیں، ان کے ساتھ ہوجاؤ آفت زدہ علاقوں سے بلا پریشانی کے گزرجاؤ گے، شیطان کے وار سے بچ جاؤ گے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کے سچے مصداق ہیں، ان کا راست اوران کی سنگت تباہیوں اور ہلاکتوں سے حفاظت کی کھلی ضمانت ہے یہاں بھی محفوظ رہوگے وہاں بھی محفوظ ہوجاؤ گے۔

ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

اس لئے صراط مستقیم پر چلنے کے لئے اور کامیابی کے ساتھ منزل تک پہنچنے کے لئے ولیوں کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑنا ضروری ہے، غوث وخواجہ ساتھ ہوں اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیار ہو، توان شاء اللہ سب کا بیڑا پار ہو، یہاں بھی واہ واہ کی پکار ہو اور وہاں بھی انعامات ربانی سے سرفراز ہو، اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ وما علینا الا البلاغ

مومن کی پہچان

نوٹ:- یہ جلسہ جانشین حضور مفتی اعظم ،فقیہ اسلام ،تاج الشریعۃ ،حضرت العلام الشاہ الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری مدظلہ العالی کے مرید جناب الحاج عبد الشکور صاحب رضوی کے مکان پر مورخہ ۲۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ مطابق ۹/اگست ۲۰۰۲ء بروز پیر منعقد ہوا تھا۔اس جلسہ میں ایسے لوگوں کی شرکت یقینی تھی جن کے دلوں میں تبلیغیوں کیلئے نرم گوشہ پیدا ہو گیا تھا،اس بات کا ذکر میں نے حضور اشرف العلماء حضور اشرف العلماء مدظلہ العالی سے کر دیا تھا،حضرت نے اسی مناسبت سے یہ خطاب فرمایا،جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت مؤثر ثابت ہوا لوگوں کے ذہن صاف ہو گئے۔فقط

(خادم العلماء نورالحسن غفرلہ)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ،صَلَاۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ، یَا زِیْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ، یَا عَرُوْسَ مَمْلَکَةِ اللّٰهِ، یَا سِرَاجَ اُفُقِ اللّٰهِ، یَا نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ

سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان آقاء کائنات ،سیاح لامکان کی شان میں عرض پرداز ہیں۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

مکیں،مکان میں رہنے والے کو کہتے ہیں عرش کے نیچے مکان ہے اوپر لامکاں ہے یہ حضور اکرم

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حیرت انگیز معجزہ ہے کہ جو لا مکاں ہے اس کے مکیں بنائے گئے یعنی شب معراج لا مکان کے قیام کا شرف بخشا گیا دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

مکاں عرش انکا، فلک فرش ان کا　　　ملک خادمان سرائے محمد ﷺ

تو زمین تا عرش سب میرے سرکار کے مکان ہیں خدا تو زمان و مکان سے پاک و منزہ ہے، لیکن لا مکاں سید الانس والجان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظمت نشان بڑی بلند و بالا ہے ان کی حقیقت و شان کو سوائے رب کے کوئی نہ جان سکا۔

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے　　　جان مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے

اسی عظمت والے رسول کی محبت روح اسلام اور جان ایمان ہے اعلیٰ حضرت نے کیا خوب رباعی رقم فرمائی ہے۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ　　　ان سا نہیں، انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں　　　اور ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

میرے دینی، اسلامی سنی بھائیو! الحمد للہ ہم اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں، مسلمان جانتے ہیں اور ہم کو مسلمان ہونے پر ناز بھی ہے، ہمارا یہ ناز اور فخر بالکل سچا اور درست بھی ہے اسلئے کہ کوئی دوسری چیز اس لائق ہے ہی نہیں کہ ہم اس پر ناز کریں، نہ دولت نہ ثروت، نہ عزت نہ عظمت، نہ ریاست نہ حکومت، نہ مکان نہ دکان، نہ دل نہ یہ جان کوئی چیز بھروسے کے لائق نہیں کچھ باقی نہیں رہے گا سب فنا ہو جائیں گی کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ باقی رہنے والی صرف تمہارے رب کی عزت والی ذات ہے، اسلئے عزت والے رب سے ہمارا جو تعلق ہے وہ اور اس تعلق کو قائم کرنے والے سید الانس والجان جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے سچے رابطے کا نام ہے ایمان، جب تک یہ تعلقات اور رابطے سلامت ہیں ایمان سلامت ہے، جس وقت یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے ایمان ختم ہو جائیگا، اور جب ایمان ہی باقی نہ رہا تو آخرت برباد ہو گئی، نماز روزے داڑھی پگڑی سب دھرے کے

دھرے رہ جائیں گے کچھ کام نہ آئیں گے، ایمان اصل ہے، اور ایمان ہی مدار نجات ہے قرآن فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ "ایمان والے ہی کامیاب ہیں۔

کچھ ایسے بھی مسلمان ہیں جن کو لوگ مسلمان کہتے ہیں، گورنمنٹ کے کاغذات میں مسلمان لکھے جاتے ہیں اپنے سماج میں بھی مسلمان کہلاتے ہیں اور کافر بھی ان کو مسلمان جانتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کو مسلمان اور مومن نہیں کہتا وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ یہ لوگ مومن نہیں ہیں اور ایک وہ مسلمان ہے جس کو لوگ کچھ بھی کہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو مسلمان کہتا ہے تو یقیناً وہ مسلمان رہے گا، اور جسکو سب مسلمان کہیں اور اللہ کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے تو کیا وہ مسلمان ہوگا؟ ہر گز نہیں ہوگا، یقیناً وہ مسلمان ہی نہ رہے گا، دراصل سچا پکا مسلمان وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ مسلمان فرمائے بس اتنی بات ذہن میں بیٹھا لیجئے پھر آگے کی بات غور سے سنیئے ان شاء اللہ فائدہ ہی ہوگا۔

حضرات! یہ بات سب کو معلوم ہیکہ ایمان بازار میں بکنے والی چیز نہیں ہے کہ دکان پر جا کر خریدا جاسکے جب چاہیں خرید کر لائیں۔ ایمان تو ایمان ہے جسکو اللہ تعالیٰ ایمان بتائے وہی ایمان ہوگا اور اسکی پہچان کے لئے جو علامت اور نشانی مقرر فرمایا ہے اسی سے ایمان اور مومن کو پہچانا جاسکتا ہے ہر سفید دھات میٹل چاندی نہیں اور نہ ہر پیلا میٹل سونا ہے چاندی سونے کا ایک معیار ہے اسکو اسکے معیار سے پرکھا جائے گا جبھی وہ معیاری سونا مانا جائے گا ورنہ ریجیکٹ کر دیا جائے گا، دیکھنے میں چاہے کتنا ہی شاندار اور چمکدار ہو، چنانچہ قرآن سچے ایمان اور پکے مسلمان کی نشانیاں بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا یعنی ایمان کو ان کے دلوں میں مضبوط اور راسخ کر دیا وہ کاغذی مسلمان نہیں ہیں، صرف گورنمنٹ کے کاغذات میں مسلمان نہیں ہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مومن ہیں۔ کیونکہ انکے دلوں میں اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے خود ایمان کو لکھ دیا، ایمان کو سجا دیا، اور ایمان کو پختہ کر دیا ہے، یہی لوگ سچے پکے مومن اور مسلمان ہیں۔

تم قرآن پاک کی بتائی ہوئی ایمان کی نشانیوں کولیکران پاکباز سچے مسلمان کو تلاش کرو پھر معلوم ہوجائے گا کہ ایمان کیا ہے اور مومن کون ہے؟ صرف ظاہر داری کے گورکھ دھندوں میں نہ الجھو، ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے، میرے بھائیو! یہ دور ایسا ہے کہ۔

ع ''ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی''

اسلئے سلامتی اسی میں ہے کہ ایمان کی دولت دینے والے رب کی بات غور سے سنو اور مومن کی پہچان کو اچھی طرح جان لوتا کہ دھوکہ نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْماً يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.
یعنی تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ ورسول کے مخالفوں سے دوستی کریں، اگر چہ وہ انکے باپ، یا بیٹے، یا بھائی، یا رشتہ دار ہوں یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے ایمان کونقش کر دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی ہے انہیں جنت میں لیجائیگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سنو! اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے، اسکا مطلب یہ ہوا کہ سچے مومن کی یہ شان ہو ہی نہیں سکتی اور ایمان اسکو گوارہ ہی نہیں کرسکتا کہ خدا اور رسول کے مخالفوں اور گستاخوں سے دوستی کی جائے، ان سے میل جول رکھا جائے،

جو اللہ ورسول کا مخالف اور گستاخ ہے وہ اسلام کا انٹی گروپ Anty Group ہے، ان سے Consult اور Conection، رابطہ، ساٹھ گانٹھ رکھنا بہت بڑا جرم ہے، اور اللہ ورسول کی مرضی کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو حقیقی ایمان سے محروم کر دیتا ہے، اپنی جماعت سے خارج کر دیتا ہے پھر یہ بھی یادرکھئے کہ اس سلسلہ میں دور ونزدیک کے رشتوں کا کوئی

لحاظ و پاس نہیں کیا گیا ہے، دور والا اگر وفادار رسول ہے تو وہ مومن سے قریب ہے، اور نزدیک والا گستاخ رسول ہے تو وہ مسلمان سے دور ہے اسلام کی پالیسی یہ ہرگز نہیں ہے کہ گھر والا رسول کا دشمن بن گیا تو اس کو چپکائے رکھو اور باہر والا بگڑ گیا تو اس سے نفرت کرو، یہاں دوستی اور دشمنی کا انحصار پرائے اور اپنے کی رشتہ داری پر نہیں، رسول کی وفاداری پر ہے،

دیکھئے! جسمانی اور نسلی رشتوں میں سب سے زیادہ محترم رشتہ باپ کا ہے، تو اگر کسی کے آباء واجداد باپ دادا میں سے ایسا بدنصیب نکل آئے جو اللہ ورسول کا مخالف اور گستاخ ہو جائے تو مومن اولاد پر فرض ہے کہ وہ ایسے باپ سے محبت کا رشتہ توڑ لے، یا کسی کی اولاد میں سے کوئی اللہ ورسول کا مخالف ہو جائے تو مسلمان باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس اولاد کو چھوڑ دے، اگر چہ وہ اولاد اس کے دل کا چین، آنکھوں کی ٹھنڈک اور بوڑھاپے کا سہارا ہو، بہر حال مومن باپ پر فرض ہے کہ ایسی اولاد سے قطع تعلق کر لے جو اللہ ورسول کا مخالف اور گستاخ ہو، ایمان کی حفاظت کی خاطر باپ کو ایسا کرنا ہوگا، قرآن کا حکم یہی ہے، یاد رکھو قرآن سے ایمان ملتا ہے سماج سے نہیں، پھر اس کے بعد قرآن نے بھائی کا ذکر فرمایا ہے، کیونکہ بھائی بھائی کا رشتہ بھی بہت قریب کا رشتہ ہے، اگر کوئی بھائی نبی کا گستاخ اور اللہ ورسول کا مخالف ہو جائے تو مومن بھائی کا ایمانی فرض ہے کہ ایسے بھائی سے دور رہے، پھر تمام اہل خاندان اور رشتہ داروں کا ذکر فرما کر واضح کر دیا گیا ہے کہ ایمانی کردار میں سب سے پہلے اللہ ورسول کے ساتھ سچی وفاداری دیکھی جاتی ہے۔ رشتہ داری اور دوسرے تعلقات سب اسکے بعد ہیں۔

قرآن مجید نے مومن کے ایمانی کردار کا جو خاکہ پیش فرمایا ہے اس سے ہٹ کر مومنانہ کردار کی حفاظت کا تصور لایعنی اور خام خیالی ہے، خود حضور اکرم سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ. یعنی تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک سچا مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اسکے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، یعنی حضور اکرم ﷺ کی محبت ماں باپ آل، اولاد اور دنیا کی

تمام چیزوں پر غالب رہنی چاہئے، رسول کی محبت پر دنیا کی کسی چیز کی محبت کا غالب آ جانا ایمانی خلل کی دلیل ہے، جب مومن بندہ اپنے ماں باپ آل واولاد، بھائی بند اور اہل خاندان و جملہ رشتہ دار کی محبت پر اللہ ورسول کی محبت کو غالب بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان کو نقش کر دیتا ہے ایمان اسکے دل کے ہر رگ وریشے میں رچ بس جاتا ہے، اب شیطان کا اس پر قابو نہیں چل سکتا، جب بندۂ مومن ایمان کے اس بلند مقام پر فائز ہو جاتا ہے تو جبرئیل کے ذریعہ اس کی مدد ہوتی ہے۔ رحمت خداوندی ہر حال میں اس کا سہارا ہوتی ہے اللہ اس سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ انکے دلوں میں ایمان کو نقش کر دیتا ہے اور اپنی طرف کی روح سے یعنی جبرئیل یا رحمت سے انکی مدد فرماتا ہے، اور ایسا شخص جب دنیا سے رخصت ہوگا تو جنت کے باغ و بہار میں داخل کیا جائے گا قرآن فرماتا ہے وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، داخل کریگا اللہ انکو ایسے باغات میں جنکے نیچے نہریں رواں دواں ہیں وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

جب مسلمان کا ایمانی کریکٹر اتنا مضبوط اور پکا ہو جائے گا تو ظاہر بات ہے کہ بہت سے سماج سیوک قومی یکجہتی کا دم بھرنے والوں کو یہ کٹرپن گوارہ نہیں ہوگا آج کل کے نام نہاد روشن خیال لوگ کہیں گے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ تو اولڈ مین Old Man ہے پرانے خیالات کا آدمی ہے اس نئے زمانے میں اتنا کٹرپن نہیں چل سکتا، آج تو مل جل کر رہنے کا زمانہ ہے تو میں عرض کروں گا کہ اسلام چینج ایبل Changable مذہب نہیں ہے، زمانہ لاکھ بدلے اسلام اور اس کے رولس اینڈ ریگولیشن نہیں بدل سکتے وہ اپنی پرانی حالت پر ہی رہے گا، نئے دور میں نیا مکان بن سکتا ہے، نیا لباس ہوسکتا ہے، نئے نئے لذیذ کھانوں کی ڈیش چل سکتی ہے، زندگی کے نئے طور وطریق کو حدود شرع میں رہ کر اپنایا جاسکتا ہے مگر ایمان اور اسلام وہی چودہ سو سال پہلے والا ہی قابل قبول ہو

گا ۔ نہ رافضیت چلے گی نہ خارجیت، نہ قادیانیت چلے گی نہ وہابیت، نہ نجدیت چلے گی نہ دیوبندیت، نہ غیر مقلدیت چلے گی نہ تبلیغیت، چلے گی تو صرف سنیت چلے گی اور بس۔

ابولہب، حضور سید عالم ﷺ کا قریبی رشتہ دار اور سگا چچا تھا، جب آپ کا مخالف ہو گیا، ایمان نہیں لایا تو حضور اکرم ﷺ نے صاف اعلان فرمادیا لاَ قَرَابَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ أَبِي لَهَبٍ میرے اور ابولہب کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ باقی نہ رہا اس سے کوئی قرابت نہ رہی وہ الگ، میں الگ، اسی طرح جب نوح علیہ السلام کا سگا بیٹا حضرت نوح پیغمبر کا مخالف اور باغی ہو گیا اور ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو نبی کو اپنا جیسا بشر کہتے تھے قرآن فرماتا ہے کہ نوح کے مخالف حضرت نوح کے بارے میں برملا کہتے تھے مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا اے نوح ہم آپ کو اپنے جیسا بشر جانتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے خود آل نبی کو نبی کے اہل اور خاندان سے علیحدہ کر دیا اور فرمایا يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ اے نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اس کا عقیدہ خراب ہو گیا ہے، اس کے کرتوت بگڑ گئے ہیں، برخلاف اس کے دور والا اگر وفاداری کا چلن سیکھ لیتا ہے تو گھر والوں میں شامل ہو جاتا ہے، دیکھئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارس عجم سے آئے تھے، نہ مکی نہ مدنی،، نہ ہاشمی نہ قریشی، نہ حجازی نہ عربی بلکہ خالص عجمی تھے، مگر تھے سچے مومن، مخلص عاشق اور پکے وفادار، تو سرکار نے ان پر کیسا کرم فرمایا، سلمان کو قریب بلایا، اپنے پاس بٹھا کر اپنی چادر اقدس میں چھپا لیا اور فرمایا سَلْمَانُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، یہ سلمان میرے گھر والوں میں سے ہے، ابولہب گھر والا تھا دور کر دیا گیا، حضرت سلمان دور والے تھے گھر والوں میں شامل کر لئے گئے، معلوم ہوا کہ اسلام میں گھر اور در نہیں دیکھا جاتا بلکہ دل اور سر دیکھا جاتا ہے، جو دل حب رسول سے سرشار اور جو سر نام مصطفیٰ پر قربان ہونے کے لئے تیار ہے تو ایسے دل اور سر والا گھر والا ہے

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا ۔ سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

معلوم ہوا کہ ایمانی اور اسلامی قانون، تمہاری اس دنیا سے الگ تھلگ ہے اس دنیا کا

آئین، قانون، تجارت اور سیاست سب الگ ہیں، یہاں تو ہر چیز کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مخلصانہ تعلقات اور سچی وفاداری کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا جاتا ہے، جو اس معیار پر پورا اترے گا وہی مومن مانا جائے گا اور اسی سے محبت ومودت کا رشتہ قائم کیا جائے گا، نہ تجارت دیکھی جائے گی نہ پڑوس دیکھا جائے گا، نہ ہی نزدیک اور دور کی رشتہ داری دیکھی جائے گی، یہاں صرف اور صرف اللہ ورسول کے ساتھ سچی وفاداری دیکھی جائے گی، ایمان دکانداروں اور بازاروں سے نہیں ملتا، مصطفیٰ کے پیاروں سے ملتا ہے، ایمان لینا ہے تو خلفاء راشدین اور صحابۂ کرام کی وفاداری سے سبق حاصل کرو، حسن اور حسین کی محبت دل میں پیدا کرو، غوث وخواجہ کے دامن ولایت وکرامت کو عقیدت سے تھام لو، امام احمد رضا سے مضبوط تعلق قائم کرلو، بازار مصطفیٰ میں پہنچ جاؤ گے اور سچا ایمان مل جائے گا اور دولت ایمان کو لوٹنے والوں سے بچ جاؤ گے، اسلئے اے مسلمانو! اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایمان کی خیریت کو بچالو جب ایمان خیریت سے بچ گیا تو آخرت میں مسلمان خیریت سے رہ سکے گا ان شاء اللہ یہاں بھی اور وہاں بھی خیریت ہی خیریت رہے گی۔

اگر سماج والے، دوست ویار اور رشتہ دار مسلمان کے اس کٹرپن کو پسند نہ کریں اس سے دور بھاگیں، اس کو ذلیل کریں، برا کہیں تو اس حال میں اس کو ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں، قرآن مجید اس کو تسلی دیتا ہے اس کو یقین دلاتا ہے کہ بگڑے ہوئے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مدد کی جائے گی، وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بذریعہ جبرئیل اس کی مدد فرمائے گا۔

حضرات! اس سے بڑی اور مدد کیا ہوسکتی ہے، حوصلہ بڑا رکھو اللہ کی طرف سے بڑی مدد آئے گی، امریکہ کیا کسی کی مدد کرے گا خود اپنے ٹریڈ سنٹر کو نہ بچاسکا، ایک سودس بیس مالے کی بلڈنگ کو آنے والا آیا یوں مارا ڈھس، بھس بن کر بکھر گئی، دنیا دیکھتے کی دیکھتے رہ گئی، جب کعبہ کو بچانا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے راکٹوں کو وادی محصر پر اڑایا اور ابرھہ کے لشکریوں پر ایسی بم باٹینگ

(بمباری) کرائی کہ سب کو بھوسا بنا کر رکھ دیا، نہ ہاتھی رہا نہ ہاتھی سوار، نہ ابرہا نہ تب رہا، سب غرور ختم ہو گیا، اور جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دشمن کو تباہ و برباد کرنا ہوا، تو کسی بڑے لشکر کو نہیں بھیجا ایک لنگڑے مچھر کو نمرود کے بھیجے پر بھیجا اور اللہ کے اس بھیجے ہوئے نے دشمنِ خلیل کا بھیجا کھا کر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اپنے دوستوں کی مدد کرنے اور دشمنوں کو تباہ و برباد کرنے میں اسکو دیر نہیں لگتی وہ اپنی قدرت سے جو چاہے کرے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مخلص مومن کو کبھی پریشان نہیں ہونا چاہیئے، اگر وہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ہے اور پھونس کی جھوپڑی میں رہتا ہے مگر ہے سچا مومن تو خدا کی قسم رب کریم کا وعدہ پورا ہو گا اور بوقت ضرورت اسکی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے اتریں گے اور اسکو تسلی و تشفی دیں گی تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا یعنی اللہ کے دین پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے والوں کے پاس فرشتے آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم کسی سے قطعاً خوف مت کھانا اور نہ ہی غمگین ہونا نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ہم تمہارے دوست اور مددگار ہیں، دنیا اور آخرت دونوں جگہ، بلکہ اللہ رب العزت خود روح الامین سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر بندۂ مومن کی مدد کراتا ہے، فرماتا ہے وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے روح الامین کے ذریعہ انکی تائید فرماتا ہے، سبحان اللہ، ماشاء اللہ، کیا شان ہے مردِ مومن کی! جس کو لوگ مجبور و مظلوم جانتے ہیں اس کی مدد اللہ تعالیٰ جبرئیل جیسے طاقتور فرشتے کو بھیج کر کراتا ہے، بھلا اس کا کون بال بیکا کر سکتا ہے۔

ابھی آپ حضرات نے سنا کہ سیدنا نوح علیہ السلام کا بیٹا جب ایمان سے محروم ہو گیا تو اس کا رشتہ خاندان نبوت سے کاٹ دیا گیا اور طوفان نوح کی ہلاکت خیزیوں نے اسے ڈوبا کر جہنم میں پہنچا دیا مگر اسی وقت جب نبی کا بیٹا ڈوبایا جا رہا تھا تو ایک کمزور، ناتواں بڑھیا کو اس لئے بچایا جا رہا تھا کہ وہ مومنہ، مخلصہ، نبی کی وفادار، سچی چاہنے والی تھی۔

ہوا یہ کہ ایک بڑھیا سیدنا نوح علیہ السلام پر ایمان لائی تھی ایمان کی خاطر اس نے اپنے

تمام رشتہ داروں سے رشتہ ناطہ توڑ لیا تھا سب سے الگ تھلگ ایک جھونپڑی میں رہتی تھی حضرت نوح علیہ السلام اس کی خبر گیری کیا کرتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو خبر دی کہ تم ایک بڑی سی کشتی بنالو جس میں تمام ایمان والوں کو بٹھالو، پانی کا زبردست طوفان آئے گا جو کشتی میں سوار ہوجائیں گے وہ بچ جائیں گے، باقی سب غرقاب ہوجائیں گے، حضرت نوح علیہ السلام نے بڑھیا کو اس ہلاکت خیز طوفان کی اطلاع دیکر فرمایا کہ تم تیار رہنا، جب طوفان آئے گا تم کو کشتی میں سوار کرلیا جائے گا مگر مرضیٔ الٰہی کہ طوفان آیا اور ساری زمین پر پانی پھیل گیا، یہاں تک کہ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں غرقاب ہوگئیں اور بڑھیا کشتی میں سوار ہونے سے رہ گئی اس طوفان ہوش ربا میں کشتی کے سواروں کے علاوہ کوئی نہ بچا، مسلسل چھ ماہ تک یہ طوفان روئے زمین پر چھایا رہا، چھ مہینوں کے بعد جب پانی اترا اور نوح علیہ السلام کی کشتی اپنے سواروں سمیت جودی پہاڑ پر آکر رکی، قرآن فرماتا ہے وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ اس وقت حضرت نوح کو خیال آیا کہ بڑھیا تو سوار ہونے سے رہ گئی، آپ نیچے اترے اور بڑھیا کی رہائش گاہ کی طرف چل پڑے، دیکھا کہ میدان میں بڑھیا کی جھونپڑی سلامت ہے اللہ کا شکر ادا کیا، جب آپ جھونپڑی میں داخل ہوئے بڑھیا نے آپ کو سلام کیا اور بولی حضور میں بالکل تیار ہوں، آپ کے ساتھ چلوں؟

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ضعیفہ! طوفان آیا اور سب کو تباہ کر کے چلا گیا، اللہ کا شکر ہے تجھ کو اس عذاب سے بچالیا، اللہ سب کچھ کرسکتا ہے، اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اس کی شان ہے، دیکھا آپ نے! بڑے بڑے پہلوان اور کڑیل جوان بہہ گئے، پہاڑوں کی مضبوط چٹانیں کھسک گئیں، بے ایمانوں اور غداران نبی کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کردیا گیا، کلی طور پر ان کے نام ونشان مٹادیئے گئے، یہاں تک کہ گھر والا بیٹا بھی تباہ ہوگیا، مگر ایمان کی خوبی اور انرجی دیکھو کہ گھر والی نہیں بلکہ صرف در والی نبی سے سچا تعلق رکھنے والی ضعیفہ کی اللہ تعالیٰ نے اس سخت ترین طوفان میں تائید اور مدد فرمائی، کہ پانی کا ایک قطرہ بھی اس کی جھونپڑی کے اندر نہ گیا

اس کے صحن میں نہ پہنچ سکا، سچ ہے اللہ اپنے مخلص بندوں کو بے یارومددگار نہیں چھوڑتا، بہر حال ان کی مدد کرتا ہے وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ کا کتنا شاندار مظاہرہ ہے۔

حضرات! عبرت کی آنکھیں کھولئے قرآن اور اسکی تفسیر پڑھیئے، آپکو اسمیں سب کچھ ملے گا، حدیثِ رسول قرآن کی ترجمان اور سچی تفسیر ہے قرآن سمجھنے میں اگر دشواری ہو حدیث اور تفسیر کا سہارا لیجئے من گھڑت حکایت وروایت، من مانی گمراہانہ تفسیر سے پرہیز کیجئے، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کا ترجمہ کنز الایمان اور اسکی تفسیر خزائن العرفان پڑھیئے، آپ کا ایمان پختہ اور تازہ ہو جائے گا، اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت پر ثابت قدمی ایمان کی حفاظت کی ضمانت ہے،

حضرات! یاد رکھیئے جب باکردار مسلمان جس نے دین کی خاطر تکلیفیں برداشت کی ہیں لوگوں کے طعنے سہے، گالیاں سنیں، مگر پیشانی پر بل نہیں آیا، زبان حال سے دنیا کو یہ خاموش درس دیتا رہے ؎

زخموں پہ زخم کھا کے جی اپنے لہو کے گھونٹ پی　　کر لبوں کو سی، عشق ہے دل لگی نہیں

جب ایسا پختہ کردار رکھنے والے مومن کا آخری وقت ہوتا ہے، اور موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہے تو اس وقت ایک فرحت آگیں سکون بخش نغمہ اس کے کانوں میں گونجتا، جس سے نزع کی کربناکیاں کیف وسرور کی مستیاں بن جاتی ہیں، وہ نغمہ ربانی کیا ہے؟ سنو! اللہ رب العزت فرماتا ہے يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ اے اطمینان والی جان! چل اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے، اور میرے مخلص بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا، ماشاء اللہ کیا شان ہے مرد مومن کی! موت کا دن عید سے بڑھ کر ہے، جب يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ کا نغمۂ ربانی کانوں میں رس گھولتا ہے تو اسکی روح جھومتی ہوئی قفس عنصری سے نکل کر اپنے رب کے حضور چل

پڑتی ہے ۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی ہے شب گور اسی گل سے ملاقات کی رات

ادھر روح نکلی اُدھر پر بہار جنت میں داخلہ کا اعلان ہو گیا وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا. اور اللہ انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اس کا نام ہے کامیاب زندگی، جب تک زندہ رہا فرشتے مونس وغمخوار، دنیا سے رخصت ہوتے وقت موت لذت آگیں اور خوشگوار، اور آخرت گل گلزار بن گئی۔

آگے اللہ رب العزت فرماتا ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی أُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں، أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کان کھول کر سن لو! اللہ کی جماعت ہمیشہ کامیاب رہے گی، یاد رہے یہ ہماری اور تمہاری جماعت نہیں ہے، اللہ کی جماعت ہے، جسکی پہچان یہ ہیکہ دین کے معاملہ میں وہ لوگ کسی کی رعایت پسند نہیں کرتے خواہ ماں باپ، آل اولاد، بھائی بند ہی کیوں نہ ہوں، اللہ ورسول کی محبت کے مقابلے میں تمام رشتے ناطے بیکار اور کالعدم ہو جاتے ہیں۔ اب اس سے ہٹ کر کوئی مسلمان زندگی بسر کرنا چاہے تو یاد رکھیں کہ وہ دنیادار تو ہو سکتا ہے دین دار نہیں ہو سکتا، دیندار اور ایماندار بننے کیلئے جو گائڈ لائن Guide Line قرآن نے دی ہے اس سے بال کی نوک کے برابر بھی اگر ہٹا تو سب کیا دھرا ستیاناس ہو کر رہ جائے گا، یعنی تمام نیکیاں برباد اور جملہ اعمال صالحہ خراب ہو جائیں گے،، اور اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قرآن فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً عمل کریں، مشقت جھیلیں، جائیں جہنم کے بھڑکتے انگارے میں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جب میدان قیامت میں لوگوں کو حساب وکتاب کے لئے جمع کیا جائے گا، تو اس ہوش ربا بھیڑ میں وہ لوگ بھی ہوں گے جو دنیا میں جاہ وجلال، دولت ومال، اور ہنر وکمال والے تھے، جن

کے قدموں پر دنیاوی عزت وعظمت بوسے دینے کیلئے بیقرار ہوتی تھی، مگر ایمان وعقیدے کی سچائی سے محروم تھے اسوقت ان بے ایمانوں سے رب فرمائیگا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ مزا جہنم کا عذاب چکھ، بڑی بزرگی اور عزت والا بنتا تھا، ایمان کا راستہ بتایا گیا مگر اسپر نہیں چلا، گلا پکڑ پکڑ کے ٹیٹوا دبا کر فرشتے انکو جہنم میں ڈالیں گے، وہاں کوئی بچانے والا نہ ہوگا، وہاں نہ کوئی دوست ہوگا نہ یار، نہ مونس ہوگا نہ غمخوار، نہ وہاں کوئی لیبر یونین ہوگی نہ اسکا لیڈر، جو شامیانہ لگا کر اور منڈپ گاڑ کر دھرنا دے گا، اور نعرے لگائے گا کہ ہماری مانگیں پوری کرو، ہے کسی میں ہمت؟ وہاں تو حال یہ ہوگا يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ یعنی اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں باپ اور بیوی بچوں سے، ان میں سے ہر آدمی کو اس دن ایک فکر ہے جو اس کے لئے بس ہے، آدمی تو آدمی اس دن وہ ہیبت وجلال کا عالم ہوگا کہ جبرئیل اور فرشتے خاموش صف باندھے کھڑے ہوں گی لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا کسی کو اس دن بات کرنے کا اختیار نہ ہوگا، يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا اس دن جبرئیل اور سب فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے اللہ نے اجازت دی۔

بھلا بتایئے! اس رعب وجلال کے عالم میں، انقلاب زندہ باد اور ہماری مانگیں پوری کرو کے نعرے لگانے والا کون ہوگا؟ وہاں تو سب کو نفسی نفسی پڑی ہوگی، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، اس دار و گیر کے عالم میں نہ کسی کی کچھ چلے گی اور نہ ہی کسی کی کچھ سنی جائے گی، اگر کسی کی شنوائی اور رسائی ہے تو صرف ساقی حوض کوثر، شفیع محشر، محبوب داور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی۔
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا نے کیا خوب فرمایا ؎

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے   گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مومن کی سلامتی دنیا کی ہو یا آخرت کی انھیں کے دامن کرم سے وابستہ ہے، بگڑوں کو سنوارنے والے، گرتوں کو اٹھانے والے، اور بدحالوں کو سنبھالنے والے وہی ہیں، ہر مومن کی

امیدیں انھیں کی ذات کریم سے وابستہ ہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

سن لیں اعداء میں بگڑنے کا نہیں   وہ سلامت ہیں بنانے والے

حضرات گرامی! لیکن اس دور پر فتن میں کچھ ایسے بگڑے لوگ ہیں کہ جوان کی صحبت میں گیا وہ بھی بگڑ گیا، ان کی طبیعت کے بگاڑ کی انتہا یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے یا نبی سلام علیک، کا روح پرور نغمہ گنگنادے، تو انکی پیشانی پر بل آجاتے ہیں اور سینہ تان کر بولتے ہیں، بتاؤ اس طرح سلام پڑھنا کہاں لکھا ہے، قرآن وحدیث سے اسکا ثبوت بتاؤ یہ بدعت ہے، ناجائز وحرام ہے، کیا کولمبو میں سلام پڑھنے والے کا سلام نبی سنتے ہیں؟ یہ ہے گستاخانہ ذہن وفکر رکھنے والوں کے بول۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ نبی کو سلام نہیں پہنچتا تو آپ لوگ ان سے جھگڑا مت کرو، وہ اپنی حیثیت اور اوقات کو سمجھ کر ایسا کہتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ان کا سلام نہیں پہنچتا، سلام پہنچنے کے لئے محبت شرط ہے یہ بیچارے زاہدان خشک محبت کی راہ ورسم کو کیا جانیں؟ چند بے ذوق سجدے اور تسبیح ومصلّٰی ان کا دینی سرمایہ ہے، امام عشق ومحبت امام احمد رضا کے خوش عقیدہ غلاموں سے پوچھو وہ بتائیں گے کہ سلام محبت میں کیا مزہ ہے، کیسا سرور ہے۔

میں نے آپ سے کہا کہ ان سے جھگڑا مت کرو، اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کا کنکشن کٹ چکا ہے اور جب ٹیلیفون کا کنکشن کٹ جاتا ہے، تو سلام کیا کوئی آواز نہیں پہنچتی، آج کل تو گھروں گھر ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں اگر ٹیلیفون کا کنکشن ٹیلیفون ایکسچینج سے قائم وسلامت ہے تو آپ کا سلام وکلام گھر بیٹھے دور دراز شہروں میں پہنچ جاتا ہے، ادھر نمبر ڈائل کیا اُدھر خبر ہوگئی، ہیلو کہا آواز پہنچ گئی، بلاتمثیل اگر محبت رسول کے ایکسچینج سے دل کے ٹیلیفون کا ایمانی کنکشن جڑا ہوا اور صحیح سلامت ہے تو ادھر ۹۲ رنمبر ڈائیل کر کے زبان سے سلام عقیدت یا نبی سلام علیک کے بول بارگاہ رسالت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تو فوراً یہ عقیدت مندانہ سلام بارگاہ آقا میں

پہنچ جاتا ہے، اور ادھر سے سلام کا جواب بھی ان کے کرم سے عطا کیا جاتا ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　　پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اگر ٹیلیفون کا کنکشن کاٹ دیا گیا ہے تو چوبیس گھنٹے بیٹھے بٹن دباتے رہو انگلی درد کرنے لگے گی مگر کولمبو کے اس کنارے سے اس کنارے تک تو دور کی بات ہے، گھر کے ایک روم سے دوسرے روم تک آواز نہیں پہنچ سکتی، کنکشن کٹا ہوا ہے آواز نہیں پہنچ سکتی، سلام کرو یا گالی دو، اسی طرح ایمان کا کنکشن گنبد خضراء کے ٹاور سے جڑا ہوا ہے تو مصطفیٰ پیارے ﷺ تمہارا سلام سنیں گے، ورنہ خالی ٹیلیفون کا ڈبہ رکھ کر نمبر ملانے سے کام نہیں چلے گا، آپ کے ٹیلیفون کا ڈبہ جاپانی ہے، یا امریکی، انڈین ہے، یا فرانسیسی، میڈ ان چائینا ہے یا کوریا، یہ نہیں دیکھا جائے گا، کنکشن دیکھا جائے گا۔

کنکشن کیوں کٹ ہوتا ہے؟ بل اگر پیڈ نہیں کیا گیا تو ٹیلیفون کا کنکشن کاٹ دیا جاتا ہے، ایمان کا کنکشن بھی کٹ جاتا ہے جب عقیدت ومحبت کا بل پیڈ نہیں کیا جاتا، یاد رہے!۔۔۔غوث وخواجہ واولیاء کے ساتھ تعلق نیاز مندانہ ایمانی ٹیلیفون کا پیمنٹ ہے جو ان سب چیزوں کا پابند رہے گا اس کا ایمانی کنکشن بھی سلامت رہے گا۔

اب تو موبائیل فون کا زمانہ ہے۔جس کے پاس دیکھئے موبائیل کا اسٹومنٹ نظر آئے گا موبائیل اسٹومنٹ لیجئے، اس میں سم کارڈ یعنی چپس ڈال دیجئے اور بیٹری چارج کر لیجئے بس جہاں چاہئے اپنی آواز پہنچا دیجئے، بظاہر اس میں کوئی تعلق اور کنکشن نظر نہیں آتا نہ باہر کے کسی وائر کی لائن سے مربوط ہے مگر سیٹیلائٹ سے اس کا تعلق ہے جو نظر نہیں آتا، موبائیل فون میں سم کارڈ اور سیٹیلائٹ کے تعلق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی طرح مومن کے دل میں محبت رسول کا سم کارڈ موجود ہوتا ہے اور ایمان کی بیٹری چارج ہو جاتی ہے گنبد خضراء کے ٹاور سے اس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے، پھر مومن کی آواز گوش مصطفیٰ سنتے ہیں، دور نزدیک کا سوال ختم ہو جاتا ہے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان　　　کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

لھذا محبت سے ایک بار بول دو،

الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الصلاۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

یقین رکھئے تمہارا اسلام بارگاہ رسالت میں پہنچ گیا سرکار نے جواب بھی دے دیا۔مگر معاملہ یہ ہے کہ ہمارے فون کی لائن یک طرفہ ہے،آوٹ گوئنگ چالو ہے،ان کمینگ بند ہے یعنی ہماری بات سرکار سن لیتے ہیں مگر ہمارے کان بہرے ہیں سرکار کا جواب نہیں سن پاتے،ہاں !جن حضرات بابرکات کی دونوں لائنیں چالو ہیں،وہ جواب بھی سن لیتے ہیں،غوث الوریٰ سنتے ہیں،خواجہ پیا سنتے ہیں امام احمد رضا سنتے ہیں،ارے یہاں تو سننے کا عالم یہ ہے کہ کعبہ کیا کہہ رہا ہے اس کو بھی سن لیتے ہیں ؎

غور سے سن تو رضا کعبے سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر کچھ لوگوں کو سلام سے چڑھ کیوں ہے؟ جبکہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں صلاۃ وسلام پیش کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔اور یہ حکم عام ہے،ہر مومن کو حکم ہے حضور ﷺ کے زمانے میں جو حضرات تھے ان کو بھی،جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں ان کو بھی،دور والوں کو بھی نزدیک والوں کو بھی،اس میں زمان ومکان کی کوئی تخصیص نہیں،ہاں مومن ہونا شرط ہے،ایمان والے ہی صلاۃ وسلام کا نذرانہ پیش کریں،بے ایمان اس کی قدر کیا جانے؟اگر جانتا تو ایمان ہی لاتا،دیکھئے!اللہ تعالیٰ کا حکم ہے أَقِيمُوا الصَّلَاةَ ایمان والو نماز پڑھو،فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ قرآن میں سے جو میسر ہو پڑھا کرو،مسلمان اس حکم پر عمل کرتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں،قرآن کی تلاوت کرتے ہیں،اچھا لگتا ہے روحانی سکون ملتا ہے،ایمان کو لذت ملتی ہے،مگر بے ایمان مردود شیطان جل بھن جاتا ہے،طرح طرح کے وسوسے ڈال کر دماغ کو پراگندہ کرتا ہے،اسی طرح دشمنان رسول ہمارے سلام سے چڑھتے

ہیں، یاد رکھئے کسی کے چڑھنے سے یہ سلسلۂ حسنات و برکات ختم ہونے والا نہیں، زمین کا فرش اور آسمان کا شامیانہ، جب تک سلامت ہے یہ سلسلہ چلتا رہے گا

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

صاحب خانہ کو اللہ سلامت رکھے اور انکی عمر اور جان و مال میں اسلامی برکتیں عطا فرمائے، اتنا خرچ کر کے ذکر نبی ﷺ کے لئے اتنے شاندار پروگرام کا انتظام کیا ہے، ہم کو اور آپ لوگوں کو بلایا ہے اس لئے کہ یہاں قرآن کی تلاوت ہوگی، نغمۂ نعت مصطفیٰ گنگنایا جائے گا، نبی اکرم ﷺ کا ذکر جمیل ہوگا، بارگاہ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا جائے گا، یہاں اللہ کی رحمت برسے گی برکات و حسنات کے پھولوں سے سب کے دامن بھریں گے، مگر جو بے ادب ہے، نبی کا گستاخ ہے، وہ یہی بولتا جائے گا کہ یہ بدعت ہے۔ گمراہی ہے، کیا تمہارے نبی کو سلام پہنچتا ہے؟؟؟ ان لوگوں سے کہہ دو کہ ہمارا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچتا ہے بلکہ سرکار اپنے کان سے سنتے بھی ہیں۔۔۔۔اس لئے کہ ہمارا ایمانی کنکشن باقی اور سلامت ہے تم اپنے نصیبے پہ ماتم کرو کہ تمہارا کنکشن کٹ چکا ہے، یہ اپنے اپنے نصیبے کی بات ہے۔

دیکھئے! اگر دو آدمیوں میں باہم دوستی اور محبت کا تعلق ہے، دونوں کہیں جا رہے ہیں، ایک اِدھر سے جا رہا ہے دوسرا اُدھر سے آ رہا ہے ایک نے دوسرے کو دیکھا، دیکھتے ہی دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا، مسکرائے خوش ہوئے، دیکھنے والوں نے سمجھ لیا کہ دونوں میں خوشگوار تعلقات ہیں، برخلاف اسکے کہ اگر دونوں میں سے ایک کے دل میں دوسرے سے کدورت ہے، نفرت ہے تو اسکو دیکھتے ہی منہ پھیر لے گا، راستے سے کترا کر نکل جائے گا، منہ کا اینگل چینج ہو جائے گا، کہاں کا سلام کہاں کا کلام، اس نفرت بھرے انداز کو دیکھ کر ہر شخص اندازہ لگالے گا کہ اسکا دل صاف نہیں ہے، دوستی اور محبت کا کنکشن سرے سے جڑا ہی نہیں یا جڑا تھا تو اب کٹ گیا ہے۔

بلاتمثیل جو شخص سلام سے بھاگا معلوم ہو گیا دشمنی والا ہے، اور جو سلام کی آواز سن کر بھاگتا ہوا آیا اور مجمع میں شامل ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنے لگا تو سمجھ لو کہ یہ محبت والا ہے، غالباً اب بات سمجھ میں آ گئی ہوگی، یہ میں نے ایک مثال دی ہے اب آیئے اسلام میں سلام کی اہمیت اور اسکی برکتیں کیا ہیں قرآنی آیت سے اس کا اندازہ لگایئے۔ یہ صلاۃ وسلام محض ایک رسم ورواج نہیں ہے بلکہ مومن کی سچی پہچان اور محبت کی ایک کھلی ہوئی علامت ہے سلام کی بہار اسلام میں ہر طرف نظر آئے گی، اپنے یا پرائے مکان میں جاؤ تو سلام، قبرستان میں پہنچو تو سلام، جب کسی مسلمان کو دیکھو تو سلام، محشر کے میدان میں سلام، باغ رضواں میں سلام، ولیوں کے دربار میں سلام، نبیوں کی بارگاہ میں سلام، حد تو یہ ہے کہ خاص حالت نماز میں سلام کا حکم ہے، سلام سے صرف نظر کیا ہی نہیں جاسکتا۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہی فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً. پھر جب تم گھروں میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملنے کے وقت یہ سلام کرنا اچھی دعاء ہے اللہ کے نزدیک، اور برکت والی پاکیزہ دعاء ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرے یعنی جو لوگ اسوقت مکان میں ہوں، گھر میں داخل ہوتے ہی بچہ سامنے آئے اسکو سلام کرو، ماں آئے اسکو سلام کرو،، بہن آجائے اسکو سلام کرو، بیوی آجائے اس کو سلام کرو، السلام علیکم یہ دعائیہ کلمات بڑی برکت والے ہیں اس سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے، مگر آج کے بگڑے ہوئے معاشرے میں ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ اگر شوہر گھر میں داخل ہوتے ہی بیوی کو دیکھ کر سلام کرے تو بڑی بی طعنہ دینا شروع کر دیں گی کہ میرا بیٹا بیوی کا غلام اور مرید ہو گیا ہے، جب دیکھو بیوی کو سلام کرتا ہے، اسلئے غریب شوہر ماں کی ناراضگی اور طعنے تشنے سے ڈر کر سلام ہی نہیں کرتا، اور ایک بڑی برکت والی چیز سے محروم ہو جاتا ہے اس بگڑے ہوئے معاشرے کو سدھارنے کی ضرورت ہے، آپ اپنے رب کے حکم پر عمل کریں، ان شاء اللہ سب

راضی ہو جائیں گے، مثل مشہور ہے جب اللہ راضی تو سب راضی، مسلمانو! سوچو جب گھر کے معمولی افراد بیوی بچوں کو سلام باعث خیر و برکت ہے تو سید الانبیاء، محبوب رب العلمین کو سلام کرنے میں کیا کیا برکتیں اور انعامات حاصل ہوں گے اندازہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح دوسروں کے گھر ملاقات کے لئے جاؤ تو پہلے سلام کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھر میں بلا اجازت نہ جاؤ۔ اور ان گھروں میں رہنے والوں کو سلام کرو، ایسا کرنا تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم خیر کی باتوں پر دھیان دو،،، اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر کے گھر جانے والے کی اس گھر والے سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو پہلے سلام کرے پھر اندر آنے کی اجازت چاہے، اگر مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت چاہے، یعنی اس طرح کہے السلام علیکم کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر کہے یا کھکارے تاکہ مکان والوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی آنا چاہتا ہے۔

اور اگر خالی مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو اس وقت بھی سلام کرنے کا حکم ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ خالی مکان میں کس کو سلام کرے؟ اور کس طرح کرے؟ تو فرمایا گیا ہے کہ یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ یعنی سلام ہو نبی اکرم ﷺ پر، اور ان پر، اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، سلام ہو گھر والوں پر اور اللہ کی رحمت و برکت ہو، حضرت سیدنا امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو مسجد میں داخل ہونے والا یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حضرت علامہ ملا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں کہ خالی مکان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

اہل اسلام کے گھروں میں روح اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے، اسی طرح علماء کا ارشاد ہے یَا دَاخِلَ الدَّارِ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ لِأَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْجُوْدٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنی اے خالی گھر میں داخل ہونے والے نبی مختار پر درود پڑھ اس لئے کہ روح اقدس مومنین کے گھروں میں جلوہ فرما ہوتی ہے سبحان اللہ! اسلام کا مومنانہ نظام کتنا پاکیزہ اور محبت انگیز ہے۔

حضرات! آپ کے ذہن میں یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک ہی وقت میں لاکھوں گھروں میں روح اقدس کیسے جلوہ گر ہوسکتی ہے؟ میں کہوں گا ہوسکتی ہے۔ اسی کا نام تو معجزہ ہے، جس کو سمجھنے میں عقل حیران اور عاجز ہو کر رہ جائے، ایک روح ایک جگہ ہی رہے یہ تو سب کی روح کا معاملہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس ایک ہے، مگر کڑوڑوں جگہ جلوہ گر ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ، آپ کہیں گے، کامن سینس Commen Scence کی بات کیجئے تب ہماری سمجھ میں بات آئے گی۔

اچھا بتایئے! آپ لوگوں کے گھروں میں T.V ہے؟ کوئی نہیں ہاں کہہ رہا ہے، بھائیو! ابھی فتویٰ لگانے نہیں بیٹھا ہوں، اس کے ذریعہ بات کو سمجھانا چاہتا ہوں، بہر حال آپ کے گھروں میں T.V ہے اگر آپ نے T.V On آن کر دیا۔ اگر امریکہ یا انگلینڈ میں کرکٹ کا میچ ہو رہا ہے، تو وہاں کا اسٹیڈیم اور اسٹیڈیم کا پورا گراؤنڈ کھلاڑی اور تمام تماشائی جو اسٹیڈیم میں بیٹھے ہوئے ہیں سب نظر آئیں گے، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر اتنا بڑا گراؤنڈ، اسٹیڈیم، تمام تماشائی آپ کے گھروں میں کدھر سے گھس آئے؟ اور صرف آپکے ہی گھر میں نہیں، سری لنکا، ہندوستان، پاکستان، انگلینڈ، جاپان، پوری دنیا کے ان تمام گھروں میں جہاں T.V آن کر کے میچ کو دیکھا جا رہا ہے، ہر جگہ نظر آئے گا، آخر ایسا کیوں؟ آپ جواب دیں گے یہ تو سائنس کا کرشمہ ہے۔ یا اللہ!! سائنس میں اتنا زور؟ ایک چیز کو بیک وقت ہزاروں لاکھوں جگہ پہنچا دے، موجود کر دے اور سب کو سر کی آنکھوں سے دکھا دے، اور خالق کائنات، صانع عالم،

رب الارباب جل مجدہ کو یہ قدرت نہیں؟ معاذ اللہ! وہ چاہے تو روح محمدی کے جلوے کو کائنات کے ذرے ذرے سے ظاہر فرمادے، اسکی شان ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، بیشک اللہ جو چاہے کرے۔ شئی واحد کو ایک ہی آن میں کروروں جگہ موجود فرمادے اس میں کیا شبہ، اس پر کیا اعتراض؟ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وہ بڑی شان والا ہے۔ وہ بڑی قدرت والا ہے۔ اسی لئے فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ نمازی جب التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھے تو یہ تصور رکھے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس اسکے پاس جلوہ گر ہے اور میں سلام پیش کررہا ہوں لِأَنَّ رُوْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْجُوْدٌ عِنْدَ كُلِّ مُصَلِّيْنَ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اسلئے فرماتے ہیں ؎

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار ‏ ‏ روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

ہم نبی کو سجدہ نہیں کرتے، نہ اس کو جائز جانتے ہیں، مگر سلام تو کریں گے، امتی پر نبی کا حق ہے کہ وہ ان کو سلام کرے، حمد کا حقدار اللہ جل شانہ ہے اور سلام کے حقدار انبیاء علیہم السلام ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، سلام رسولوں کے لئے ہے اور حمد رب العالمین کے لئے ہے۔ قرآن نے حمد اور سلام دونوں کو الگ الگ کردیا، یعنی جب سلام کا ارادہ کرو تو نبیوں کا تصور کرو، اور حمد کا ترانہ گاؤ تو رب کائنات کی بارگاہ میں حضوری کا خیال باندھو، اس طرح قرآن نے ذکر کے دو حصے فرما کر ظاہر کردیا ہے کہ حمد، اللہ رب العزت کی ہو اور سلام کا نذرانہ رسولان ذی وقار کے لئے ہو۔

کہنے والے کہتے ہیں سلام کہاں لکھا ہے؟ ارے سلام کی بہار دیکھنی ہو تو قرآن پڑھو معلوم ہوگا انبیاء کرام علیہم السلام پر کس شان کے ساتھ سلام پیش فرمایا گیا ہے۔ سنئے! میرے رب نے صرف حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پر سلام نہیں بھیجا، بلکہ دوسرے انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم پر بھی سلام بھیجا ہے، اور اپنی دوسری مخلوقات سے ان مقدس ہستیوں پر سلام بھجوایا ہے، سورہ صافات کی تلاوت کیجئے تو معلوم ہوگا کہ سلام کی بہار کیا ہے؟ اللہ رب العزت سیدنا نوح علیہ السلام

پر سلام بھیجتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ وَنَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ، وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ؎ اور بے شک ہمیں نوح نے پکارا تو ہم کیا اچھے قبول فرمانے والے ہیں، اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی، اور ہم نے اسی کی اولاد دنیا میں باقی رکھی، اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی، نوح پر سلام ہو جہان والوں میں ۔۔۔امام المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اب دنیا میں جتنے انسان ہیں وہ حضرت نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔طوفان نوح ختم ہونے کے بعد آپ کے ہمراہی جب کشتی سے زمین پر آئے تو جتنے مرد عورت تھے، سوائے آپکی اولاد کے، سب کے سب مر گئے آپکی اولاد اور ان کی بیویوں کے سوا ان میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہا، انھیں سے دنیا میں نسلیں چلیں، اسی لئے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر جمیل انکے بعد آنے والے انبیاء کرام علیھم السلام اور ان کی امتوں میں باقی رکھا، اس طرح کہ فرشتے، سعادت مند جن اور انسان سب کے سب ان پر قیامت تک سلام بھیجا کریں۔سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ سلام ہو حضرت نوح پر دنیا والوں کی طرف سے، جب فرشتے اور دنیا کے وفادار جن وانس سیدنا نوح علیہ السلام پر بحکم خدا سلام بھیجتے ہیں تو ہم غلامان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آقا پر سلام کیوں نہ بھیجیں، نبی پر سلام بھیجنا وفاداری، نیاز مندی اور ایمان کی پہچان ہے۔

ان آیات کے بعد سیدنا ابرہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ذکر جمیل ہے۔آیت نمبر ۸۳ سے لیکر آیت نمبر ۱۱۳ تک مسلسل تیس آیتیں آپ کی سیرت، عادات واطوار، دین کی اشاعت، اپنے گھر والوں اور قوم کی اصلاح، اور دین کی راہ میں تکالیف کا تذکرہ اور آپ کی قربانیوں کا بیان ہے پھر آخر میں آپ پر سلام بھیجا گیا ہے 'وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ . یعنی ابراہیم بھی نوح کے گروہ سے

ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کے دین وملت اور انھیں کے طریق سنت پر ہیں، باوجود اسکے کہ ان دونوں حضرات کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس سال کا فاصلہ ہے اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری سیرت کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر آپ کی ہجرت، دعاء اور قربانی کا تذکرہ یوں فرمایا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ "اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، ہجرت کرکے، جہاں میرا رب جانے کا حکم فرمائے گا، وہاں اس دارالکفر سے چلا جاؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملک شام بیت المقدس جانے کا حکم دیا، آپ وہاں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے رب سے دعاء کی، رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ "الٰہی! مجھے لائق اولاد عطا فرما، آپ کی یہ دعاء قبول ہوئی اور آپ کو خوشخبری سنائی گئی فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ "تو ہم نے ابراہیم کو ایک عقلمند لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایثار وقربانی کا ذکر ہوتا ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ، پھر جب اسماعیل انکے ساتھ کام کے لائق ہوگیا (جوان ہوگیا) (ابراہیم نے اسماعیل) سے کہا میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے ایسا اسلئے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب سچا ہوتا ہے، اور انبیاء کے خواب وحی الٰہی ہوتے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے والد گرامی کا عزم دیکھ کر عرض کی قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (اسماعیل علیہ السلام نے) کہا کہ میرے والد بزرگوار! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کو کر گزر یئے، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

دونوں مقدس باپ اور بیٹے کے درمیان گفتگو کے بعد منیٰ کی وادی کی طرف دونوں حضرات چلدیئے، وادیٔ منیٰ میں پہنچ کر باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل زمین پر لیٹا دیا اور گلے پر چھری چلا دی، ارشاد ربانی ہے فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ، تو جب دونوں نے ہمارے حکم کے

سامنے گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے بل لیٹا دیا وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ، اس وقت کا حال نہ پوچھ، ہم نے ابراہیم کو ندا کی، کہ اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم ایسا ہی نیکوں کو صلہ دیتے ہیں، اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ بے شک یہ کھلا ہوا امتحان تھا، وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ (جنتی دنبہ) اس کے فدیہ میں دیکر اسماعیل کو بچالیا، وَتَرَکْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی۔

اب اسکے بعد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر بارگاہ رب ذوالجلال کی طرف سے سلام بھیجا جا رہا ہے، سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ. کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ سلام ہو ابراہیم پر ہماری طرف سے، ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں، بیشک ابراہیم ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے۔

پھر اسکے بعد قرآن نے سیدنا موسیٰ وسیدنا ہارون علیہما السلام کا ذکر خیر فرمایا ہے آیت ایک سو چودہ سے لیکر ایک سو بائس تک، ان دونوں معزز نبیوں کی زندگی کے مختصر حالات اور خدائی احسانات کا ذکر فرما کر ان پر سلام بھیجا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے، وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ اور بے شک ہم نے موسیٰ اور ھارون پر احسان فرمایا کہ ان کو نبوت ورسالت سے سرفراز کیا، وَنَجَّیْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بہت بڑی مصیبت سے نجات بخشی، اسطرح سے کہ قوم بنی اسرائیل اور سیدنا موسیٰ وھارون علیہما السلام کو فرعون اور فرعونیوں کے ظلم وستم سے چھٹکارا دلایا۔ وَنَصَرْنٰهُمْ فَکَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ اور فرعونیوں کے مقابلہ میں ہم نے انکی مدد فرمائی، تو وہی لوگ اپنے دشمن پر غالب ہوئے، وَاٰتَیْنٰهُمَا الْکِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب عطا کی وَهَدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور انکو سیدھا راستہ دکھایا۔ وَتَرَکْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ اور پچھلوں میں انکی تعریف باقی رکھی۔

حضرت موسیٰ وسیدنا ھارون علیہما السلام کی حیات طیبہ، اور ان حضرات اور ان کی قوم

پر جو اللہ تعالیٰ نے احسانات فرمائے ہیں ان کا مختصراً تذکرہ کرنے کے بعد اخیر میں فرمایا سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ سلام موسیٰ اور ھارون پر اِنَّا کَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک وہ دونوں ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔

حضرات! ابھی سلام کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا ہے، اس کے بعد آیت نمبر ایک سوتیئس (۱۲۳) سے لیکر ایک سوبتیس (۱۳۲) تک سیدنا الیاس پیغمبر علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا ہے، ان کی دعوت وتبلیغ کو بیان فرمایا گیا پھر اخیر میں ان پر سلام بھیجا گیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، وَاِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور بیشک الیاس پیغمبروں میں سے ہیں جو بعلبک شہر اور آس پاس کے رہنے والوں کی طرف بھیجے گئے تھے، وہاں کے لوگ بعل نامی بت جو سونے کا تھا اس کی پوجا کرتے تھے، اور اسکی بہت تعظیم کرتے تھے، وہاں کے بادشاہ کا نام بک تھا اسلئے اس علاقہ کا نام بعلبک ہوگیا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی سے منع فرمایا، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ۔ جب حضرت الیاس نے اپنی قوم سے فرمایا تم ڈرتے نہیں کیا؟ بعل بت کو پوجتے ہو، اور جو سب کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اس کو چھوڑتے ہو، جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادا کا بھی رب ہے، جب قوم نے حضرت الیاس کی دعوت وتبلیغ سنی تو آپ کے دشمن ہوگئے اور آپ کی بات ماننے سے انکار کردیا فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ تو انھوں نے حضرت الیاس کو جھٹلایا، تو وہ ضرور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے مگر اس کے مخلص بندے، جو حضرت الیاس پر ایمان لائے وہ لوگ عذاب میں گرفتار نہ ہوں گے وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور ہم نے پچھلوں میں الیاس کی تعریف باقی رکھی۔

حضرت الیاس کی زندگی اور ان کی دعوت وتبلیغ کے بیان کے بعد اب ان پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سلام کا انعام بھیجا جا رہا ہے، سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْیَاسِیْنَ سلام ہو الیاس پر، اِنَّا كَذٰلِكَ

تَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ بیشک الیاس ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔

اسکے بعد حضرت لوط علیہ السلام اور سیدنا یونس علیہ السلام کی بعثت ورسالت کا ذکر ہے، اور اخیر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کفار ومشرکین کی بدحالی، بدعقیدگی اور کفر وشرک کا تذکرہ ہے اور سورہ کے اخیر میں مجموعی طور پر تمام رسولوں پر سلام بھیجا گیا ہے۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀ اے محبوب! تمہارے عزت والے رب کے لئے ان باتوں سے پاکی ہے جو کفار اس کی شان میں کہتے ہیں، اور اس کے لئے شریک اور اولاد ٹھہراتے ہیں، اور سلام ہو سب پیغمبروں پر جنھوں نے اللہ رب العزت کی طرف سے توحید اور شریعت کے احکام پہنچائے اور حمد ہو اللہ رب العالمین کیلئے۔ حضرات گرامی! دیکھ لیا آپ حضرات نے، سلام، سلام، سلام کی صدائے دلنواز سے سورہ صافات کی سطر، سطر گونج رہی ہے، محسوس ایسا ہو رہا ہے کہ نبیوں کا میلاد پڑھا جا رہا ہے اور ہر بیان کے اخیر میں سلام کی آواز بلند ہو رہی ہے، جن کی ایمانی آنکھیں سلامت ہیں انھیں سلام اور سلام کی پر کیف بہاریں قرآن کے پاروں میں چمکتی دمکتی نظر آئیں گی، اندھے کو کیا آئے نظر۔

آنکھ والا تیری عظمت کا تماشہ دیکھے　　دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ان سورداسوں کو کیا نظر آئے گا جن کے دل ودماغ میں گاؤخر کی نجاست بھری ہو، جن کو بٹیر اور کالے کوے میں فرق کی تمیز نہ ہو، جو نبی اور امتی کے فرق کو نہ سمجھتے ہوں، وہ صلوۃ وسلام کی عظمت وبرکت کو کیا جانیں، یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ، وَالْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ "پاکوں کے لئے پاک چیزیں ہیں اور خبیثوں کے لئے خبیث"

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے　　بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چپلے

میں نے وہ آیتیں آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں، جن میں انبیاء کرام علیہم السلام پر

سلام بھیجا گیا ہے، انکے انداز بیان اور طرز کلام پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہر نبی پر سلام کے ساتھ ایک ہی قسم کی چار چار آیتیں نازل ہوئی ہے مثلاً پہلی آیت وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ، دوسری آیت سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ، تیسری آیت كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ چوتھی آیت إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۔ اسی ترتیب سے ہر جگہ چار آیتیں ہیں، گویا سنیوں کے چار مصرعے ایک ہی قسم کے ہونا قرآن کی اسی ترتیب سے مستفاد ہیں۔

یا نبی سلام علیک ـــــ یا رسول سلام علیک ـــــ

یا حبیب سلام علیک ـــــ صلوۃ اللہ علیک ـــــ

پہلے چار مصرعے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں ہوتے ہیں، پھر چار مصرعے سلام کے پڑھے جاتے ہیں، تو سلام اور سلام کے پڑھنے کے انداز وترتیب دونوں قرآن سے ثابت ہوئے۔

حضرات گرامی! آیئے اور سلام کی بہاروں کو قرآن کے سی پاروں میں ملاحظہ فرمائیے، قرآن نے یوں تو صلاۃ وسلام کا عام حکم دیا ہے۔ مگر پیدائش یعنی میلاد کے دن کو خاص فرمایا ہے، دیکھئے! سیدنا زکریا علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ تھی، آپکی عمر شریف نوے سال ہوچکی تھی، اس بڑھاپے کے عالم میں جب کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے آپ کمزور ہوچکے تھے، بال سفید ہوگئے تھے، اولاد سے نا امید ہونے کے باوجود اپنے رب کی قدرت سے امید لگائے ہوئے ایک دن اللہ تعالیٰ سے دعاء کی، اللہ تعالیٰ نے آپکی دعاء کو قبولیت سے نوازا اور ایک بیٹے جن کا نام یحیٰ ہے، ان کی ولادت کی بشارت سنائی۔ جب حضرت یحیٰ کی ولادت (میلاد) ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا، اے یحیٰ کتاب توریت کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو، اور ہم نے یحیٰ کو بچپن میں ہی نبوت عطا کی (جب کہ آپ کی عمر تین سال کی تھی)، اور ہم نے اپنی طرف سے مہربانی کا خاص جذبہ اور پاکیزگی عطا فرمائی، اور اعلیٰ درجہ کے متقی تھے اور یحیٰ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے، اور بالکل نا

فرمان نہ تھے، مطلب یہ ہے کہ یحیٰ علیہ السلام انتہائی نیک متقی، پرہیزگار، خوف الٰہی سے سرشار، ماں باپ کے سچے وفادار، بڑے متواضع خلیق اور اپنے رب کے مطیع وفرمانبردار تھے، حضرت یحیٰ کی مقدس سیرت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ آخر میں سلام فرمارہا ہے، وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا، سلام ہو یحیٰ پر جس دن پیدا ہوئے، اور جس دن انتقال ہو، اور جس دن زندہ اٹھائے جائیں گے یعنی قیامت کے روز، اس آیت میں سلام کے لئے تین دنوں کو خاص فرمایا، دو دنیا کے اور ایک آخرت کا، پیدائش یعنی میلاد النبی کا دن، وصال نبی کا دن، اور قیامت کے دن جب قبر سے زندہ اٹھائے جائیں گے۔

اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن مجید میں میلاد بیان کیا گیا ہے اور اخیر میں خود عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ان پر سلام بھیجا گیا ہے۔ سورہ مریم میں آیت نمبر ۱۶ سے لیکر آیت نمبر ۳۶ تک مسلسل اکیس آیتوں میں کنواری پاک مریم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا بغیر شوہر کے محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حاملہ ہونا حضرت عیسیٰ کی معجزانہ طریقہ پر پیدائش کا ہونا، قوم کا حضرت مریم پر الزام لگانا، پھر دن دو دن کی عمر میں عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے گفتگو کرنا، اپنی نبوت کا اعلان کرنا، اور اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت مریم کی برأت کا اعلان کرنا وغیرہ وغیرہ بیان فرمانا، پھر ارشاد ہوتا ہے، وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن انتقال کروں، اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں، یہ ہیں مریم کے بیٹے عیسیٰ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کلام فرمایا تو قوم کو حضرت مریم کی طہارت اور برأت کا یقین ہوگیا، اور حضرت عیسیٰ اپنے اوپر اپنی پیدائش یعنی میلاد کے دن سلام بھیج کر خاموش ہوگئے اور اس کے بعد کلام نہ فرمایا۔

سبحان اللہ انبیاء کرام پر سلام بھیجنے کی کیا شان ہے۔ اللہ تعالیٰ سلام بھیجے، وفاداروں

سے بھجوائے، خود نبی اپنے اوپر سلام بھیجے، جن وملک سلام بھیجیں، یہاں تک کہ پتھر اور درخت سلام کریں، مگر افسوس ہے ان کلمہ پڑھنے والوں پر جو سلام سے نفرت کرتے ہیں اور جب میلاد میں صلوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے تو بھاگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''جن من گن'' ہو رہا ہے، معاذ اللہ رب العلمین، کتنے شقی القلب، کور باطن اور بد بخت ہیں یہ لوگ جو اللہ کے پسندیدہ کام صلوۃ وسلام کو ''جن من گن'' سے تشبیہ دیتے ہیں۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصا نجدیت کی اس وباء سے

بہر حال، بارگاہ رسالت میں سلام کا نذرانہ پیش کرنا ایمان کا تقاضہ اور مومن کی پہچان ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کامل عطا فرمائے اور صلوۃ وسلام کے صدقے میں دین ودنیا اور آخرت میں سلامتی عطا فرمائے آمین۔

وما علینا الا البلاغ

کھڑے ہو جائے آقا پر صلوۃ وسلام پڑھنے کے لئے۔

نتائج اعمال

نوٹ:۔ حضور اشرف العلماء دامت برکاتھم القدسیہ، نے مورخہ ۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲؍ اگست ۲۰۰۲ء کو میمن حنفی مسجد کولمبو میں خطبہ جمعہ سے پہلے خطاب فرمایا۔ نورالحسن غفرلہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ، یَا زِیْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ، یَا عَرُوْسَ مَمْلَكَةِ اللّٰهِ، یَا سِرَاجَ اُفُقِ اللّٰهِ، یَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ

میرے دینی، اسلامی سنی بھائیو! دنیا میں جتنی چیزیں پائی جاتی ہیں، ان سب میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر اور اثر کی قوت پیدا کی ہے۔ مثلاً آگ پیدا فرمائی تو اس میں جلانے اور گرم کرنے کی تاثیر پیدا فرمائی، برف کو بنایا تو اس میں سرد اور ٹھنڈا کرنے کی تاثیر رکھ دی، اسی طرح آدمی کے جسمانی اعضاء میں تاثیر رکھی ہے۔ اگر آپ کسی پر ناراض ہوکر غصہ میں آنکھیں نکال کر دیکھیں تو غصہ سے دیکھنے کا اثر سامنے والے پر یہ ہوگا کہ وہ سہم جائے گا اور سمجھ لے گا کہ آپ اس سے ناراض ہیں، حالانکہ آپ نے زبان سے کچھ نہیں کہا، نہ ڈانٹا، نہ جھڑکا صرف غیظ وغضب کی نگاہ سے دیکھا، یہ ہے غصہ میں دیکھنے والے کی آنکھ کی تاثیر، اسی طرح خوش ہوکر کسی کو پیار ومحبت سے دیکھیں تو وہ دل میں خوشی اور اطمینان محسوس کرے گا، اگر آپ کسی کو طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف لپکیں گے تو فوراً اس کی آنکھ جھپک جائے گی، اور خود بخود اس کا سر ایک طرف جھک جائے گا یہ ہاتھ کے اٹھانے کی تاثیر ہے۔

غرض کہ ہر چیز میں اثر و تاثیر کی صلاحیت موجود ہے اللہ تعالیٰ نے بے اثر کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم کو معلوم نہ ہو، کیونکہ انسانی معلومات اور تحقیق و تلاش کا دائرہ بالکل محدود ہے بہر حال ہر چیز میں کسی نہ کسی قسم کی خاصیت کا پایا جانا ضروری ہے۔ اسلئے فرمایا گیا فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ ، دوسری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز میں جو تاثیر رکھی ہے اس سے وہی اثر و تاثیر حاصل کی جا سکتی ہے۔ آگ میں جلانے اور گرم کرنے کی خاصیت ہے تو آپ آگ سے جلانے اور گرم کرنے کا کام لے سکتے ہیں برف کا کام ٹھنڈا کرنا ہے تو اس سے ٹھنڈک ہی حاصل ہوگی، ایسا نہیں ہو سکتا کہ آگ سے برف کا کام لیں اور برف سے آگ کا کام لیں، اگر آپ بریانی پکانا چاہیں تو دیگ کے نیچے آگ ہی جلانی ہوگی، برف کے بڑے بڑے ٹکڑے چولھے میں دیگ کے نیچے رکھ کر بریانی پکنے کا انتظار کرتے بیٹھنا پاگل پن ہوگا۔ دیگ میں جتنے چاول ہیں اکڑ جائیں گے اور پھول کر خراب ہو جائیں گے اگر چوبیس گھنٹے دیگ کے پاس کھڑے ہو کر وظیفہ پڑھتے رہیں، بریانی پک جا، بریانی پک جا، سننے والوں کے کان تو پک جائیں گے مگر بریانی نہیں پک سکتی، پانی ٹھنڈا کرنا ہے تو اس میں برف کے ٹکڑے ڈالیں، برف کی تاثیر پانی کو ٹھنڈا کر دے گی پانی میں آگ کے انگارے ڈال نے سے آپ کا یہ مقصد ہرگز پورا نہیں ہو سکتا بلکہ نقصان ہوگا، پانی گندا ہو جائے گا۔ استعمال کے لائق بھی نہیں رہیگا۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے جس چیز میں جو تاثیر پیدا کی ہے پھر اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے جو طریقہ اور ڈھنگ بتایا گیا ہے، اسی طریقہ سے اس سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اس کے خلاف کرنے سے کبھی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بسا اوقات سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

میرے دوستو! اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کے اچھے برے اعمال میں تاثیرات رکھی ہیں انسان دو طرح کے عمل کرتا ہے، نیک اور بد، اچھا اور برا، انسان کے ان دونوں قسموں کے

عمل میں تاثیر پائی جاتی ہے، اچھے عمل کی تاثیر ہے آبادی، خوشحالی، اور برے کام کی تاثیر ہے بربادی اور زبوں حالی، جو جیسا کریگا ویسا بھرے گا، اسی کو کہا گیا ہے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' یعنی اچھے اور برے عمل جو انسان سے ظاہر ہوتے ہیں انکے اثرات انسانی زندگی پر ہوتے ہیں، جسکے اچھے برے نتیجے اس دنیا کی زندگی میں تھوڑے بہت نظر آجاتے ہیں، مگر آخرت میں تو ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا اور سارے نتیجے خود انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے گا اللہ تعالیٰ اسی کو فرماتا ہے کہ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ ہر مومن وکافر کو قیامت کے دن، اسکے اچھے برے اعمال دیکھائے جائیں گے، مومن کو اسکی اچھائیاں اور برائیاں دونوں دیکھائی جائیں گی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے برائیوں کو بخش دے گا، اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا، اور کافروں کو بھی ان کے اچھے برے اعمال دیکھائے جائیں گے، مگر ان کی نیکیاں رد کردی جائیں گی، کیونکہ کفر کی وجہ سے سب نیکیاں اکارت ہو چکی ہوں گی، اور برائیوں پر ان کو عذاب دیا جائے گا، اور حضرت امام محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کافر نے اگر ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کا بدلہ دنیا میں ہی دیکھ لے گا، یہاں تک کہ جب مرے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی، اور مومن اپنے گناہوں کی سزا دنیا میں پالے گا تو پھر آخرت میں اس کے ساتھ کوئی گناہ نہ ہوگا، اس آیت کریمہ میں اس بات کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ نیکی تھوڑی ہی کیوں نہ ہو کارآمد اور مفید ہے، اور اس بات سے ڈرایا گیا ہے کہ گناہ چھوٹے سے بھی چھوٹا وبال جان ہے۔

قرآن نے دو جملوں میں انسانی اخلاقی قدروں کی پاکیزگی اور ناشائستگی کو حسین اور خوبصورت پیرائے میں بیان کردیا ہے تاکہ انسان اپنے اعمال وافکار کا سروے کرتا رہے کہ وہ اچھے عمل کر رہا ہے یا برے کام کر رہا ہے، اگر اچھے کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے رحمتوں اور بشارتوں کا حقدار ہوتا ہے، قبر کی وحشتناکیوں میں اس کو اطمینان نصیب ہوگا، محشر کی کربناکیوں میں من

مانے چین میں ہوگا، شفیع محشر ساقی کوثر ﷺ کی شفاعت اس کی مونس وغمخوار ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں بھی خوشحال وہاں بھی خوشحال رہے گا، یادرکھئے نیکیاں اسی کو کام دیں گی، جس کا ایمان وعقیدہ سلامت ومحفوظ ہے، اگر عقیدہ خراب ہوگیا تو سب برباد ہوگیا۔

روایتوں میں آیا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں ایک ایسا بدکار، گنہگار آدمی تھا جس کا نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی تھا، اور گناہوں سے بھرا پڑا تھا، جب وہ مرا تو اس کی قوم کے لوگوں نے عبرت کے لئے اس کی لاش کو مرے ہوئے جانوروں کی طرح بے گور وکفن اس جگہ پر لیجا کر پھینک دیا جہاں شہر کی گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا۔ جب برادری کے لوگوں نے اس گنہگار بندے کے ساتھ ایسا سلوک کیا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا، کہ اے موسیٰ جاؤ میرے فلاں بندے کی لاش بے گور کفن فلاں مقام پر پڑی ہوئی ہے اسے اٹھا کر لاؤ اور نہلا دھلا کر کفن پہنا کر قبرستان میں دفن کرو، موسیٰ علیہ السلام کو جب یہ حال معلوم ہوا اٹھے اور اس گاؤں میں تشریف لے گئے، جہاں پر وہ گنہگار بندہ رہتا تھا، لوگوں سے دریافت فرمایا کہ آج اللہ کے کس نیک بندے کا انتقال ہوا ہے، جس کے ساتھ تم نے ایسا ایسا سلوک کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ تو کوئی اچھا آدمی نہ تھا، انتہائی سیاہ کار، بدکار تھا ہم نے لوگوں کی عبرت کے لئے ایسا کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا کہ اتنے بڑے گنہگار بندے میں آخر کیا خوبی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے کفن دفن کا حکم فرمایا ہے، حضرت موسیٰ بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کی مولیٰ! تو علیم وخبیر ہے، ظاہر فرمادے کہ اس بندۂ عاصی میں کیا خوبی تھی کہ جس کی وجہ سے تو اس پر اتنا مہربان ہوگیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی اتری کہ موسیٰ سن لو! تمہاری قوم کا یہ فیصلہ کہ وہ گنہگار تھا اپنی جگہ پر ہے، مگر میری شان عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے، میں ظاہر وباطن سب کو جانتا ہوں۔ ایک روز اس گنہگار بندے کے دل میں خیال آیا کہ آج اس کتاب کی

تلاوت کروں جو حضرت موسیٰ پیغمبر پر اتری ہے، دیکھیں اس میں کیا لکھا ہے، نہا دھو کر پاک وصاف ہوا اور توریت مقدس کو ہاتھ میں لیکر کھولا، تا کہ تلاوت کرے، جب اسنے توریت کو پڑھنا شروع کیا تو اس میں ایک ایسی آیت آئی جس میں ایک ایسے نبی کی آمد کی خبر تھی جو آخر زمانے میں تشریف لائیں گے، نبی آخرالزماں کا نام نامی احمد ہوگا، انکی شان بہت بلند و بالا وارفع واعلیٰ ہوگی وہ بے نظیر و بے مثال ہوں گے، غرض کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات وصفات کا ذکر پڑھ کر وہ گنہگار جھوم پڑا، اس کے دل میں نبی آخرالزماں کی ایسی عقیدت جاگزیں ہوگئی کہ فرط عقیدت سے اس نے نام نامی اسم گرامی کو چوم لیا آنکھوں سے لگالیا اور بس توریت شریف کو بند کیا اور جہاں سے اٹھایا تھا وہیں لیجا کر رکھ دیا، اے موسیٰ اس گنہگار بندے کی یہ اداء محبت وعقیدت ہم کو پسند آئی، ہم نے اس کے تمام گناہ معاف کردیئے۔ اور اس کے نامۂ اعمال کو اپنی رحمانیت اور غفاریت کے پانی سے دھو کر پاک وصاف فرما دیا۔ اب وہ ہمارے نیک بندوں میں شامل کرلیا گیا ہے۔ سچ ہے فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ یہی وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے نیکیوں سے بدل دیتا ہے، سبحان اللہ سبحان اللہ۔

سچ فرمایا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے۔

ع ''اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے''

یعنی اصول دین کی اصل اور جڑ سید عالم ﷺ کی سچی غلامی اور محبت وعقیدت ہے، اگر اسمیں نقص وکمی ہے تو تمام عقائد واعمال ناقص ہیں، اگر محبت رسول کامل ہے تو ایمان بھی کامل اور عمل بھی مقبول، بلکہ محبت رسول کا ثمرہ یہ ہے کہ ناقص کامل ہوجاتا ہے اور کامل، اکمل بن جاتا ہے۔ ؎

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے　　اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بنی اسرائیل کا یہ گنہگار، سیہ کار آدمی جسکا نامۂ اعمال نیکیوں سے یکسر خالی تھا۔ پوری زندگی گناہوں سے آلودہ تھی۔ ایسا گنہگار تھا کہ بستی کے لوگ اس کے گناہوں کی کثرت دیکھ کر خوف زدہ

تھے کہ کہیں اس کے گناہوں کی وجہ سے اللہ ہماری بستی پر عذاب نہ نازل کردے، گویا پوری قوم کے لوگ اس کی نجات وہدایت سے مایوس ہو چکے تھے، مگر دل میں ذرہ برابر ایمان کی رمق اگر باقی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے، مثل مشہور ہے ''رحمت حق بہانہ می جوید بہا نمی جوید'' اللہ کی رحمت بندوں کی نجات کے لئے ذریعہ پیدا کردیتی ہے یہاں بھی کچھ اسی قسم کا معاملہ نظر آرہا ہے، اس گنہگار کے دل میں عقیدت نبی آخرالزماں کا پیدا ہونا، آپ کے نام پاک کو محبت سے چومنا آنکھوں سے لگانا، بخشش کا بہانہ ہی تو ہے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، نہ توریت میں اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم نازل فرمایا تھا اور نہ اسوقت کے علماء احبار کا یہ معمول تھا، بس ایک گنہگار کا عقیدت مندانہ نیا عمل تھا، پوری شریعت موسوی میں یہ مسئلہ کہیں موجود نہیں تھا کہ جب نبی آخرالزماں کا نام پاک کوئی سنے یا پڑھے تو عقیدت سے چوم لے، شریعت کے قوانین اپنی جگہ پر مسلم ہیں مگر کچھ عقیدت ومحبت کے تقاضے بھی ہوتے ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، بشرطیکہ قانون شریعت سے متصادم اور اسکے خلاف نہ ہوں۔

جب محبت صادق ہوتی ہے تو وہ خود اپنی تسکین کے راستے ڈھونڈ نکالتی ہے، اس طرح کہ محبوب کے قانون سے بغاوت بھی نہ ہو اور محبوب کی نگاہ عنایت سے شادکام بھی ہوجائے محبوب کے قانون سے بغاوت کر کے اس کی عنایت کا انتظار کرنا ہوس اور خام خیالی ہے۔ اور محبت کے جائز تقاضوں کو اس لئے دبا دینا کہ محبوب نے اس کا حکم نہیں دیا ہے، ظلم ہے، زاہد خشک کی بددماغی ہے، قوم بنی اسرائیل کا خوش نصیب گنہگار جس کی پوری زندگی گناہوں میں لت پت تھی، شریعت کا مسئلہ اس کو معلوم نہ تھا صرف آخر زمانہ میں تشریف لانے والے نبی کی محبت کا ایک نشان اس کے دل پر ثبت ہوگیا، اسی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس نے ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کو چوم لیا، آنکھوں سے لگالیا اور سر پر رکھا، اس کا یہ عمل نہ شریعت کے کسی حکم کی اتباع میں تھا اور نہ ہی شریعت کے خلاف تھا، محض محبت کی سرشاری کا صحیح

اورلازمی نتیجہ تھا جس کا فائدہ اس کو یہ ملا کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو گئے اور وہ اللہ کے نیک بندوں میں شامل کر لیا گیا یہ جذبۂ محبت کی صداقت کی کرشمہ سازی ہے کہ پوری زندگی کا دِلدَّر دور ہو گیا اور وہ گناہوں کی نجاست سے پاک ہو گیا، شامت اعمال کی نحوست سے آزاد ہو کر جنت کا حقدار بن گیا، کیا خوش نصیبی ہے کہ پیغمبر اپنے ہاتھ سے نہلا رہے ہیں، کفن پہنا رہے ہیں، اور قبر میں اتار رہے ہیں۔ فَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ۔

اے میرے پروردگار، مالک ومختار، ستار وغفار مولیٰ! امت موسیٰ کا ایک گنہگار صرف نبی آخر الزماں کا نیاز مند، اور عقیدت کیش ہوا تو، تو نے اپنے کرمِ خاص سے اسے نوازا، اسے بخشش عطا فرمائی تو پھر تیرے محبوب کا وفادار امتی پانچ وقت اذان میں نام اقدس سن کر انگوٹھے چومے آنکھوں سے لگائے اسے کتنا انعام دے گا؟ تو جانے تیرے بتانے سے تیرے محبوب جانیں، ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے، محبوب کا نام سن کر صدیق اکبر کی رہِ محبت پر چلنا ہے، محبوب کے نام کی لذت اور چاشنی کچھ اور ہی ہے جس کو اہل محبت ہی محسوس کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

لوگ پوچھتے ہیں کہ اسکا ثبوت دو، کہاں اور کس کتاب میں لکھا ہے؟ کہ رسول اللہ ﷺ کا نام اقدس سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا چاہیئے، یہ بدعت ہے، تو سنو! سیدنا حافظ الحدیث حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب نوادرالاصول میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، سید عالم نور مجسم ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں عاشق رسول سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے مئذنہ سے اذان کا ترانہ بلند کیا، مجمع پر سکوت طاری ہو گیا، سب حضرات ہمہ تن گوش ہو کر اذان بلالی سن رہے تھے، اور زیر لب کلمات اذان کا جواب دے رہے تھے، جب مؤذن رسول نے پکارا، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

رَّسُوْلُ اللہِ، سوز بلالی نے محرم راز مصطفیٰ، سیدنا صدیق اکبر کے سازِ محبت کو چھیڑ دیا، روح صدیق جھوم پڑی، ۔نئی ادا نرالی شان سے، صدیق جاں نثار کے دونوں ہاتھ اٹھے انگوٹھوں کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا، آقا نے اپنے اس یار غار کی ادائے محبت کو کنکھیوں سے دیکھ لیا، جب اذان ختم ہوئی دعا پڑھی جا چکی، توسرکار ابد قرار ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور اپنے جاں نثار کو نگاہ مسرت سے ملاحظہ فرمایا، یہ نگاہ وہ نگاہ تھی کہ ؂

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا　　اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

صحابۂ کرام کو اللہ کے رسول نے دیکھا اور دیکھ کر فرمایا مَنْ فَعَلَ كَمَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ، میرے اس پیارے دوست ابوبکر نے جو کام کیا ہے، آئندہ جو ایسا کرے گا، اس کے لئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

حضرات! بتایئے آپ لوگوں کو سید عالم ﷺ کی شفاعت کی آرزو ہے کہ نہیں؟ کون ایسا مورکھ اور لفنگا ہوگا جو یہ کہے کہ ہم کو شفاعت نہیں چاہیے۔ جسے نہیں چاہیے اسے مارو گولی، ہم کو تو شفاعت چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے انھیں شفیع محشر بنایا ہے، ہم ان کو اپنا شفیع مانتے اور کہتے ہیں، ان کی شفاعت ہی ہمارے عفو اور ہماری بخشش کا سامان ہے، اس لئے ہم ان کو شفیع محشر جانتے ہیں اور کہتے ہیں، سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؂

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا　　یعنی شفیع روز جزا کا کہوں تجھے

جب ہمیں شفاعت چاہیئے تو شفاعت والا کام بھی کرنا چاہیئے۔ جس سے سید عالم ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے یہ مت پوچھو کہاں لکھا ہے؟ ارے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب نام اقدس سن کر پہلی بار انگوٹھے کو بوسہ دیکر آنکھوں سے لگایا تھا تو کیا انھوں نے یہ عمل سرکار کے حکم سے کیا تھا؟ جی نہیں نہ آیت میں اسکا حکم ہے نہ حدیث میں، صدیق اکبر کا یہ عمل انکی سچی محبت کا سچا تقاضہ تھا، محبت کے وہ مقدس تقاضے ہیں جس کیلئے محبوب کے حکم کا انتظار نہیں کیا جاتا،

آشنائے مزاج یار ہونا کافی ہے، اسلئے حضور اکرم ﷺ نے اپنے یار غار کے طرز عقیدت کو دیکھ کر یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر یہ نیا کام بلاحکم اور بلاثبوت تم نے کیوں کیا؟ ہمارے سامنے یہ بدعت کر رہے ہو؟ نہیں سرکار نے ابوبکر کو ڈانٹا نہیں، منع بھی نہیں فرمایا بلکہ تبسم فرمایا، قیامت تک آنے والوں کیلئے راہِ شفاعت کا دروازہ کھول دیا اور فرمایا مَنْ فَعَلَ كَمَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ، میرے دوست نے جیسا کیا ہے ویسا جو بھی کرے گا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی، اگر شفاعت کا حقدار بننا ہے تو آ ؤ حضور شفیع المذنبین شفاعت بانٹ رہے ہیں، جنت تقسیم کر رہے ہیں، لینے کا شعور اور حوصلہ پیدا کرو، انکے یہاں کچھ کمی نہیں ''وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا'' ہم مفلسوں کو چاہیئے کہ بازارِ مصطفیٰ میں پہنچ جائیں، قیمتی سے قیمتی مال کو نبی اکرم ﷺ کی رحمت وشفاعت نے سستے سے سستا کر دیا ہے، فرماتے ہیں مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ 'ایمان وعقیدت سے جسنے میری قبر انور کی زیارت کرلی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔''

اسلئے مدینہ طیبہ کی حاضری مزار پاک کی زیارت کی نیت سے ہونی چاہیئے، کچھ لوگ محض تماشہ بین کے طور پر جاتے ہیں، کہ چل کر دیکھیں وہاں کیا ہوتا ہے، جب مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو مجبوراً لوگوں کی دیکھا دیکھی روضۂ انور پر صلاۃ وسلام کیلئے حاضری دے لیتے ہیں، مجبور ہو کر نہ کہ مسرور ہو کر، یہ بات میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ ہر سال حج کے موقعہ پر جب مدینہ منورہ کی حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے تو مواجہ شریف میں پہنچتے ہی سمجھ میں بات آجاتی ہے کہ کون مجبور ہو کر آیا ہے اور کون مسرور ہو کر حاضری دے رہا ہے، جو سنی ہوتا ہے ہاتھ باندھے، ادب سے نگاہیں جھکائے والہانہ انداز میں پوری روانی کے ساتھ پڑھتا چلا جاتا ہے، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللهِ يَانَبِيَّ اللهِ، ذرا بھی زبان میں رکاوٹ نہیں ہوتی مگر وہیں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنھیں صلاۃ وسلام پیش کرنے میں جھجک اور پڑھنے میں رکاوٹ محسوس ہوتی ہے، وہ اصصلوۃ، وائسس سلام اٹک اٹک کر پڑھتے ہیں، ٹھیک ڈھنگ سے

صلوۃ وسلام پڑھ ہی نہیں پاتے، زندگی میں کبھی پڑھا ہی نہیں، تو آج خلاف عادت کیسے پڑھ پائیں گے، رہا سنی تو بچپن سے اسکا عادی ہے، جب کہو، جہاں کہو صلوۃ وسلام شروع، اگر مرنے کے بعد بھی کہو گے تو اس وقت بھی اس کی لاش سے صلوۃ وسلام کی آواز بلند ہو جائے گی۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ میدان محشر میں جب مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی سواری نکلے گی تو ہم لوگ وہاں بھی صلوۃ وسلام پیش کریں گے، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللهِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاحَبِیْبَ اللهِ. اعلیٰ حضرت نے بھی اپنی تمنا کا یوں اظہار فرمایا ہے۔

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرات! اسلئے کسی چھوٹے سے نیک عمل کو معمولی اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے، اگر بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گیا تو اسکی بڑائی کا اندازہ لگانا مشکل ہے، نام احمد ﷺ کی برکت سے بنی اسرائیل کا گنہگار اعظم بخش دیا گیا، صدیق اکبر نے نام مصطفیٰ پر انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگایا، تو خلیل رسول کا خطاب پایا، اور سنت صدیقی پر عمل کرنے والا مسلمان شفاعت کا حقدار بنا دیا گیا، فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَہ، جس نے ذرہ برابر خیر کا کام کیا وہ اسکا اچھا انجام دیکھے گا۔

سید عالم نور مجسم ﷺ کی نسبت سے انگوٹھا بوسی اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے، تفسیر کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام پیدا کیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور محمدی کو جو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے پیدا ہو چکا تھا، آدم علیہ السلام کی پیشانی میں بطور امانت رکھ دیا، حضرت آدم اپنی پیشانی میں ہمیشہ ایک سرسراہٹ کی آواز سنا کرتے تھے، ایک بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدم نے عرض کی مولیٰ! میری پیشانی سے سرسراہٹ کی یہ آواز کیسی آ رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! یہ آواز اس نبی مکرم کے نور کی تسبیح کرنے کی

ہے، جو آخر زمانے میں تمہاری نسل سے پیدا ہوں گے، جب آدم علیہ السلام نے یہ سنا تو ان کو شوق پیدا ہوا کہ اس نور کی زیارت کروں۔

عرض کی مولیٰ! کرم فرمادے جو نور محمدی میری پیشانی میں سبحان اللہ، سبحان اللہ کی تسبیح پڑھ رہا ہے، میں اس کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اپنے انگوٹھے کہ ناخن کو دیکھو، نور محمدی کا جلوہ تم کو نظر آئے گا، آدم علیہ السلام اپنے انگوٹھے کے ناخن کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک اس نور مقدس کی تجلی ناخن سے ظاہر ہوئی، ناخن آدم میں وہ نور جیسے ہی جلوہ گر ہوا، آدم علیہ السلام پر کیف طاری ہوگیا، اسی کیف وسرور میں آدم نے اپنے انگوٹھے کو چوم لیا، انگوٹھا بوسی بدعت نہیں ہے، آدم علیہ السلام کی سنت ہے، وفادار اولاد ماں باپ کے طور طریقے کو یاد رکھتی ہے، اور اس پر عمل کرتی ہے، اور ناخلف اولاد بھول جاتی ہے، اور عمل کرنے والوں پر لعنت ملامت کی زبان کھولتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جب نور محمدی تمہارے ناخن میں نظر آئے تو اس کو چوم لینا مگر آدم نے چوما، یہ محبت تھی جس کا اظہار اس طرح سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام نے کیا، ہمارے ناخنوں میں اگرچہ نور نہیں مگر نام پاک کا سرور تو ضرور ہے، اس نام اقدس کو سن کر ہم اپنے بزرگ محترم باپ آدم علیہ السلام کی سنت ادا کر رہے ہیں اور سعادت مند اولاد وہی ہے جو اپنے باپ کی سنت کو ادا کرتی ہے۔

اگر کوئی صاحب کہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے ناخن میں نور کی تجلی دیکھی تھی اسلئے انھوں نے اسے چوما تھا، تمہارے ناخن میں کیا ہے کہ تم چومتے ہو؟ اسکا جواب ہمارے حاجی صاحبان دیں گے۔

آپ حاجیوں سے پوچھیئے کہ جب دسویں ذی الحجہ کو حاجیوں کا قافلہ منیٰ لوٹتا ہے تو اس وقت شیطان کو کنکری مارنے کے لئے جمرات پر جاتے ہیں، وہاں جا کر پتھر کے بنے ہوئے ستون Pillar کو سات کنکریاں، مارتے ہیں اور آ کر بتاتے ہیں کہ ہم شیطان کو کنکری مار کر

آئے ہیں کیا حاجیوں کو وہاں شیطان نظر آتا ہے جس کو پتھر مارتے ہیں اور زبان سے کہتے ہیں رَغْماً لِلشَّیْطَانِ وَرِضًی لِلرَّحْمٰنِ، میرا یہ کنکری مارنا شیطان کو رسوا کرنے کے لئے اور اللہ رحمٰن ورحیم کو راضی کرنے کے لئے ہے، آخر ایسا کیوں؟

اسکا جواب اسکے سوا کچھ نہیں ہوسکتا کہ یہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت مبارکہ ہے جو حج کے واجبات سے ہے، ہوا یہ تھا کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا جب حکم ہوا تو آپ اپنے اکلوتے فرزند وارث رسالت ونبوت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو لیکر اسی راستے سے وادیٔ منیٰ کو جارہے تھے، شیطان لعین نے تین بار ظاہر ہوکر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کے ارادے سے باز رکھنے کی ناپاک کوشش کی اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو کنکریاں ماریں، وہ مردود زمین میں دھنس گیا، جہاں جہاں شیطان نے ظاہر ہوکر وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی اور حضرت ابراہیم نے اسے کنکری ماری اور وہ زمین میں دھنس گیا وہاں تین جگہوں پر پتھر کے ستون بنادیئے گئے ہیں جہاں حاجی صاحبان ۱۰/۱۱/اور ۱۲/ذو الحجہ کو حضرت خلیل کی اتباع کرتے ہوئے شیطان کو کنکری مارتے ہیں۔ اور اپنے رب کو راضی کرتے ہیں۔

اگر کوئی محروم القسمت بے برکتا آدمی جو رسم وراہ الفت وعقیدت سے ناآشنا ہے وہ کہے کہ ابراہیم نے شیطان کو دیکھ کر اس کو کنکری ماری تھی تم کو وہاں کیا نظر آتا ہے کہ اپنی جان کو جوکھم میں ڈال کر بھیڑ بھاڑ میں کنکری مارنے جاتے ہو؟ تو کیا آپ اس کی اس بات کو مان کر شیطان کو کنکری مارنا چھوڑ دیں گے؟ ہرگز نہیں، یہ یادگار خلیل ہے جو قیامت تک باقی رہے گی مٹانے والے مٹ جائیں گے مگر اللہ کے پیارے خلیل کی مقدس یادیں باقی رہیں گی، یہاں دیکھنے نہ دیکھنے کی بات نہیں ہے، محبوبان بارگاہ الٰہی کی پیاری پیاری اداؤں سے محبت اور وابستگی کی بات ہے۔ آدم علیہ السلام نے نور محمدی کا جلوہ دیکھ کر انگوٹھا چوما تھا، ہم نام مصطفیٰ سن کر انگوٹھے چومتے

ہیں جیسا کہ صدیق اکبر نے سرکار کے سامنے عمل کر کے بتایا، یہ جذبہ محبت رسول کا ایک تقاضہ ہے اس کو برا کہنا خود ایک برائی اور فتنہ ہے، انگوٹھا بوسی کا ثبوت مانگنے والوں سے کہہ دینا کہ اس کا ثبوت سیدنا آدم علیہ السلام سے چلا آ رہا ہے اور صدیق اکبر نے اس پر عمل کر کے اس کو اور زیادہ مستحکم کر دیا۔ اور سرکار نے اس عقیدت مندانہ عمل کی تحسین فرما کر اس کو "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ" بنا دیا۔

آدم علیہ السلام سے ثبوت چلا آ رہا ہے، مگر ابھی تک ان بے خبروں کو معلوم ہی نہیں ہوا، آخر ایمان کہاں پتنگ اڑا رہا تھا، کس میدان میں گلی ڈنڈا کھیل رہا تھا، کہ محبوبان خدا سے تعلق رکھنے والے محبت وعقیدت کے کسی عمل کا ثبوت ہی ان کو نہیں ملتا، اسی طرح جنت میں جب آدم علیہ السلام کا نکاح حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے درود وسلام پڑھوا کر حضرت حوا کا مہر ادا کروایا گیا، اگر آج بھی نکاح کی مجلس میں درود وسلام پڑھا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسکی برکتیں، دلہا، دلہن اور پورے پریوار کو ملیں گی، ایسے نکاح سے جو نسل چلے گی وہ بھی اس کی برکت سے فیضاب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، یہ چھوٹے چھوٹے عمل ہیں مگر ہیں بڑے مفید اور باعث برکت، فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ حضور اکرم، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں کا حکم دیا ہے، پھر ان باتوں کے بڑے بڑے فائدوں کا ذکر فرمایا ہے، تاکہ مسلمان ان معمولی اور چھوٹی باتوں کو حقیر جان کر نظر انداز نہ کر دیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خَمْسٌ مَنْ عَمِلَهُنَّ فِيْ يَوْمٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا وَشَهِدَ جَنَازَةً وَصَامَ يَوْمًا وَرَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَعْتَقَ رَقَبَةً جس نے ایک دن میں یہ پانچ کام کر لئے اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دے گا۔ مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، اس دن کا روزہ رکھنا، جمعہ کی نماز پڑھنا، اور غلام آزاد کرنا، جس نے ایک ہی دن میں مذکورہ پانچ باتوں پر عمل کر لیا اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اس کو جنتیوں میں شامل فرمالے گا۔

دوسری حدیث میں ہے، حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن

سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے چار سوال فرمائے، پہلا سوال تھا مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟ دوسرا سوال تھا مَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا کس نے آج مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ تیسرا سوال تھا مَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً کس نے آج جنازہ میں شرکت کی ہے؟ چوتھا سوال تھا مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟ ان چاروں سوالوں کے جواب میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ''اَنَا'' میں آج یہ چاروں کام کر کے آیا ہوں، پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، مَا اجْتَمَعَ هٰذِهِ الْخِصَالُ فِيْ رَجُلٍ قَطُّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ جس مسلمان میں ایک ہی دن میں یہ چار عمدہ خصلتیں جمع ہو جائیں گے وہ ضرور جنت میں جائے گا۔

اسی طرح مسلمانوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، اچھی بات کرنا، سلام کرنا، مصافحہ کرنا، تحفہ تحائف بھیجنا، دعوت قبول کرنا، چھینک پر الحمد للہ کہنا، چھینکنے والے کے جواب میں یر حمک اللہ کہنا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازہ میں شامل ہونا، راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا، یہ وہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں جن پر بڑے بڑے ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ گناہوں سے مغفرت، درجات کی بلندی، رحمت خداوندی کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے، یہ چھوٹے کام خیر و برکت کے خزانے ہیں قیامت میں اس کی حقیقت معلوم ہوگی، فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

حضرات! اب تک آپ نے عمل خیر کی بات سنی ہے، آیت کریمہ کا دوسرا ٹکڑا وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ برائی اور بدی کی خطرناکی کو بتا رہا ہے، جس طرح آگ کی معمولی چنگاری کبھی پورے گھر کو جلا کر خاک کر دیتی ہے، اسی طرح ایک برائی پوری زندگی کی نیکیوں کو برباد کر سکتی ہے، چھوٹی سی برائی کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب کر لینا بہت بڑی نادانی ہے، مومن کو اللہ کی پکڑ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے، اس کی پکڑ بہت سخت ہے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔

سنئے اور عبرت حاصل کیجئے، جس کو آپ شیطان، ابلیس اور مردود کہتے ہیں پہلے وہ ایسا

نہ تھا۔ عالم، عابد، زاہد اور بہت بڑا عارف تھا، عالم ایسا کہ عوام ملائکہ کو سبق پڑھاتا تھا عابد و زاہد ایسا کہ زمین و آسمان میں ایک بالشت جگہ باقی نہ تھی جہاں اس نے سجدہ نہ کیا ہو، روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سترہ لاکھ سال تک، اس نے حسن عمل، عبادت و ریاضت اور اللہ رب العزت کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارے، اتنا بڑا نیکوکار کہ جسکے چاروں طرف نیکیاں ہی نیکیاں نظر آتی تھیں، آگے نیکی، پیچھے نیکی، اوپر نیکی، نیچے نیکی، گویا نیکیوں کے ہزاروں گودام بھرے ہوئے تھے، لیکن ایک نافرمانی نے سب کو جلا کر خاک کر دیا، کچھ کام نہ آیا وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ذرہ برابر برائی کا انجام بھی بڑا خطرناک ہوتا ہے۔

شیطان نے نہ نماز چھوڑی، نہ شراب پی، نہ زنا کیا، نہ جوا کھیلا، نہ توحید کا انکار کیا، نہ غیر اللہ کی پوجا کی، بہت بڑا موحد اپنے آپ کو سمجھتا تھا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے آگے سر جھکانا بھی توحید کے خلاف سمجھتا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اسنے صاف انکار کر دیا، قرآن فرماتا ہے، أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ "انکار کر دیا اور اکڑ گیا تو کافروں میں ہو گیا، اللہ کے نبی اور خلیفہ کی تعظیم و توقیر سے انکار نے اس کے تمام اعمال کو اکارت کر دیا، اور ایسا کافر مردود ہو گیا کہ جو اسکے کفر و عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا، اور اس پر ایسی لعنت مسلط ہو گئی کہ توبہ کی توفیق بھی چھین لی گئی، ایک شر نے سترہ لاکھ سال کے سجدوں کو امریکا کے ٹریڈ سنٹر کی طرح ڈائنا میٹ کر کے سب کو ڈھش کر دیا ایک نیکی بھی باقی نہیں رہی، اور اس کو جہنم کا کندا بنا دیا، یہاں تک کہ جو لوگ اسکی اتباع کریں گے ان سے جہنم کو بھرا جائیگا لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ. اللہ فرماتا ہے کہ اے شیطان تجھ سے اور تیرے پیچھے چلنے والوں سے میں جہنم کو بھروں گا۔

عبرت حاصل کیجئے، اتنا بڑا عابد و زاہد نبی کی تعظیم سے انکار کر کے شیطان، مردود، ابلیس لعین اور جہنمی بن گیا، تو کتاب دو کتاب پڑھنے والے، چلے دو چلے کرنے والے، جمعہ، جمعہ آٹھ روز کے نمازیوں کی کیا گنتی، یہ لوگ کس شمار و قطار میں ہیں، ان زاہدان بے ہنر کا حال یہ ہے کہ سید

عالم ﷺ کیلئے تعظیم کے ہر کام پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں، اگر کسی نے انگوٹھوں کو نام اقدس پر بوسہ دیا تو دیکھ کر تیوری چڑھا لیتے ہیں، کسی نے کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا تو ان سے برداشت نہیں ہوتا، کسی نے ذکر رسول کے لئے میلاد کی محفل منعقد کی تو بدعت کا فتوی جڑ دیتے ہیں، نبی کو اپنے جیسا بشر کہیں، مر کر مٹی مل جانے والا بتائیں، علم غیب کے انکار کا راگ الاپیں، شفاعت کا انکار کریں، مختار کل ﷺ کو بندۂ مجبور مانیں، عزت ووجاہت والے نبی مکرم کو ذرہ ناچیز سے کمتر گردانیں، اور پھر سینہ تان کر کہیں ہم مسلمان ہیں موحد ہیں امت رسول ہیں

ذکر روکے، فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے　　پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

جب آدم کی شان میں گستاخی کرنے والا معلم الملکوت کافر، مرتد اور جہنمی ہو گیا تو ان دو ٹانگ والوں کا کیا حال ہوگا۔ مثل مشہور ہے ''بڑے بڑے بہہ جائیں گدھا کہے کتنا پانی'' اسی لئے ان منافقوں کے بارے میں قرآن میں صاف فرمادیا ہے جو روزانہ حضور ﷺ کے پیچھے پانچ وقت نمازیں پڑھتے تھے، آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے، آپ کی زبان پاک سے اللہ کا کلام سنتے تھے اور وہ تمام کام کرتے تھے جو صحابہ کرام کیا کرتے تھے، مگر نبی اکرم کے گستاخ تھے، اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ منافقین جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے جو جہنم کا پاور ہاؤس ہوگا، ایک طرف کلمہ، نماز اور داڑھی تو دوسری طرف نبی کے ساتھ غداری، اس گھناؤنے کردار سے اللہ اتنا ناراض ہے کہ ایسوں کی سزا اور عذاب کے لئے جہنم کا وہ نچلا طبقہ تجویز فرمایا جہاں سب سے زیادہ عذاب کا انتظام ہے، فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ، اے آنکھ والو! عبرت حاصل کرو، نبی اکرم ﷺ کی تعظیم کروگے فرشتے تمہاری تعظیم کریں گے۔

حضرات! چھوٹی نیکی کو حقیر نہ سمجھو، اور معمولی برائی کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب نہ کرو، نیکیوں کی طرف سبقت کرو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اور برائیوں سے دور بھاگو۔

وما علینا الا البلاغ۔

عظمت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوٹ:- انجمن فیض رضا کولمبو کے اہم رکن اور خازن جناب الحاج محمد افضال حاجی اقبال پٹیل نے مورخہ ۲۳؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ مطابق ۳؍اگست ۲۰۰۲ء دوشنبہ کے روز اپنے دولت کدہ پر جشن سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں ایک مجلس کا انعقاد کیا تھا۔ جسمیں حضور اشرف العلماء نے یہ خطاب فرمایا تھا۔

فقط محمد نورالحسن غفرلہ۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ. يَا زِيْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ. يَا عَرُوْسَ مَمْلَكَةِ اللّٰهِ. يَا سِرَاجَ أُفُقِ اللّٰهِ. يَا نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ

میرے دینی، اسلامی سنی بھائیو! مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے، پیر پیراں، میر میراں، سیدنا سرکار غوث اعظم شاہ جیلاں کی منقبت میں بہت سے اشعار کہے ہیں، ان میں سے تین اشعار مع تشریح پیش کر رہا ہوں، سماعت فرمائیں

پہلا شعر

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

سیدنا سرکار اعلیحضرت علیہ الرحمہ تقریباً پچاس، ساٹھ علوم وفنون کے ماہر تھے ہر فن میں انکی لکھی ہوئی کتابیں موجود ہیں، مثلاً! کیمسٹری، ریاضی، بائیولوجی، نجوم، علم جفر، علم رمل وغیرہ، مگر

اعلیٰ حضرت کا یہ کمال اور آپکی یہ خصوصیت رہی ہے کہ آپنے ہر علم وفن سے صرف دین کی خدمت کا کام کیا ہے، ہر فن کو دین مصطفیٰ کا خادم بنایا، بلکہ ہر علم وفن سے نعت رسول اور منقبت محبوبان بارگاہ الٰہی بھی کہنے میں جو حق ادا کیا ہے وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے،

پیش کردہ شعر میں بھی کھیتی باڑی Agriculture کا انداز پیش فرمایا ہے، دیکھئے! کسی پھول کی پیداوار کے لئے ضروری ہے کہ اس کا پودا کسی گلشن اور باغ یا کھیت میں بویا جائے، پھر اس کو پانی سے سینچا جائے، اور فصل بہاری اس میں رنگ وترنگ پیدا کرے تب جا کر پھول کھلتا ہے، اور اس کی مہک اور خوشبو سے مشام جاں معطر ہوتا ہے۔

سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ باغ ولایت کے مہکتے ہوئے پھول ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پھول کس گلشن اور باغ میں کھلا، اس کو کس پانی سے سینچا گیا، اس کی فصل بہار کیا ہے؟ یہ پھول کس کا ہے، اس میں خوشبو کہاں سے آئی؟ ان سب سوالوں کا جواب اس شعر میں موجود ہے۔ اس پھول کو رحمت عالم ﷺ کے فیض کرم کے مینہ یعنی بارش نے سینچا، مولائے کائنات علی مرتضیٰ کے روحانی فصل بہار میں کھلا، سیدتنا بتول فاطمۃ الزہرہ کے مقدس گلشن میں پیدا ہوا، یہ حسن کا پھول ہے، اور امام حسین کی اس میں خوشبو پائی جاتی ہے، اب پھر اس شعر کو پڑھیئے ؎

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا امام حسن کا پھول اس لئے کہا کہ آپ والد کی طرف سے حسنی ہیں اور آپ والدہ کی طرف سے حسینی ہیں، اس لئے آپ سیدنا امام حسین کے صبر ورضا اور خو، بو کے پیکر ہیں۔

دوسرا شعر ؎

نبوی خور، علوی کوہ بتولی معدن حسنی لعل، حسینی ہے تجلی تیرا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے علم الحجریات سے کام لیکر منقبت کا یہ شعر موزوں فرمایا ہے، علم

الحجریات اس علم کو کہتے ہیں جس میں مختلف قسم کے پتھروں کے بارے میں ریسرچ اور تحقیق کی جاتی ہے، ہیرا، یاقوت، زمرد، گہرباوغیرہ کی پیدائش کا قدرتی نظام اور کیمیائی پروسیجر کیا ہے؟اس پر بحث ہوتی ہے، یہ ایک مستقل فن ہے، سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس فن میں بھی ماہر تھے۔

لعل ایک قسم کا قیمتی پتھر ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اس کو یاقوت بھی کہتے ہیں، جس میں سب سے عمدہ اور بیش قیمت "لعل بدخشانی" اور "یاقوت رمانی" ہوتا ہے، جو ملک بدخشاں کی پہاڑیوں میں پایا جاتا ہے اس کو "لعل شب چراغ" بھی کہتے ہیں اگر لعل شب چراغ اندھیرے کمرے میں رکھ دیا جائے تو اس کی روشنی سے کمرے کا اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور ہر طرف دل آویز پر سکون روشنی پھیل جاتی ہے۔

بدخشاں ملک فارس میں ایک علاقے کا نام ہے، جہاں کے پہاڑوں میں لعل پیدا ہوتا ہے، حجریات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ بدخشاں کے پہاڑیوں میں کچھ ایسے پتھر پائے جاتے ہیں جن میں یاقوت اور لعل بننے کی قوت قدرتی صلاحیت موجود ہوتی ہے، جب ان پتھروں پر سورج کی گرم گرم کرنیں پڑتی ہیں تو ان پتھروں کا رنگ بدلنا شروع ہوتا ہے، آہستہ آہستہ ایک عرصہ کے بعد ان میں ایک خاص قسم کی چمک پیدا ہو جاتی ہے، اس کا اصل رنگ سرخ رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے، پھر جوہری لوگ ان پتھروں کو ان کے معدن یعنی کھدان سے لا کر تراشتے ہیں اور پھر انکو جلا بخشتے ہیں یعنی پالش کرتے ہیں، اس کی شان یہ ہوتی ہے کہ بادشاہوں کے تاج کی زینت بن کر شہنشاہوں کے سر پر ہوتا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ یہ قیمتی لعل ہر جگہ نہیں ہوتا، اس کیلئے بدخشاں کے مخصوص پہاڑ ہیں اور پھر ان پہاڑوں میں ہر پتھر لعل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، لعل کیلئے مخصوص معدن اور کھدان ہے جہاں یہ پیدا ہوتا ہے، اور لعل کو لعل بنا کر چمکانے میں سب سے بڑا کارنامہ سورج کی کرنوں کا ہے، تو لعل شب چراغ کے وجود کیلئے چار چیزیں ضروری ہیں، سورج، پہاڑ، کھدان اور چمک، ان چاروں

چیزوں کو ذہن میں رکھیں تو معلوم ہوگا کہ امام حسن کے لعل، صاحب جمال وکمال سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات جامع برکات وحسنات ہے اور آپ کا مقام بہت ارفع واعلیٰ ہے۔

اس حسنی لعل کرامت وجاہت پر،، نبوی خور،، یعنی خورشید رسالت کی بافیض کرنیں پڑی ہیں جس نے اسکا رنگ بدل دیا ہے، یہ لعل،، علوی کوہ،، یعنی فاتح خیبر سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہ جو جبل الاستقامت تھے ان کی نسل پاک سے ہے، کس کھدان سے حاصل ہوا تو وہ کھدان بتولی معدن ہے، شکم مادر بچوں کی کھدان کی طرح ہوتا ہے یہ لعل کس کا ہے؟ امام حسن کا لعل ہے ان کی اولاد سے ہے، اس لعل میں چمک دمک اور سرخی کس کی ہے؟ شہید کربلا، شاہ گلگوں قبا امام حسین کی ہے، دنیائے ولایت کا لعل شب چراغ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات عطر مجموعہ پنجتن پاک ہے ۔

نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن   حسنی لعل، حسینی ہے چمکنا تیرا

اس تشریح کے بعد شعر کو سمجھ کر پڑھیں گے تو مزا آجائے گا، بہت پیارا شعر ہے، آپ نے دیکھا کہ امام اہل سنت نے علم الحجریات سے کس انداز میں غوثیت مآب کی منقبت میں شعر فرمایا یہ انہیں کا حصہ ہے۔

تیسرا شعر سماعت فرمائے جس کا تعلق فلکیات اور علم نجوم سے ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کو اس فن میں بھی مہارت تھی۔ خیر شعر سنیں ۔

نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل   حسنی چاند حسینی ہے اجالا تیرا

فلکیات اور نجوم کے ماہرین کا کہنا ہے کہ سورج کی روشنی خود اسکی اپنی روشنی ہے، کسی دوسری چیز کا عکس اور ظل نہیں ہے، برخلاف چاند کے، چاند ایک صاف شفاف آئینہ کی طرح ہے۔ اس میں جو روشنی نظر آتی ہے، وہ سورج کا ظل یعنی عکس ہے جس کو انگریزی میں Reflection کہتے ہیں، جب سورج مغرب میں چھپ جاتا ہے، تو چاند کے جتنے حصہ پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں اتنا

حصہ چمک اٹھتا ہے یہاں تک کہ چودھویں تاریخ کو جب چاند برج سنبلہ میں ہوتا ہے تو سونے کی تھالی کی طرح پورا چمکتا ہے، چودھویں شب کے چاند کو بدر کامل کہتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ چاند کی روشنی اور اس کی چمک دمک، سورج کا فیضان ہے، تو چاند کیلئے سورج کا ظل اور عکس ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان میں بارہ برج بنائے ہیں جن میں چاند پورے مہینے دورہ کرتا ہے۔ آخر میں اپنی منزل یعنی اپنے گھر میں پہنچتا ہے، پھر دوسرے مہینے کی پہلی تاریخ کو ہلال کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، ہر برج میں چاند ڈھائی دن رہتا ہے پھر دوسرے برج میں منتقل ہوتا ہے ان آسمانی برجوں کے نام ترتیب وار اسطرح بتائے گئے ہیں پہلا برج حمل، دوسرا ثور، تیسرا جوزا، چوتھا سرطان، پانچواں اسد، چھٹا سنبلہ، ساتواں میزان، آٹھواں عقرب، نواں قوس، دسواں جدی گیارھواں دلو، اور بارھواں حوت۔ ہر برج میں ڈھائی دن گزارتا ہوا چاند ایک ماہ کا سفر پورا کرتا ہے اور مہینہ کے آخر میں اپنی منزل میں آکر پھر دوبارہ نمودار ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند کیلئے بروج ہیں اور اسکی ایک منزل ہے، نیز چاند چمکدار ہے جو دنیا کو روشنی اور اجالا بخشتا ہے، تاریکیٔ شب کو دور کرتا ہے، چونکہ ریڑھ کی ہڈیوں کے مہرے (منکے) بارہ ہیں اسلئے اسکو برج کہا ہے۔

اب آیئے! اگر سرکار غوث پاک کی ذات گرامی کو ہم فلک ولایت کا بدر کامل کہیں تو سوال ہوتا ہے کہ اس میں کس کا عکس ہے؟ تو اعلیٰ حضرت جواب دیتے ہیں کہ ''نبوی ظل'' یعنی خورشید رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کا عکس جمیل ہے، یہ حسنی چاند کن برجوں سے گزرتا ہوا اپنی منزل میں استقرار پایا؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام احمد رضا فرماتے ہیں ''علوی برج'' یعنی آپ اولاد علی ہیں، آپ کا مادۂ تولید ''صلب علی'' ریڑھ کی ہڈیاں جو مثل برج ہوتی ہیں ان سے گزرتا ہوا، اپنی منزل یعنی رحم مادر میں آیا، اس چاند میں امام حسین کی روشنی ہے، جس سے روحانی دنیا جگ مگ کر رہی ہے، اس لئے سیدنا غوث پاک کی ذات پنجتن پاک کے فیضان وکمال کا سنگم ہے، اسلئے امام احمد رضا نے جھوم کر فرمایا ے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے، اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

جب تلوے کا وقار یہ ہے کہ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے تلوے کو اپنی آنکھوں اور پلکوں سے بوسہ دیتے ہیں تو سر کی عظمت کو کون سمجھ سکتا ہے؟ امام احمد رضا علیہ الرحمہ، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؂

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اڑھیں تنگ ہو کر جو اترنے کو ہے نیما تیرا

اس شعر کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے فرد کو سمجھ لیں، کہ فرد کس کو کہتے ہیں؟ اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مرتبوں کے اعتبار سے مختلف طبقے ہیں، ان کے مقام و مرتبہ کی پہچان کے لئے صوفیاء کرام نے ان کے لئے الگ الگ نام تجویز فرمائے ہیں کسی کو قطب، کسی کو قطب الارشاد، بعض کو ابدال، بعض کو غوث، بعض کو غوث الاغیاث، بعض کو فرد اور بعض کو فرد الافراد، یہ اولیاء کرام کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے الگ الگ نام ہیں، اولیاء کرام میں جو لوگ مقام فردیت پر فائز ہوتے ہیں ان کو فرد کہتے ہیں، ان کا مقام اولیاء کرام میں بہت بلند و بالا ہے، اولیاء کرام سے چنندہ اور مخصوص حضرات ہی اس منصب علیا پر فائز کئے جاتے ہیں۔ مقام غوثیت کے بعد فردیت ہے، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی صاحب نے سوال کیا کہ ''افراد'' کون لوگ ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ملفوظ شریف جلد اول میں فرماتے ہیں، جس کا مفہوم عرض کر رہا ہوں، فرماتے ہیں کہ یہ حضرات اجلۂ اولیاء کرام سے ہوتے ہیں، ولایت کے درجات میں غوثیت کے بعد فردیت کا درجہ ہے، سوال کا جواب دینے کے بعد دو فردوں کی ایک دلچسپ حکایت بیان فرمائی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک صاحب نے اجلۂ اولیاء کرام میں سے کسی ولی سے پوچھا کہ کیا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ ہاں ابھی ابھی مجھ سے خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تھی، انھوں نے

مجھے بتایا کہ میں نے ایک جنگل میں ایک ٹیلے پر ایک نور دیکھا، جب میں وہاں قریب گیا تو دیکھا ایک صاحب کمبل اوڑھے ہوئے سو رہے ہیں، اور کمبل سے نور نکل رہا ہے، جس سے پورا ماحول روشن اور منور ہو گیا ہے۔

میں نے ایک پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھیئے! اور اللہ کی یاد میں مشغول ہو جایئے۔ سونے والے بزرگ نے جواب دیا، خضر آپ اپنے کام میں لگے رہیں، مجھے میری حالت پر چھوڑ دیجئے، خضر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ میں مشہور کر دوں گا کہ اللہ کے ولی ہیں، تو ان بزرگ نے بھی فرمایا کہ میں بھی مشہور کر دوں گا کہ یہ خضر ہیں، خضر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا میرے لیئے دعا کیجئے فرمایا اے خضر دعا کرنا تو آپ کا حق ہے، میں نے کہا آپ کو تو میرے لئے دعا کرنی ہوگی، کہا وَفَّرَ اللہُ حَظَّكَ مِنْهُ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی معرفت میں آپ کا حصہ زیادہ کرے، اور کہا کہ اگر میں غائب ہو جاؤں تو آپ ملامت نہ کیجئے گا، یہ کہہ کر فوراً نظروں سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہیں کہ میری (خضر کی) نگاہ سے غائب ہو سکے۔

حضرت خضر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد وہاں سے میں آگے بڑھا تو اسی طرح کا نور دیکھا، جو نگاہ کو خیرہ کر رہا تھا جب قریب گیا تو دیکھا ٹیلے کے اوپر کمبل اوڑھے ہوئے ایک عورت سو رہی ہے، میں نے پاؤں ہلا کر جگانا چاہا، غیب سے آواز آئی ''اے خضر! احتیاط کرو'' یعنی اسے ہاتھ نہ لگانا ان بی بی صاحبہ نے آنکھیں کھول دیں، اور کہا اے خضر آپ خود نہ رکے بلکہ روکے گئے، خضر علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اس خاتون سے کہا کہ اٹھو اور یاد الٰہی میں مشغول ہو جاؤ۔ خاتون نے جواب دیا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے میری حالت پر رہنے دیجئے، تو میں نے کہا کہ میں مشہور کر دوں گا کہ یہ اللہ کی ولیہ ہے، یہ سن کر اس نے کہا کہ میں بھی مشہور کر دوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں، نہ انھوں نے مشہور کیا نہ انھوں نے، دونوں خاموش ہو گئے، خضر علیہ السلام نے ان بی بی صاحبہ، اللہ کی ولیہ سے کہا کہ میرے لئے دعاء

کرو، کہا اے خضر دعاء کرنے کا حق آپ کا ہے، میں نے کہا تم کو دعاء کرنی ہی ہوگی تو اس نے دعاء کی وَفَّرَ اللّٰہُ حَظَّكَ مِنۡهُ اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے، پھر کہا کہ اگر آپ کی نظروں سے غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ کیجئے گا، میں نے کہا کہ اچھا یہ تو بتاتی جاؤ کہ کیا تم اسی مرد کی بی بی ہو، کہا ہاں، یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہوا تھا ہمیں اس کی تجہیز و تکفین کا حکم ہوا تھا یہ کہا اور نگاہوں سے غائب ہو گئی، حضرت خضر علیہ السلام سے ان بزرگ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے؟ فرمایا یہ افراد میں سے تھے، وہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے خضر علیہ السلام سے یہ بھی پوچھا کہ اچھا یہ بتایئے کیا جو لوگ افراد میں سے ہیں، وہ بھی کسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، یعنی فیض حاصل کرنے میں کسی دوسرے بزرگ کی ضرورت ان کو ہوتی ہے؟ خضر علیہ السلام نے فرمایا ہاں، غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی، کی ذات کی طرف افراد کو بھی رجوع کرنا پڑتا ہے۔

اس حکایت سے معلوم ہو گیا کہ اولیاء کبار میں سب سے اونچا مقام افراد کا ہے، مگر ان حضرات سے کہیں اونچا مقام فرد الافراد، غوث الاغیاث، میر میراں، شاہ جیلاں، سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کیونکہ افراد بھی اکتساب فیض میں آپ کے محتاج ہیں، جب کہ غوثیت کے بعد فردیت کا درجہ، اور فردیت سے بلند غوثیت عظمیٰ کا درجہ ہے، فردیت کی عظمت و رفعت کو سامنے رکھ کر غوث اعظم کے رتبہ و کمال کا اندازہ لگایئے تو آپ صرف سوچتے رہ جائیں گے اندازہ نہ لگا سکیں گے ۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا　　　اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایک فرد کی فردیت کو پھیلا جائے تو زمین و آسمان بھر جائیں، یہ ہے فرد کی فردیت، اسی طرح کوئی دنیا کا ولی حضرت خضر کی نگاہ سے غائب نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کو وہ طاقت عطا فرمائی ہے مگر فرد کو وہ مقام ملا ہے کہ نگاہ خضر سے آزاد ہو سکتا ہے، نگاہ خضر بھی اسکی بلندیوں تک نہیں پہنچ پاتیں، جب نیچے کے درجے والوں کی یہ شان

ہے کہ نگاہ خضر کی گرفت سے بالا تر ہیں اور ان کی وسعت ولایت کے لئے زمین و آسمان کی وسعتیں نا کافی ہیں، تو غوث اعظم کی وسعت ولایت و غوثیت کا عالم کیا ہوگا! اسی عظمت و کمال کو سامنے رکھ کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا　　　اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں

اس شعر میں نیما کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے، نیما چادر اور پوشاک کو بھی کہتے ہیں، یہاں نیما سے کپڑے کی چادر اور پوشاک مراد نہیں ہے۔ خلعت ولایت و کرامت مراد ہے، شعر کا مطلب یہ ہوا کہ دنیائے ولایت میں سیدنا غوث اعظم کی ذات اتنی قد آور اور عظیم ذات ہے کہ وہ خلعت ولایت و چادر کرامت جو آپ کے وجود ولایت کے لئے چھوٹی اور تنگ ہونے کے سبب اتری ہو، اس کو سو فرد سر سے پیر تک فراغت کے ساتھ اوڑھ سکتے ہیں، جو چادر ولایت، میرے غوث اعظم کے وجود کے لئے تنگ ہو اس میں اتنی وسعت اور سمائی ہے کہ سو، سو فرد جن کی ولایت زمین و آسمان کی وسعتوں کو بھر دیں وہ اس میں سما جائیں، تب بھی تنگی محسوس نہیں ہوگی۔

جس طرح بچہ پیدا ہوتا ہے تو چھٹی کے روز اسکے ماں باپ، نانا، نانی، بچہ کے لئے کپڑا سلا کر لائے اسکو پہنایا، یہ چھوٹا سا لباس اسکے بدن پر فٹ اور موزوں ہوگا، مگر دس سال کی عمر میں اسی بچہ کا یہ لباس اسکے بدن کے بڑھ جانے کی وجہ سے چھوٹا اور تنگ ہو جائے گا، اسی طرح دس سال کی عمر میں جو لباس تیار کیا گیا وہ ۲۰ رسال کی عمر میں تنگ ہو جائے گا، جتنا بدن بڑھتا جائیگا، پہلے والا لباس تنگ ہوتا جائے گا، اسی طرح خلعت ولایت، منصب و مقام کی وسعت و ترقی کے ساتھ ساتھ تنگ ہو کر رہ جاتی ہے، ابتداء میں حیثیت کے مطابق خلعت ولایت عطا ہوتی ہے، مراتب ولایت میں جتنی ترقی ہوتی جاتی ہے، خلعت ولایت کو اتنی ہی وسعت ملتی جاتی ہے، امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ولایت اتنا بلند اور عظیم تر ہے کہ ان کے وجود کرامت پر جو لباس ولایت، تنگ اور چست ہو جاتا ہے، اس کو سو، سو افراد بآسانی اور بفراغت اوڑھ سکتے ہیں۔

فرماتے ہیں وہ لباس، وہ نیا، وہ چادر جو سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کے بدن روحانیت پر تنگ ہو جائے، اس کو ایک نہیں سوفر دسر سے پاؤں تک بفراغت اوڑھ سکتے ہیں یہ چادر ولایت کس کی ہے؟ پیر پیراں، میر میراں، شاہ جیلاں، محبوب یزداں، سیدنا سرکار غوث اعظم کی ہے، اس لئے آپکے رتبۂ بلند تک بڑے بڑے اولیاء کرام کے شعور ولایت کی رسائی نہیں ہو پاتی، اگر آپ کا مرتبہ پوچھنا ہو تو سیدنا خضر علیہ السلام جیسے صاحب ہوش سے پوچھو اور وہ لوگ جو شراب معرفت کو پی کر مست، اور سکر کی حالت میں ہیں وہ آپکے مرتبہ کو کیا بتائیں گے

خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں

ہاں! محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، سیدنا غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ پوچھنا ہے تو دانشورِ ہر دہر، انبیاء و اولیاء کے نور نظر سیدنا خضر علیہ السلام سے آپکا مرتبہ پوچھو، خضر وہ ہیں جنھوں نے بہت سے انبیاءِ بنی اسرائیل کی زیارت کی ہے، ہزاروں اولیاءِ بنی اسرائیل کو دیکھا ہے، اور آج تک اولیاء امت محمدی کی بارگاہوں میں آتے جاتے ہیں اور من جانب اللہ ان اولیاء اللہ کی ضروریات پوری کرنے پر مامور ہیں، وہ ہر ایک کے مقام و مرتبہ سے واقف ہیں، وہ بتائیں گے کہ آپ کا مقام و مرتبہ کیا ہے، جو لوگ شراب معرفت پی کر نشہ کی حالت میں ہیں وہ لوگ آپ کے مرتبہ کو کیا جانیں گے،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان ملفوظات حصہ سوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر اولیاء کرام سے گرزے ہیں، رفاعی سلسلہ آپ ہی کی ذات بابرکات سے منسوب ہے۔ حضرت کے ایک مرید کا واقعہ ہے، وہ ایک مرتبہ بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنے شیخ سیدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ سرکار بغداد نے انکے سامنے ایک آئینہ رکھ دیا، اور فرمایا لو! اس میں دیکھو، جب مرید نے آئینہ میں دیکھا تو اس میں شیخ رفاعی کی شکل نظر آئی، اس وقت

حضرت شیخ رفاعی دانتوں میں انگلی دبائے فرمار ہے ہیں کہ افسوس ہے جو سمندر کے پاس ہو وہ نہر کی خواہش رکھے۔یعنی آپ کے فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ حضور سیدنا غوث پاک سمندر کی طرح ہیں اور ہم لوگ ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں، اے مرید بحر بیکراں کے پاس رہ کر نہر کی خواہش افسوس ناک ہے یہ صاحبان صحو میں سے ہیں۔

بعض حضرات مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد فاروقی علیہ الرحمہ کو سرکار بغداد پر فوقیت دیتے ہیں اور دلیل میں حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات کا حوالہ دیتے ہیں کہ مجدد صاحب نے فرمایا ہے کہ میرا مرتبہ شیخ عبد القادر جیلانی سے بڑھ کر ہے۔ایسے حضرات سے میری گذارش ہے کہ پہلے وہ سکر اور صحو کی حالتوں کو سمجھیں، پھر کچھ منہ سے بولیں، جب اولیاء اللہ پر سکر کی حالت طاری ہوتی ہے تو اس حالت میں جو باتیں انکے منہ سے نکلتی ہیں وہ حجت اور دلیل نہیں ہوتیں۔ ایسی باتیں ساقط الاعتبار ہیں۔مکتوبات مجددی کی اول دو جلدوں میں ایسے کلمات ضرور ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کا مرتبہ سرکار بغداد سے زیادہ ہے مگر بعد میں انھیں مکتوبات کی تیسری جلد میں فرماتے ہیں کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا ہے صحو (ہوش وحواس) سے کہا ہے۔نہیں، نہیں بلکہ زیادہ ''سکر'' ہے یعنی نشہ اور مستی میں کہا ہے اس لئے غوث اعظم سے فوقیت کا دعویٰ ساقط الاعتبار ہے۔تیسری جلد میں ایک مقام پر خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ فیوض و برکات کا خزانہ میرے پاس ہے وہ سب سرکار غوثیت کی عطا ہے نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ یعنی چاند کی روشنی سورج کی روشنی کا صدقہ ہے۔اگر سورج نہ ہوتا تو چاند میں روشنی نہ ہوتی۔حضرت شیخ مجدد الف ثانی کا یہ ارشاد حالت صحو (ہوش وحواس) کا ہے، اسی کا اعتبار کیا جائیگا۔اب اگر کوئی مجددی انکے سکر والے قول سے استدلال کرے تو وہ غلطی پر ہے ؎

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں   خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

حضرات! کسی کے مقام و مرتبہ کے پہنچاننے میں دو وجہوں سے غلطیاں ہوتی ہیں، ایک تو

یہی سکر کی حالت ہے، جب سکر کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس حالت میں خود صاحب سکر کو اپنا ہوش نہیں ہوتا، تو وہ دوسروں کے مقام ومرتبہ کو کیا جانے گا۔ اس قسم کی غلطی کی دوسری وجہ ناواقفی اور عدم علم ہے، جیسا کہ امام اہلسنت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے الملفوظات شریف میں فرمایا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بزرگ تھے جنکا نام نامی اسم گرامی سیدی عبد الرحمن طفسونجی تھا، ایک روز آپ اپنی خانقاہ میں معتقدین ومریدین کے درمیان منبر پر تشریف فرما تھے، حاضرین کو تلقین وارشاد فرماتے ہوئے فرمایا اَنَا بَیْنَ الْاَوْلِیَاءِ کَالْکُرْکِیِّ أَطْوَلُ عُنُقاً میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے کلنک (سارس) سب سے اونچی گردن والا، اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میرا مرتبہ اس زمانہ کے تمام اولیاء سے اونچا اور ارفع واعلیٰ ہے۔

وہیں مجلس میں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم خاص اور مرید حضرت احمد تشریف فرما تھے، انھیں سیدی عبد الرحمن طفسونجی کی یہ بات ناگوار گزری کہ انہوں نے اپنے آپ کو حضور غوث پاک پر فضیلت دی، حضرت احمد نے اپنی گذری اتار کر پھینک دی، کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر سیدی عبد الرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا، پھر پیر سے سر تک دیکھا، پھر سر سے پیر تک دیکھا، غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہوگئے۔ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے، فرمایا میں نے اس آدمی کے جسم کو دیکھا کہ اس کا کوئی رونگٹا رحمت الٰہی سے خالی نہیں ہے۔ یہ فرما کر حضرت احمد سے کہا اپنی گذری پہن لو، شیخ احمد نے کہا کہ فقیر جس کپڑے کو اتار کر پھینک دیتا ہے اسکو دوبارہ نہیں پہنتا، بارہ دن کی دوری پر انکا مکان تھا، وہیں سے اپنی بیوی صاحبہ کو آواز دی فاطمہ! میرے کپڑے دو، ان کی زوجہ مقدسہ نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیئے اور انھوں نے ہاتھ بڑھا کر کپڑے لیکر پہن لئے۔

یہ ماجرا دیکھ کر سیدی عبد الرحمن طفسونجی علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا کہ تم کس کے مرید ہو؟ بابا میں غلام ہوں سرکار غوثیت مآب کا، یہ سن کر اپنے دو مریدوں کو بلا کر کہا تم دونوں بغداد جاؤ، سیدنا

شیخ عبدالقادر جیلانی کی بارگاہ میں عرض کرو کہ عبدالرحمن نے کہا ہے کہ بارہ سال سے قرب الٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپکو نہ جاتے دیکھا، نہ آتے دیکھا، ادھر سے یہ دونوں مرید چلے ہیں، ادھر غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دو مریدوں سے فرمایا طفسونج جاؤ، راستہ میں حضرت عبدالرحمن کے دو آدمی ملیں گے ان کو طفسونج واپس لے جاؤ، اور میری طرف سے شیخ عبدالرحمن کو جواب دو کہ وہ شخص جو صحن میں ہے اسکو کیونکر دیکھ سکتا ہے جو دالان میں ہے، اور وہ جو دالان میں ہے اسکو کیونکر دیکھ سکتا جو کمرے کے اندر ہے اور وہ جو کمرے کے اندر ہے اسکو کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نہان خانہ خاص میں ہو، اور میں نہان خانہ خاص میں رہتا ہوں، اس کا ثبوت یہ ہے کہ فلاں رات میں بارہ ہزار اولیاء کو خلعت عطا ہوئی تھی، یاد کرو آپ کو جو خلعت ملی تھی وہ سبز رنگ کی تھی اور اس پر سونے سے قل ھو اللہ شریف لکھی ہوئی تھی۔ اور وہ خلعت میرے ہی ہاتھوں آپ کو ملی تھی۔

جب سیدی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں مرید بغداد سے طفسونج جا رہے تھے حضرت سیدی عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے دونوں مرید غوث پاک کے فرمان کے مطابق راستے میں ملے اور ان کو واپس لیکر طفسونج حضرت عبدالرحمن کی خدمت میں حاضر ہوئے، سرکار بغداد کا پیغام سنایا، سیدی شیخ عبدالرحمن نے سر جھکا لیا اور پیغام غوث سن کر پکار اٹھے صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَھُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ، یعنی شیخ سیدنا عبدالقادر نے سچ فرمایا وہی سلطان وقت ہیں ۔

حکم نافذ ہے تیرا، خامہ تیرا، سیف تیری دم میں جو چاہے کرے دور ہے شہا تیرا

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ سیدی عبدالرحمن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام اولیاء پر اپنی تفضیل اور بڑائی کا اظہار اسلئے فرمایا تھا کہ اس وقت تک سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ سے واقف نہ ہوئے تھے، اور جب واقف ہو گئے تو برملا آپنے فرمایا ھُوَ سُلْطَانُ الْوَقْتِ، وہ وقت کے بادشاہ ہیں دوسری بات یہ ہے کہ غوث پاک کے ایک مرید شیخ احمد کی یہ حالت کہ ان کا رونگٹا رونگٹا رحمت الٰہی اور نور یزدانی سے معمور تھا، جس کو دیکھ کر سیدی شیخ عبدالرحمن کو پیر لاثانی کے احوال کو جاننے کا شوق پیدا

ہوا کہ جب طفل مکتب کی یہ شان ہے تو پیر کامل کی کیا شان ہوگی! سچ فرمایا اعلیٰ حضرت نے

جو تیرا طفل ہے کامل ہے یا غوث　　طفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث

غوث پاک کے مکتب ولایت کا یہ طفل یعنی شیخ احمد بھی کامل اور ان کی اہلیہ مقدسہ جو طفیلی ہیں وہ بھی واصل الی اللہ ہیں، طفل اور طفیلی دونوں ولایت میں کامل وواصل ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا　　اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

حضرات سنیئے! میر میراں، پیر پیراں، سیدنا شاہ جیلاں کے (بچے) کیسے کامل ہوتے ہیں۔ آپکے صاحبزادے سیدنا عبدالجبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپکو بہت زیادہ محبت تھی، تمام صاحبزادوں میں سب سے زیادہ آپکو چاہتے تھے۔ کچھ لوگوں نے عرض کی، کہ حضور! سب بچوں سے زیادہ سیدنا عبدالجبار سے محبت کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا بیٹھو! بتاتا ہوں، آپنے سب صاحبزادوں کو طلب فرمایا، اور حکم دیا کہ جنگل میں جاؤ اور درخت کی ایک ایک شاخ کاٹ کر میرے پاس لاؤ۔ یہ فرما کر سب کو ایک ایک چھری دے کر جنگل کی طرف روانہ فرمادیا، حضرت عبدالجبار بھی بھائیوں کے ساتھ تشریف لے گئے، سب نے ایک ایک شاخ کاٹی اور لاکر والد گرامی کے خدمت میں پیش کر دی۔ مگر سیدنا عبدالجبار رضی اللہ عنہ خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے، حضور غوث اعظم نے دریافت فرمایا کہ عبدالجبار تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی، خالی ہاتھ لوٹ آئے؟ اسکی وجہ کیا ہے؟ عرض کی ابا حضور! جب کسی درخت کے پاس جاتا اور اسکی شاخ کاٹنے کا ارادہ کرتا تو اس شاخ سے مجھے تسبیح کی آواز سنائی دیتی تھی وہ تر شاخ سبحان اللہ، سبحان اللہ، پڑھتی ہوتی، میرے دل نے گوارہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والی شاخ کو کاٹا جائے، اسلئے میں خالی ہاتھ لوٹ آیا، لوگوں سے فرمایا دیکھو اس سے زیادہ محبت کرنے کی وجہ یہ ہے۔

جو تیرا طفل ہے کامل ہے یا غوث　　طفیلی کا لقب واصل ہے یا غوث

سبحان اللہ میرے غوث کے گھرانے کے بچوں کی کیا شان ہے۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جن لوگوں کو سچی نسبت اور صحیح تعلق ہے وہ بڑی

شان والے ہیں، دین ودنیا ہر جگہ شادماں اور کامراں ہیں، خود سرکار بغداد نے اپنے مریدوں کو دلنواز خوشخبریاں عطا فرمائی ہیں، فرماتے ہیں ؎

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

یعنی اے میرے مرید! کسی سے مت ڈر، اللہ تعالیٰ میرا رب ہے، اسنے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوں کو پالیتا ہوں، دوسرے شعر میں فرماتے ہیں ؎

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید! کسی بد باطن مخالف سے مت ڈر، کیونکہ لڑائی کے وقت میں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں، اے قادریو! سنو! حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے ہیں کہ ایک روز سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد سے غائب ہو گئے، لوگ بہت پریشان ہوئے، ہر طرف لوگوں نے آپ کو تلاش کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا، اسی دوران لوگوں نے ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہہ رہا ہے ''اے لوگو! تم ان کو دریا دجلہ کی جانب تلاش کرو'' چنانچہ لوگوں کی ایک بھیڑ دریائے دجلہ کے کنارے جمع ہوگئی، اس وقت لوگوں نے یہ منظر دیکھا کہ سیدنا سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کے اوپر چلتے ہوئے ان کی جانب تشریف لا رہے ہیں، اور بے شمار مچھلیاں پانی سے نکل نکل کر آپ کو سلام کر رہی ہیں، اور ساتھ ہی دست بوسی اور قدم بوسی بھی کر رہی ہیں، اسی اثناء میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تو ایک سبز رنگ کا مصلیٰ نمودار ہوا، جس پر سنہری اور روپہلی کام بنا ہوا تھا، اور اس پر دو سطریں تحریر تھیں۔

پہلی سطر میں، اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ پھر مصلیٰ کو زمین وآسمان کے درمیان دجلہ کے اوپر اس طرح بچھا دیا گیا، جس طرح حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تخت بچھتا تھا، رجال الغیب اولیاء جن وانس اس کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھتے نظر آئے۔ اسی دوران ایک ایسا شخص نمودار ہوا جس کے پرنور چہرہ پر وقار

طمانیت، تمکنت اور ہیبت وجلال کے آثار ہویدا تھے، وہ شخص اس نورانی غیبی مصلّٰی کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا، اسوقت لوگوں پر رقت وگریہ وزاری کا عالم طاری تھا، اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان میں حس وحرکت باقی نہیں رہی۔

پھر اس مصلّٰی کے پاس کھڑے ہوکر پیر پیراں، میر میراں، شاہ جیلاں سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے امامت فرمائی، حاضرین نے آپکی امامت میں ظہر کی نماز ادا کی، جس وقت حضرت شیخ تکبیر وتسبیح کرتے تھے تو سب لوگ اور آسمان کے فرشتے آپکے ہمراہ تکبیر وتسبیح کرتے تھے۔ جس وقت آپ حمد الٰہی کرتے تو آپکے دہن مبارک سے ایک سبز رنگ کا نور نکل کر فوراً آسمان تک پہنچ جاتا۔ سبحان اللہ! کیا نماز تھی، اور کتنے خوش نصیب تھے وہ نمازی جن کو ایسی نماز میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ نے دعاء کے لئے ہاتھ بلند کیئے تو اس طرح دعاء کی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ حَبِیْبِکَ وَخَیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَاٰبَائِیْ اِنَّکَ لَا تَقْبِضُ رُوْحَ مُرِیْدِیْ وَلَا خُوَّابِیْ اِلَّا عَلٰی تَوْبَۃٍ ' اللہ! میں تجھ سے اپنے جد امجد، تیرے حبیب جو تمام مخلوقات سے بہتر ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے سوال کرتا ہوں (دعاء مانگتا ہوں) کہ میرے تمام مریدین کی اور ان لوگوں کی روح کو جو میری پناہ میں آچکے ہیں، اس وقت تک قبض نہ فرمانا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ جب یہ دعاء مانگ رہے تھے اسوقت آپکی دعاء پر فرشتوں کی ایک جماعت آمین کہہ رہی تھی، جنکی آوازوں کو ہم بھی سن رہے تھے، جب حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعائیہ کلمات ختم ہوئے تو غیب سے ایک ندا سنائی دی، کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے اَبْشِرْ لَکَ فَاِنِّیْ قَدِ اسْتَجَبْتُ لَکَ تجھے خوش خبری ہو کہ تمہاری دعاء قبول ہوئی۔

اسی طرح بہجۃ الاسرار شریف اور قلائد الجواہر کی روایت ہیکہ حضرت شیخ سعود محمد الوانی اور حضرت شیخ عمر بزاز علیہما الرحمہ نے فرمایا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ ضمانت حاصل کرلی ہے، کہ حشر تک ان کا کوئی مرید بغیر توبہ کیئے وفات نہیں پائے گا۔

اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے بارہ ہزار مریدین ہیں، اور میں ہر رات نام بنام ان کی حاجت روائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں، جب یہ بات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے قرب الٰہی حاصل ہو جائے تو میں اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لونگا کہ تا حشر میرا کوئی مرید توبہ کیئے بغیر نہ مرے، یہ واقعہ آپ کے ابتدائی دور کا ہے۔

جب شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث پاک کے ارشاد کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں ضمانت دیتا ہوں کہ عنقریب شیخ عبدالقادر کو یہ مرتبہ حاصل ہوگا، اور ان کی وجاہت تمام مریدوں پر سایہ فگن ہو گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب ان کو قرب خاص سے نوازا گیا تو آپ نے اپنے میریدوں کی توبہ کی ضمانت اپنے پروردگار سے حاصل کر لی قادری غلاموں کے لئے یہ بشارت عظمیٰ ہے۔ اسی لئے تو سیدی اعلیٰحضرت بڑے ناز واعتماد کے ساتھ مچل کر فرماتے ہیں ؂

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو سید جید ہر دھر ہے مولیٰ تیرا

اور فرماتے ہیں ؂

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

بڑے ہی فیروز مند اور خوش بخت ہیں وہ لوگ جو قادری سلسلہ سے وابستہ ہیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچی ارادت اور مخلصانہ نیاز مندی رکھتے ہیں، ان کے لئے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں قادری دولہا کی بھیک اور ملے گی، قبر کی تاریکی اور حشر کی ہولناکی، میں وحشت اور پریشانیوں سے نجات ملے گی ان شاء اللہ، اسی لئے سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ بارگاہ غوثیت میں عرض تمنا کرتے ہوئے عرض گزار ہیں ؂

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سر پل پہ کہیں نہ چھوٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا

یعنی اے سرکار بغداد میرے لئے اتنی دعاء فرمادیں، کہ جانکنی کی حالت میں جب روح تن

سے جدا ہو رہی ہو، ماں باپ، گھر بار، دوست و یار سب ساتھ چھوڑ رہے ہوں، ایسی حالت میں آپکا دامن کرامت میرے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔اے میرے غمگسار آقا! موت کے بعد مجھے لوگ گورستان کے اندر قبر کی تنہائی اور وحشت ناکی میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں تو اس وقت بھی آپ کا دامن غوثیت میرے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اسی طرح میزان عمل پر جب میرے اعمال وزن کئے جائیں اور حساب و کتاب کے بعد جب پل صراط کے اوپر سے میرا گزر ہو، ان تمام مشکل اوقات اور جان کو پگھلا دینے والی گھڑی میں، کہیں پر بھی آپ کا دامن عالی میرے ہاتھ سے نہ چھوٹے، ہر جگہ آپ کی سچی حمایت کا سہارا مل جائے، بس بیڑا پار ہو جائے گا۔

اس عرض تمنا کے بعد اطمینان کا سانس لیتے ہوئے بڑے ہی پر اعتماد لہجے میں فرماتے ہیں ۔

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

سبحان اللہ! سچے جاں نثار، عاشق زار، سرکار بغداد کے مخلص وفادار امام احمد رضا کو غوثیت کی ذات والا صفات اور آپ کی کرم نوازیوں پر کتنا اعتماد ہے! فرماتے ہیں کہ قیامت کی کڑی دھوپ اور جان لیوا گرمی جبکہ سورج سوا نیزے پر آ کر آگ برسائے گا، میدان محشر میں ہر طرف نفسی نفسی کا شور مچا ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا اس سخت آفت اور جانکاہ مصیبت میں بھی یا غوث اعظم، اے دستگیر عالم، مجھے گھبراہٹ نہیں ہوگی بلکہ میں اطمینان وسکون سے رہوں گا، اس لئے کہ میرے سر پر آپ کا دامن رحمت ورافت سایہ فگن ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

میرے سنی جنتی بھائیو! آؤ شفیع محشر کے لخت جگر، ساقی کوثر کے نور نظر، مولیٰ علی کے پسر، خاتون جنت کے دلبر، چمنستان حسن کے گل تر، شہید کربلا کے منظور نظر، غوثیت کبریٰ کا تاج جن کے سر پر ہے انکا دامن معلیٰ مضبوطی کے ساتھ تھام لو، ان شاء اللہ تعالیٰ ہر جگہ بیڑا پار ہو جائے گا، انکی بارگاہ کا ادب رکھو، ان کی طرف سے دل میں بدگمانی کا شائبہ بھی نہ آنے دو، کیونکہ انکی بارگاہ سے سوئے ظن اور ادنیٰ بے اعتدالی کے بڑے خطرناک نتائج ہوتے ہیں، اس ضمن میں تین ابدال کی سرگذشت

سنئے اور عبرت حاصل کیجئے، زبدۃ الآثار شریف جو بڑی مستند اور معتبر کتاب ہے، اس میں لکھا ہوا ہے۔

ایک روز تین اولیاء اللہ جو ابدال تھے بغداد معلی شریف کی فضاء میں اڑتے ہوئے جا رہے تھے، خانقاہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اوپر سے گزرتے ہوئے دو ابدالوں نے خانقاہ شریف کے ادب کا لحاظ و پاس کرتے ہوئے خانقاہ کی عمارت کے دائیں بائیں کترا کر گزر گئے، خانقاہ مقدسہ کے اوپر سے اڑنا گوارہ نہیں کیا مگر تیسرے صاحب نے اس کی پرواہ نہیں کی، خانقاہ کے اوپر سے گزرنے لگے تو اچانک ان کی قوت پرواز ختم ہوگئی اور ہاتھ پاؤں شل ہو کر مفلوج ہو گئے، اسی بے حسی کے عالم میں زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے، ان کی روحانی کیفیت بھی سلب ہوگئی، کریں تو کیا کریں؟ پریشان حال زمین پر پڑے آہ وزاری کر رہے تھے، اور اپنی غفلت پر آنسو بہا رہے تھے، اتنے میں سیدنا علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ جو حضور غوث پاک کے چہیتے خلیفہ ادھر سے گزرے، سر راہ خانقاہ معلی کے صدر دروازے پر ایک پریشان حال مصیبت زدہ کو آہ و بکاء کرتے دیکھ کر ان کا حال دریافت کیا، انھوں نے اپنی پوری داستان سنا کر بڑی منت وسماجت کے ساتھ شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں اپنی غفلت کی معافی کیلئے سفارشی بنا کر عذرخواہی کی گذارش کی۔

سیدنا شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ نے سفارش کا وعدہ فرما کر بارگاہ غوثیت میں حاضر آئے، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر سب کچھ روشن تھا، آپ حقیقی پیر روشن ضمیر تھے، شیخ علی بن ہیتی کو دیکھتے ہی فرمایا، علی تم سفارشی بن کر آئے ہو تو میں اسکو معاف کرتا ہوں اور اسکا سلب کیا ہوا حال واپس فرماتا ہوں۔

حضور سرکار بغداد کے دہن مبارک سے ابھی یہ کلمات ختم بھی نہیں ہوئے تھے کہ ابدال صاحب اپنی پہلی والے حالت پر واپس آگئے، ہاتھ پاؤں ٹھیک ہو گئے اور مرتبۂ ولایت وابدالیت حاصل ہوگیا، فوراً اڑے اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔

حضرات! غور کیجئے کہ جو مرتبۂ ولایت اور مقام ابدالیت پر فائز ہے وہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خانقاہ مقدسہ کے ادب سے غفلت برتتے اور بے پرواہی میں اسکے اوپر سے گذر جائے تو وہ بدحالی

کا شکار ہو جائے، اور اسکی تمام روحانی اور ولایتی کیفیات سلب ہو جائیں۔ تو کیا حال ہو گا ان بدنصیبوں کا جو آپکی شان میں گستاخانہ بول بولتے رہتے ہیں؟ کیا ایسے کم ظرفوں کا ایمان سلامت رہے گا؟

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اے آنکھ والو! دیدۂ عبرت کھولو اور ہوش سنبھالو، اللہ والوں کا مرتبہ سمجھو، ان کی بارگاہوں میں سراپا ادب بن کر رہو، انکے بارے میں کچھ بولو تو سوچ سمجھ کر بولو، دین و دنیا کے اعتبار سے من مانے چین کے حقدار بن جاؤ گے۔

حضرات! اللہ والوں کے دامن کرامت سے وابستگی کا سب سے بڑا فائدہ مسلمانوں کو یہ ملتا ہے کہ شیطان کے بہکانے سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور اپنی شامت نفسی سے اگر گناہ ہو جائے تو اس گناہ پر ہمیشہ قائم نہیں رہتے ایک نہ ایک دن منجانب اللہ انکو توبہ کی سچی توفیق ضرور ملے گی، مرے گا تو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے مریگا۔

بالخصوص غوث پاک کے دامن کرم سے وابستگی تو بہت مفید اور کارآمد ہے، میرے سرکار غوثیت مآب نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے وعدہ لے لیا ہے کہ میرا مرید کیسا بھی ہو مریگا تو توبہ کر کے مریگا، ان شاء اللہ تعالیٰ غوث پاک کا سچا چاہنے والا بے توبہ نہیں مریگا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں ؎

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی　　اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

ہمیں سب تسلیم ہے کہ ہم برے ہیں، مجرم ہیں، نکمے اور ناکارہ ہیں، اور حسن عمل سے ہمارے دامن خالی ہیں، ہم میں کوئی خوبی اور کمال نہیں ہے، ان سب خرابیوں کے باوجود اے کریم آقا! ہم آپ کے ہیں اور آپ ہی کے رہیں گے، ہم گستاخ، غدار اور باغی نہیں ہیں، ہمیں اپنے حسن عمل پر نہ غرور ہے نہ گھمنڈ، نہ فخر ہے نہ ناز، ہاں اگر ہم کو ناز اور فخر ہے تو پیارے مصطفیٰ ﷺ کی محبت، سرکار بغداد کی نسبت اور اللہ والوں کی عقیدت پر ہے، ہمارے عمل کی کچھ حقیقت نہیں، مقبول ہیں؟ مردود ہیں؟ ہمیں کچھ معلوم نہیں، اس حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔

حضرات! حسن عمل کی پونجی سے ہمارے دامن خالی ہیں، اور گناہ بے حد و شمار ہیں، مگر

شفیع روز شمار، مدنی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارۂ شفاعت اور سرکار بغداد رضی اللہ عنہ کی ادنیٰ حمایت کے سامنے ہمارے بے شمار گناہوں کی حقیقت ہی کیا ہے؟ ان کا ایک اشارۂ ابرو کروڑوں کی نجات و بخشش کا پروانہ ہے، امام احمد رضا علیہ الرحمہ مچل کر فرماتے ہیں ؎

ایک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی　　　مجھ سے سولاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا اشارہ کتنا باوقار اور موثر ہے، کہ اشارہ فرمایا تو چاند کا کلیجہ چر گیا دست ناز اٹھے تو ڈوبا ہوا سورج الٹے پاؤں پلٹ پڑا، جنبش لب کا اشارہ پاکر کنکر بول اٹھے، حکم پاکر درخت دوڑ پڑے، اسی طرح میدان محشر میں سرکار اشارہ فرمائیں گے اور ہم گنہگاروں کو رہائی کا پروانہ ملتا جائیگا ان شاء اللہ تعالیٰ، فرمائیں گے مجیب اشرف جا جنت میں چلا جا، نورالحسن جا جنت تیرا انتظار کر رہی، حاجی بابو کیوں کھڑا ہے جنتیوں کے قافلے میں شامل ہو جا، حاجی ادریس تو بھی دوڑ لگا جنت میں داخل ہو جا، اشارہ فرماتے جائیں گے گناہگاروں کی بخشش ہوتی جائے گی۔

میرے دینی بھائیو! اور اسلامی بزرگو! مجھے کہنا یہ ہے کہ بزرگان دین کی روحانی قدروں کو کبھی فراموش نہ کرنا، اپنی نسلوں کو اللہ والوں کی محبت، اس طرح پلا دینا کہ گمراہیت کی تند و تیز آندھی میں بھی وہ ثابت قدم رہنے کا حوصلہ پا جائیں۔

جیسے درخت سے ٹوٹ کر گرنے والا پتہ بے وزن ہلکا پھلکا ہوتا ہے، اسکو ہوا کا معمولی جھونکا جدھر چاہتا ہے اڑائے پھرتا ہے، کبھی گڑھے میں کبھی گندی نالی میں، کبھی کنوئیں کی گہرائی میں، جدھر دیکھو ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، مگر جب وہ پتہ کسی وزنی پتھر کے نیچے آجاتا ہے تو بڑے سے بڑا طوفان اس کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا، تم بھی اپنے کو غوث پاک کی مضبوط گرفت کے حوالے کر دو تاکہ طوفان ہوش ربا میں بھی عذاب کے تھپیڑوں سے محفوظ رہ سکو ؎

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے　　　پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

وما علینا الا البلاغ

شان حضور مفتیٔ اعظم

نوٹ: انجمن فیض رضا کے روح رواں عالی جناب الحاج محمد صاحب عرف حاجی بابو نے، حضور اشرف العلماء مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رضوی بانی و مہتمم الجامعۃ الرضویۃ دار العلوم امجدیہ ناگپور انڈیا کی دعوت کا نہایت پر تکلف اہتمام اپنے دولت کدہ پر کیا تھا، تناول طعام سے قبل مشائخ سلسلۂ قادریہ رضویہ کی بارگاہوں میں نذرانۂ عقیدت بھی پیش کیا گیا، بعدہ حضرت اشرف العلماء نے یہ خطاب فرمایا۔ نور الحسن،

مدرس دار العلوم فیض رضا، کولمبو: (سری لنکا)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. صَلَاةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ. یَا زِیْنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ. یَا عَرُوْسَ مَمْلَکَةِ اللّٰهِ. یَا سِرَاجَ اُفُقِ اللّٰهِ. یَا نُوْرًا مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ

حضور سیدی و مرشدی، آقائی و مولائی، سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں بہت پہلے میں نے ایک منقبت کہی تھی، جسکا مطلع ہے ؎

تری نگاہ سے ملتا ہے نور قلب و نظر

کہ تو ہے نوری اور نوری میاں کا نور نظر

حضرات گرامی! یہ صرف عقیدت کی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہی حقیقت ہے، حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ایک زبردست عالم، بلند پایہ مفتی اور ایسے عظیم فقیہ تھے جن میں مجتہدانہ رنگ

اورڈھنگ کے جلوے نظر آتے تھے۔جس طرح کھلی کتاب کے صفحات پیش نظر ہوتے تھے اسی طرح ان کی نگاہ کرامت دلوں کے صفحات پر ہوتی تھی بلکہ بغیر کتاب دیکھے فقہی جزئیات مع عربی عبارتوں کے، بے تکلف نقل فرمادیتے تھے وہ ایسے مفتی نہیں کہ صرف کتابیں دیکھ کر مسائل کو نقل کردیں، وہ فقہی کتابوں کی ہزاروں عبارتوں کے حافظ تھے، کتاب دیکھے بغیر عبارتوں کو نقل فرمادیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ملک العلماء مولانا ظفرالدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جو سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عظیم المرتبت شاگرد وخلیفہ تھے، اعلیحضرت اپنے ہر خط میں انکو الولدالاعز یعنی پیارے بیٹے تحریر فرماتے تھے، انکی علمی جلالت مسلم تھی ، ویسے تو اعلیٰ حضرت کا علمی دربار وہ دربار تھا جہاں علماء فضلاء کا میلہ ہوتا، خصوصاً علماء کا وہ طبقہ جو مسلسل طور پر اعلیٰ حضرت کے گرد رہا کرتا تھا، ان میں کا ہر ایک اپنی مثال آپ تھا''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' اعلیٰ حضرت کا علمی آستانہ ایسا تھا کہ یہاں کوئی ستارہ تھا ہی نہیں سب کے سب آسمان علم کے ماہ کامل تھے، حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی کو دیکھئے وہ اپنی جگہ کامل ومکمل تھے۔ حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی کو دیکھئے، انکی شان اعلیٰ وبالا تھی۔ مولانا دیدار علی شاہ کو دیکھئے تو انکی مناظرانہ چابک دستیوں کی بات ہی کچھ اور تھی، اعلیٰ حضرت کے فرزند خوش خرام حضرت العلام، حجۃ الاسلام، مولانا حامد رضا خاں بریلوی کو دیکھئے علم وفضل کا کوہ گراں تھے، گویا وہاں ماہ ونجوم کی بھیڑ تھی جو خورشید علم، امام احمد رضا سے کسب ضیاء علم وفضل کررہے تھے، انہیں میں سے ایک بدر کامل کا نام مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی ہے، ایک دن یہی یکتائے روزگار، اعلیحضرت کا فرزند نامدار، مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں اچانک تشریف فرما ہوا، دیکھا کہ حضرت ملک العلماء علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں اور کسی استفتاء کا جواب لکھنا چاہتے ہیں۔ شہزادہ عالی وقار نے فرمایا کیا آپ کتاب دیکھ کر فتویٰ لکھتے ہیں؟ ملک العلماء نے فرمایا، آپ بغیر دیکھے لکھ دیجئے۔ آپ نے سوال کا کاغذ لیا اور قلم برداشتہ استفتاء کا جواب مدلل ومبرہن لکھ دیا۔ یہ استفتاء

رضاعت سے متعلق تھا۔تحریر کرنے کے بعد وہ فتویٰ سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں تصدیق کے لئے جب پیش کیا گیا تو آپ نے صح الجواب لکھ کر اسکی تصدیق فرمائی اور بہت خوش ہوئے۔اسی روز آپ نے اپنے کم عمر لخت جگر، نور نظر مستقبل کے مفتی اعظم، تاجدار اہلسنت علامہ مصطفیٰ رضا کو فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی اور مہر بنوا کر عطا فرمائی۔

اس وقت سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کم عمر تھے۔ابتدائی جوانی تھی، مگر مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، عنفوان شباب میں ہی آپ کے علمی شباب کو دیکھ کر والد گرامی نے مسند افتاء پر بیٹھنے کی اجازت دیدی گویا پہلے ہی دن آپ کو مفتی اعظم ہونے کا حق مل گیا۔یہ عجیب اتفاق ہے بلکہ حسن اتفاق ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا اور شاہزادے نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا۔باپ اور بیٹے میں کتنی یکسانیت ہے۔سبحان اللہ! پہلے فتوے پر جسکو اعلیٰ حضرت جیسے محقق، مدقق کی بارگاہ علم سے دادو تحسین، تصدیق وتصویب کی سند مل جائے۔اسکے وفور علم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ اگر پوچھیں رضاعت کیا ہے؟ تو رضاعت کہتے ہیں دودھ پلانے کو۔جس طرح نسب سے حرمت نکاح ثابت ہوتی ہے اسی طرح دودھ پلانے سے بھی حرمت نکاح ثابت ہو جاتی ہے۔ رضاعت کے باب میں بڑی تفصیلات ہیں۔کب، کیسے، کتنی عمر میں دودھ پینے سے رضاعت کا حکم ہو گا اس سے متعلق تمام تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔جس طرح نسبی بہن کا اسکے حقیقی بھائی سے نکاح حرام ہے اسی طرح دودھ پلانے سے بھی حرمت نکاح ثابت ہو جاتی ہے۔مثلاً ایام رضاعت میں ایک عورت کا کسی لڑکے اور لڑکی نے دودھ پیا ہے تو آپس میں حقیقی بھائی بہن تو نہ ہونگے مگر دونوں رضاعی یعنی دودھ شریکی بھائی بہن ہونگے۔شرعاً آپس میں انکا نکاح حرام ہے۔یہ ہے

رضاعت۔ رضاعت کے مسائل میں جب بھی کوئی پیچیدگی پیدا ہوتی ہے تو اہل علم کی طرف لوگ رجوع کرتے ہیں، چونکہ رضاعت کا مسئلہ بہت کم درپیش ہوتا ہے اسلئے علماء کی توجہ اس طرف کم ہو تی ہے اور مسائل رضاعت کا استحضار بھی نہیں رہتا۔ اسلئے کتاب دیکھنا ضروری ہوجاتا ہے۔

حضور سرکار مفتئ اعظم کا اول روز کم عمری میں ایسے نادر الوقوع مسئلہ کو بغیر کتاب دیکھے دلائل وبراہین کے ساتھ لکھ دینا حیرت کی بات ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتئ اعظم کا علمی اور فقہی مقام بہت بلند اور ارفع اعلیٰ تھا جسکی تائید امام احمد رضا کے تصدیقی کلمات اور اجازت افتاء سے ہوتی ہے، اسلئے میں کہتا ہوں اور کہنے میں حق بجانب ہوں کہ حضور مفتئ اعظم ایک ایسے بلند پایہ فقیہ تھے، جن کے فتوؤں میں مجتہدانہ رنگ جھلکتا ہے، آپ صرف کتابیں دیکھ کر فتوے نہیں لکھتے تھے بلکہ سوالات ومعاملات کی نزاکتوں کو سمجھنے کے بعد کئے گئے سوالات کی تفصیلات پر گہری نظر رکھ کر پھر جنچا تُلا فیصلہ فرماتے تھے، جو روش امام احمد رضا کی تھی اسی پر ان کے شہزادے بھی رواں دواں نظر آتے ہیں، مثل مشہور ہے اور پوربی یوپی میں زیادہ بولی جاتی ہے ''باپ پوت پرابت گھوڑا، ڈھیر نہیں تو تھوڑا تھوڑا'' مگر یہاں تھوڑا تھوڑا نہیں بلکہ پورا پورا کا معاملہ ہے۔ حضور سرکار مفتئ اعظم عالم تو تھے ہی مگر عالم باعمل تھے جو پڑھا اس پر عمل کیا۔ وہ متقی اور پرہیز گار تھے، ایسے متقی جو کہتے تھے۔ وہی کرتے تھے، اللہ ورسول کو یہی پسند ہے، قرآن کا ارشاد ہے، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ کہو اور نہ کرو۔ جو بات اللہ ورسول کو پسند ہے اسکو کرنا اور جو ناپسند ہے اس کو چھوڑ دینا یہی اصل تقویٰ ہے۔ کسی چیز کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے جو معیار ہوتا اس کو اسی معیار پر جانچنے سے معلوم ہوگا کہ یہ چیز صحیح ہے یا غلط، کھری ہے یا کھوٹی، سونے کا کھرا کھوٹا معلوم کرنا ہے تو کسوٹی کا کالا پتھر اس کو بتائے گا۔ ماربل کا سفید قیمتی پتھر کام نہ دے گا، اگر کسی کا ٹمپریچر دیکھنا ہے تو تھرمامیٹر لگانا پڑے گا۔ ہمارے کرم فرما ڈاکٹر رئیس صاحب یہاں بیٹھے

ہوئے ہیں، اگر کسی مریض کو منہ یا بغل میں بلوری کانچ کا لمبا ٹکڑا رکھدیں، ایک منٹ بعد نہیں ایک گھنٹے بعد بھی نکال کر دیکھیں گے تو کیا ان کو پتہ چل سکتا ہے کہ بخار کتنی ڈگری ہے؟ ہر گز نہیں، ٹمپریچر دیکھنا ہے تو تھرمامیٹر لگانا ہوگا جسمیں مرکیوری (پارہ) چلتا پھرتا ہے۔ پروردگار عالم نے اپنے ولیوں کو پہچاننے کے لئے معیار مقرر فرمایا، جب کسی کی ولایت کے بارے میں معلوم کرنا چاہو تو اس خدائی معیار کو سامنے رکھ کر دیکھو۔ معلوم ہو جائے گا ولی کون ہے؟ سچائی کہاں ہے؟ اِنْ شَاءَ اللّٰہ کبھی دھوکہ نہ کھاؤ گے۔ لمبے بال بڑھا لینے سے انسان ولی نہیں ہو جاتا، ہرے پیلے کپڑے پہن لینے سے راہ معرفت نہیں ملتی۔ یہاں استقامت، عزیمت اور پابندیٔ شریعت درکار ہے۔ ولایت کی نعمت عطا کرنے والے مولیٰ نے جو معیار بتایا وہی حق و سچ ہے۔

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ، اللہ کا دوست وہی ہے جو متقی ہے، شریعت کا پابند ہے۔ معلوم ہوا تقویٰ ولایت کا معیار اور کسوٹی ہے مگر آج کل لوگوں نے ولی کی پہچان کے لئے عجیب و غریب نشانیاں بنا رکھی ہیں۔ انھیں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جس کے پیچھے درود شریف پڑھو اگر وہ گھوم جائے تو وہ ولی ہے۔ واہ واہ! کیا مضبوط نشانی ہے۔ اگر آپ درود شریف پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں، آگے چلنے والا شخص کسی ضرورت سے آپ کی طرف گھوم گیا تو کیا وہ ولی ہو گیا؟ آپ کو تو معلوم نہیں وہ کیوں پلٹا؟ اس طرح کی نشانی کو معیار ولایت مان لینے میں بہت سی خرابیاں پوشیدہ ہیں۔ بسا اوقات اس طرح غیر ولی، ولی، اور ولی غیر ولی ہو جائے گا۔ لھذا ولایت کا معیار درود پڑھنے والے کی طرف پلٹ جانا نہیں بلکہ ولایت کا معیار شریعت مطہرہ کی پر خلوص پابندی ہے۔

حضرات! جب اللہ کا مومن بندہ متقی، پرہیز گار، پابند شرع ہو جاتا ہے اور اسکو شریعت پر استقامت حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ جل مجدہ اپنے فضل خاص سے اسکو مرتبہ ولایت پر فائز فرماتا ہے اور جبرئیل اور تمام فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تم بھی اسکو دوست رکھو، زمین و آسمان میں اس کی محبوبیت کا اعلان ہو جاتا ہے، چرند و پرند سب اس سے محبت کرتے

ہیں، یہاں تک کہ اسکے پاس فرشتے آنے لگتے ہیں، تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ، اس پر فرشتے اترتے ہیں۔ یہ مقام بلند کب ملتا ہے؟ جب خدا کی خدائی اور مصطفیٰ کی مصطفائی کو ماننے کے بعد شریعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے اور اسطرح ڈٹ جاتا ہے کہ زمین وآسمان کا ادھر سے اُدھر ہو جانا ممکن، مگر بندہ مومن کے پائے استقامت میں لغزش کا آنا ناممکن۔ جب بندۂ مومن دین میں اتنا ٹھوس اور پکا ہو گیا تو پھر اسکو نہ کسی کا خوف نہ کسی کا غم بلکہ سراپا اطمینان ہوتا ہے۔

أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا، ڈرو نہیں غم نہ کھاؤ، جنت کی بشارت سے شادکام ہو جاؤ، پھر جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی جاتی ہے، وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، تم کو اس جنت کی بشارت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ فرشتے اس اللہ کے دوست کے دوست بن جاتے ہیں۔ یہ دوستی عارضی اور مطلب کی نہیں ہوتی، اللہ داسطے ہوتی ہے۔ پھر اس کا سلسلہ صرف دنیا تک محدود نہیں رہتا، جہاں کوئی کسی کا دوست نہیں ہوگا وہاں بھی یہ دوستی قائم رہے گی۔ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ، دنیا میں جب تک تم زندہ رہو گے، ہم تمہارے دوست رہیں گے اور جب قیامت قائم ہوگی، جہاں کا عالم یہ ہوگا کہ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ وَأُمِّهٖ وَأَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ، وہاں حق رفاقت ادا کریں گے۔ اللہ اکبر! اللہ والوں کی کیا شان ہے!

حضور سرکار سیدی مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کو جن لوگوں نے دیکھا ہے ان سے پوچھو وہ بتائیں گے کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند کا کوئی سانس خلاف شرع نہیں تھا، کوئی قدم حریم شرع سے باہر نہیں پڑتا تھا۔ ان کا سونا جاگنا، ہنسنا بولنا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا ہر ادا ہر کام سنت نبوی کا آئینہ دار تھا۔ جب بات کرتے تو ٹھہر ٹھہر کر بولتے کہ سننے والا اچھی طرح سمجھ سکے۔ بلاضرورت کبھی نہیں بولتے، اکثر خاموش رہتے تھے۔ خوراک مختصر تھی، بڑی نفاست کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ چاول کا دانہ، روٹی کا ٹکڑا نیچے نہ گرنے دیتے۔ اگر اتفاقیہ کچھ گر گیا تو اٹھا کر کھا لیتے۔ ہر وہ چیز جو دسترخوان پر ہوتی جب ان میں سے کوئی چیز تناول فرماتے تو ابتداء میں بسم اللہ شریف پڑھتے۔ روٹی کھاتے

توبسم اللہ پڑھ کرشروع فرماتے، پھر چاول تناول فرماتے تو بسم اللہ پڑھ کر پہلا لقمہ تناول فرماتے، اس کے بعد میٹھا یا اور کوئی چیز ہوتی، سب کے شروع میں بسم اللہ پڑھتے تھے۔ پانی پیتے بسم اللہ پڑھ کر پیتے، تین سانس میں پیتے، چوس چوس کر پیتے ہر سانس پر اخیر میں الحمدللہ فرماتے۔ چلتے تو چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے، جیسے بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔ رفتار نہ تیز ہوتی نہ سست، میانہ روی اختیار فرماتے۔ مگر لوگوں کو آپ کے ساتھ تیز چلنا پڑتا تھا۔ جب تعویذ کا نقش پُر فرماتے تو تمام ہندسوں (عددوں) کو داہنی جانب سے لکھتے جبکہ عام طور پر گنتیاں بائیں طرف سے لوگ لکھتے ہیں۔ مثلاً ایک سو تیس لکھنا ہوتا تو پہلے صفر (زیرو) پھر تین، بعد میں ایک تحریر فرماتے تھے جبکہ دستور یہ ہے کہ پہلے ایک پھر تین آخر میں زیرو لکھا جاتا ہے، مگر حضرت والا اس میں بھی تیامن کا خیال رکھتے تھے جسکو سید عالم ﷺ پسند فرماتے تھے۔ مسجد میں آنے جانے کی بات تو بڑی ہے مکان کے اندر آنے جانے میں بھی دائیں اور بائیں کا خیال فرماتے تھے اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی غلطی نہیں ہوتی تھی۔ کیا آپ لوگوں نے ایسی محتاط پاکیزہ زندگی کسی کی دیکھی ہے؟ ؎

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

میں نے عرض کیا ؎

جو کم نظر ہیں وہ کیا جانیں مرتبہ اسکا
حریم شرع میں گذری ہیں جس کی شام وسحر

حضرات! جس ذات گرامی قدر نے ہر ہر قدم، ہر ہر سانس پیارے نبی کی پیاری پیاری سنتوں کا لحاظ و پاس رکھا ہو، وہ عبادات اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کتنا محتاط ہوگا! حکم یہ ہے کہ جب مسلمان کو چھوٹی بڑی کوئی تکلیف پہنچے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، پڑھ لیا کرے یہاں تک کہ گھر کا چراغ بجھ جائے تب بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، پڑھنا چاہیئے۔ آج اگر معمولی تکلیف پر

کسی نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ دیا تو لوگ چونک کر پوچھتے ہیں، بھائی کس کا انتقال ہو گیا؟ لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مرنے کی خبر سن کر ہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، پڑھنا چاہیئے اور بس۔ میرے بھائیو! ایسا نہیں ہے، خدا نہ کرے آپ لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچے، لیکن اگر پہنچے تو فوراً اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، پڑھ لیا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہُ بہت جلد وہ تکلیف دور ہو جائیگی۔ اگر نہ دور ہوئی تب بھی ثواب ضرور ملیگا۔ حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کا عمل اس حکم پر ہمیشہ رہا ہے۔

۱۹۵۵ء میں بغرض تعلیم میں بریلی شریف آیا۔ ۱۹۵۵ء سے لیکر ۱۹۵۷ء دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں لائق اساتذہ کی نگرانی میں زیر تعلیم رہا۔ ۱۹۵۷ء میں میری فراغت ہوئی اور ۱۹۵۸ء میں حضرت والا نے مجھے ناگپور بھیج دیا۔ مسلسل تین سال تک سرکار مفتیٔ اعظم کی خدمت میں رہنے کا موقعہ اس فقیر کو ملا۔ شہر یا بیرون شہر حضرت کو جب کہیں جانا رہتا تو اکثر اپنے اس خادم پر کرم فرماتے ہوئے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک بار بعد نماز ظہر فرمایا پرانے شہر کانکر ٹولہ صاحب کے مکان پر جانا ہے رکشہ لاؤ، حضرت العلام مولانا حسنین رضا صاحب علیہ الرحمہ جو استاذ زمن حضرت حسن رضا صاحب علیہ الرحمہ کے فرزند اور حضرت مولانا حکیم سبطین میاں صاحب قبلہ کے والد گرامی اور ہمارے حضرت کے چچازاد بھائی تھے۔ انکو سب لوگ صاحب کہتے تھے۔ حضرت والا بھی انھیں صاحب ہی فرماتے تھے۔ صاحب کی طبیعت ناساز تھی ان کی عیادت کے لئے کانکر ٹولہ جا نا تھا، میں گیا، رکشہ لیکر حاضر ہوا، حضرت نے فرمایا تم بھی چلو۔ ان دنوں بریلی کی سڑکیں بڑی ابتر حالت میں تھیں۔ قدم قدم پر چھوٹے بڑے گڑھے آنے جانے والوں کا استقبال کرتے تھے۔ ہم لوگ رکشا پر بیٹھ کر کانکر ٹولہ روانہ ہوئے، کتب خانہ چوک کے بعد جو جھٹکے لگنے شروع ہوئے، مت پو چھیئے کانکر ٹولہ پہنچتے پہنچتے کم سے کم سو جھٹکے لگے ہوں گے اور حضرت والا ہر جھٹکے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، ضرور پڑھتے تھے۔ کوئی جھٹکا ایسا نہ تھا جس پر آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن نہ پڑھا ہو، یعنی دنیا کی تکلیف سے راحت اخروی کا سامان فرما رہے تھے۔ کیا شان تھی میرے مفتیٔ اعظم کی! ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بظاہر یہ بات چھوٹی لگتی ہے مگر شریعت کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گہری نظر، اہل نظر اور صاحب عزیمت وتقویٰ کی ہی ہوتی ہے۔ اسی کو پاکیزہ نگاہی اور باریک بینی کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سرکار مفتی اعظم کا روحانی اور عرفانی پایہ بہت بلند تھا جسکو اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضور سیدی ومرشدی سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان جب کہیں کوئی بت خانہ دیکھتے تو فوراً أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له پڑھ کر اس سے اپنی بیزاری اور ناگواری کا اظہار فرمادیتے ۔ حدیث پاک میں مومنانہ کردار کے بارے میں فرمایا گیا ہے، مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ ذٰلِكَ أَضْعَفُ الْاِيْمَانِ، یعنی مومن کی شان یہ ہے کہ جب کوئی منکر اور خلاف شرع بات دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے سے اسکی برائی بیان کردے، اگر یہ بھی نہیں ہوسکتا تو اس کو دل سے برا جانے، اور یہ کمزور ایمانی درجہ ہے۔

حضور سیدی مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ ایسے مرد خوش اوقات تھے کہ ان کی زندگی کا لحہ لحہ شرعی پابندیوں اور اسلامی حسن کاریوں کا آئینہ دار تھا۔ کفر وشرک، بدعت اور منکرات کو مٹانا ان کی برائیاں ظاہر کرنا اور ان کو اپنے قول وعمل سے ناپسند جاننا آپ کا وظیفۂ حیات تھا۔ غرض سرکار مفتیٔ اعظم کی ذات والا صفات ایسی باوقار ذات تھی جس کا اس دور میں کوئی ثانی نہیں تھا، ایسی پاکیزہ زندگی تھی کہ اپنی ضرورت کے لئے بھی سوال کرنے سے پرہیز فرماتے تھے۔ اگر پانی کی ضرورت ہے تو فرماتے پیاس معلوم ہو رہی ہے، یہ نہیں فرماتے تھے کہ پانی لاؤ۔ کپڑے تبدیل کرنے ہوتے تو فرماتے، کپڑے میلے ہوگئے ہیں بدل دینے چاہئیں۔ یہ نہیں فرماتے کہ کپڑے

نکالو یا کپڑے لاؤ۔تعویذات کا کاغذ ختم ہو جاتا تو فرماتے، کیا کیا جائے لوگ تعویذات کے لئے آئے ہیں اور کاغذ نہیں ہے۔ بہر حال آپ ہر ممکن طلب اور سوال سے بچتے تھے۔

ایک مرتبہ ۱۹۵۶ء میں عرس رضوی کے موقعہ پر حضرت برہان ملت مولانا برہان الحق صاحب جبلپوری علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی شریف تشریف لائے تھے، جہاں پہلے دفتر تھا وہاں سہ دری میں تخت کے اوپر حضور سرکار مفتیٔ اعظم و برہان ملت دونوں بزرگ تشریف فرما تھے، دوسرے علماء کرام بھی کرسیوں اور چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں بزرگ کچھ گفتگو کر رہے تھے، جب میں حاضر ہوا اسوقت برہان ملت حضرت سے کہہ رہے تھے کہ آپ کو طلب فرمالینا چاہئے تھا۔ سرکار مفتیٔ اعظم نے مسکرا کر جواب دیا، حضرت! میں نے اپنے گھر میں بھی کھانا مانگ کر نہیں کھایا، شادی کے روز مجھے بھوکا رہنا پڑا، صبح اندر گیا، دروازے پر کھڑا انتظار کیا کہ شاید کوئی ناشتہ کے لئے کہے تو ناشتہ کرلونگا، سب اپنے کاموں میں مصروف کسی کو میرا خیال نہیں آیا، کھڑے کھڑے واپس ہو گیا، دوپہر کو اندر گیا، سب شادی کی ہماہمی میں ہیں۔ کون کسی کو پوچھتا، یونہی لوٹ گیا، مگر کھانا طلب نہیں کیا، پھر شام کو اندر گیا تو کسی نے مجھے دیکھ کر کہا کہ نوشے میاں آگئے ہیں انکو کھانا کھلا دو، پھر میں نے کھانا کھایا۔ اللہ اکبر! شادی کے روز بھوکا رہنا پسند فرمایا مگر مانگ کر کھانا کھانا پسند نہیں فرمایا، کیونکہ حدیث میں سوال سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کی مذمت سنی تو صحابہ کرام میں کچھ وہ لوگ بھی تھے جو سوال سے اتنا بچنے لگے کہ اگر انکا کوڑا زمین پر گر جاتا تو خود گھوڑے سے اتر کر اٹھا تے، دوسروں سے نہیں مانگتے تھے کہ میرا کوڑا اٹھا کر دو، سوچیئے یہ احتیاط آج کس میں ہے؟

حضرات! آج گفتار کے غازی تو بہت ہیں مگر کردار کے غازی شاذ و نادر ملیں گے۔
جب انسان کا کردار بے داغ ہوتا ہے اور آدمی خلوص وللّٰہیت کے جذبہ سے سرشار ہوتا ہے تو اس کی ذات اور رفتار و گفتار میں ایسا بانکپن اور اثر ہوتا ہے کہ انسانی دل و دماغ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم بھی چہرہ دیکھ کر کلمہ پڑھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حضور سیدی

سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کی بے داغ زندگی اوران کے پاکیزہ کردار کی اثر انگیزی کا ایک اہم واقعہ سنتے چلئے اوراپنی عقیدت سنواریئے۔

۱۹۶۴ء میں سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ ناگپورتشریف لائے تھے، ایک روز حاجی شیخ عبد السبحان صاحب مرحوم، رئیس اعظم ناگپور کے مکان پر حضرت کی دعوت کا انتظام حاجی صاحب کے صاحبزادگان جناب عبدالشکوراور جناب عبدالمجید سیٹھ صاحبان نے کیا تھا۔حضرت والا پروگرام کے مطابق حاجی صاحب کے مکان پرتشریف لائے، اسی محلہ کے قریب اتوارہ ریلوے اسٹیشن کے پاس جناب عبدالعزیز خاں اشرفی مرحوم رہا کرتے تھے، ایک ان کا ملاقاتی غیر مسلم تھا، خان صاحب کے ساتھ حضرت سے ملنے کے لئے وہ بھی آیا حضرت کو دیکھ کر وہ غیر مسلم اتنا متاثر ہوا کہ اسی روز حضرت کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا، اور دوسرے روز اپنی بیوی اور بچوں کولیکر حاضر خدمت ہوا وہ سب بھی مسلمان ہوگئے۔وللہ الحمد۔

اس قسم کے کئی واقعات میرے مشاہدے میں ہیں اس مختصر وقت میں سب کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔غرض دوسروں کے گھنٹوں کے واعظ وتقریر کا وہ اثرنہیں ہوتا جو صاحب کردار کے چہرے کے دیدار کا ہوتا ہے۔

حضور مفتیٔ اعظم کا ایساوزن دار کیرکٹر (Character) تھااور عمل وکردار میں اخلاق کی ایسی توانائی تھی کہ خاموش رہتے تھے۔گفتار سے کام نہیں لیتے تھے مگر انکا کردار دلوں کوانکی طرف متوجہ کرتا تھااور لوگوں کی ہدایت واصلاح اور ایمان واسلام کا سبب بن جاتا تھا۔آپکی نگاہ پاکباز سے ہزاروں لاکھوں لوگ صاحب کردار بن گئے، جس پر کرم کی نگاہ ڈالی اسے کندن بنادیا۔بدبودار آیا تو آپکی انفاس عطر بیز نے چندن (صندل) بنادیااور کبھی جب میدان گفتار میں جولانی فرماتے تو الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھاتے اور علم وحکمت کے گوہر آبدار لٹاتے۔آپکی زبان سے نکلی ہوئی بات دلوں پر براہ راست اثر کرتی تھی، جس سے دلوں کی دنیا میں صحیح انقلابات پیدا ہوتے تھے، سچ ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ہمارے انڈیا میں صوبہ آندھرا پردیش کا شہر کاکی ناڑہ جو راجمندری کے پاس سمندر کے کنارے آباد ہے، جس طرح آپکا یہ کولمبو شہر ساحل سمندر پر ہے، جس سے سمندر کی لہریں ٹکراتی ہیں۔ ۱۹۷۲ء میں سیدی سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، جناب مرحوم احمد سیٹھ صاحب کی دعوت پر کاکی ناڑہ تشریف لے گئے، اس فقیر محمد مجیب اشرف کو بھی ہمرکابی کا شرف حاصل تھا۔

احمد سیٹھ صاحب حضرت کے مرید تھے، لبابین برادری سے تعلق رکھتے تھے چمڑے کے تاجر تھے، بڑے خوش حال تھے، اصل باشندے کیرلا کے تھے، انھیں کے مکان پر حضرت کا قیام تھا۔ ایک برہمن ہندو انکا کرایہ دار تھا، جب اس کو معلوم ہوا کہ احمد سیٹھ کے یہاں ان کے دھرم گرو آئے ہیں تو وہ بھی ملنے کے لئے آیا، کاروباری اور گھریلو اعتبار سے وہ ان دنوں بہت پریشان تھا، احمد سیٹھ صاحب اسے لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ آکر اطمینان سے بیٹھ گیا، جب حضرت تعویذات سے فارغ ہوئے، تو وہ برہمن آگے بڑھا اور بولا، سرکار بھگوان سے دعاء کرو کہ میری پریشانی دور کردے۔ اتنا سننا تھا کہ آپکو جلال آگیا فرمایا توبہ کر اللہ کو گالی دیتا ہے، بھگوان کہتا ہے، وہ تو گھبرا گیا، کچھ سمجھ نہ سکا کہ معاملہ کیا ہے۔ حضرت نے اسکی گھبراہٹ دیکھ کر نرم لہجے میں فرمایا، سن! لفظ بھگوان کے کئی معنی آتے ہیں، بھگ کے معنی طاقت، بھگ کے معنی عبادت، اور بھگ کے معنی عورت کے شرمگاہ کے بھی آتے ہیں، اور ایسا لفظ جس کے معنی اچھے اور برے دونوں ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا درست نہیں ہے اسلئے اسکو بھگوان نہ بولا کرو، اس نے پوچھا پھر کیا کہوں، فرمایا ایشور کہو۔ اس میں کوئی خرابی نہیں، ایشور کا معنی احکم الحاکمین ہے۔

حضرات! آپ صرف مسلمانوں کی ہی اصلاح نہیں فرماتے تھے، غیر مسلموں کی بھی اصلاح فرماتے تھے بلا جھجھک ان کے سامنے کلمہ حق پیش فرمادیتے تھے، مصلحت وقت کی بنا پر خاموشی اختیار کرنا

پسند نہیں فرماتے تھے اسلئے یہاں بھی آپ خاموش نہ رہے، جو کہنا تھا کہہ دیا، پھر اسکو ایسا کنوینس (Convence) کردیا کہ ہندی کی چندی کر کے ذہن میں بات بٹھادی۔ اسنے اپنے پنڈتوں سے بھی یہ بات نہ سنی ہوگی، آخر اسنے وعدہ کیا کہ اب کبھی ایشور کے لئے بھگوان کا شبد نہیں بولوں گا اور کہا کہ ہم کو تو آج تک کسی نے یہ بتایا ہی نہیں، حضرت نے فرمایا وہ خاک بتائیں گے، وہ خود ہی گمراہ ہیں، دوسروں کی کیا رہنمائی کریں گے۔ آج بہت سے مسلمان غیروں کے ساتھ رہ کر انکی سنی سنائی اللہ تعالیٰ کے لئے بھگوان بولا کرتے ہیں انکو اس سے باز رہنا چاہیئے۔

حضرات گرامی! اس بات کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان منکر اور خلاف شرع باتوں کو دیکھ کر یا سن کر انکو قطعاً برداشت نہیں فرماتے تھے۔ اپنوں کی طرف سے ہو یا غیروں کی طرف سے، فوراً اسکی تردید واصلاح فرمادیا کرتے تھے۔ اگر توبہ کی ضرورت ہے تو فوراً توبہ کرواتے، کسی کو برا لگے یا اچھا، کوئی عالم ہو یا مفتی، شرعی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ آج یہ جرات سلطانی اور غیرت ایمانی کس میں ہے؟

اِنْ اَوْلِیَآئُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ، کا مصداق اللہ کا ولی، ظاہر و باطن ہر اعتبار سے تقویٰ شعار، متقی و پرہیزگار، مصطفٰے پیارے کا سچا وفادار، سنتوں کا عاشق زار، اب ہم میں نہ رہا۔ آفتاب رشد وہدایت ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا۔ اب چراغ روئے زیبا لیکر ڈھونڈیئے، تلاش کیجئے، ایسا مرشد، ایسا مفتی، ایسا مفکر، ایسا مدبر، اور ایسا مربی زمانے بھر میں نہ ملے گا۔

اے رب قدیر اپنے فضل سے اس مرد خوش اوقات کے مرقدِ پاک پر ہر آن رحمت وانوار کی بارش برسا اور پردۂ غیب سے پرتوِ مصطفٰے رضا کو ظاہر فرما۔ اور ملت کے انتشار اور امت کے اختلافات کو مٹا۔ آمین۔ یارب العلمین بجاہ النبی الکریم المتین،

وما علینا الا البلاغ

بہار سلام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ

فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

حضرات گرامی! اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے اسلامی تعلیم سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھنے والا اسکی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کرسکتا۔ سلام، رحمت وبرکت کا بہترین ذریعہ ہے، سلام، میل ومحبت کا پیغام ہے۔ سلام، زندوں اور مردوں کے درمیان ایک روحانی رشتہ ہے، سلام، باہمی اتحاد کی علامت ہے۔ سلام، آپسی عداوت ونفرت کو ختم کرنے کا موثر عمل ہے۔ سلام، مسلمان کا مسلمان پر اسلامی حق ہے۔ سلام، اللہ ورسول کی رضا کا مبارک سبب ہے، غرض کہ سلام خیر وبرکت کا انمول خزانہ ہے۔

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً، پھر جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت (سلام کرنا) اچھی دعا ہے، اللہ کے نزدیک (یہ دعاء) بڑی برکت والی، پاکیزہ دعاء ہے۔ اس آیت کریمہ میں ایمان والوں کو اسلامی آداب واخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب تم اپنے گھروں میں جایا کرو تو اپنے گھر والوں اور اہل وعیال کو سلام کر کے داخل ہوا کرو۔ ماں، باپ، بیوی، بچے، بھائی، بہن جو بھی سامنے ہو اسکو سلام کرو۔ سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اور سلام کے دعائیہ کلمات بڑے پاکیزہ اور برکت والے ہیں، افسوس ہے کہ اکثر مسلمان اس برکت والے کام سے غافل ہیں، جب کہ یہ کام آسان ہونے کے ساتھ ساتھ خیر وبرکت کا خزانہ ہے، کاش! کہ مسلمان اس پر عمل کرنے لگیں۔

اس آیت کریمہ میں فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فرمایا گیا ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنوں کو سلام کرو، مفسرین فرماتے ہیں کہ ''اپنوں'' سے مراد ایمان والے ہیں۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ

سلام مومن اور مسلمان کو کیا جائیگا، اگر گھر میں ایسے لوگ ہوں جن کے ایمان وعقیدے میں خلل آ گیا ہے، انھیں ہرگز سلام نہیں کیا جائے گا۔ یاد رکھیئے! اصل رشتہ داری ایمانی رشتہ داری ہے، حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ''کُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَۃٌ'' سب ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں، اسلام نے یہاں دور و نزدیک کے فرق کو مٹا دیا ہے، کالے گورے، سماج اور برادری کے اونچ نیچ کو ختم کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہیکہ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کو جو عجمی النسل تھے، اپنے اہل بیت میں شامل فرمایا، سَلْمَانُ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ 'سلمان میرے گھر والوں میں سے ہے، سبحان اللہ! کیا نصیب ہے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، برخلاف اسکے، ابولہب جو گھر والا تھا خاص رشتہ دار تھا، اسکے لئے فرمایا 'لَا قَرَابَۃَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَبِیْ لَھَبٍ' یعنی میرے اور ابولہب میں اب کوئی رشتہ ناطہ باقی نہ رہا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایمان سلامت ہے تو دور والا پرایا ہوتے ہوئے اپنوں میں شامل ہے، اور ایمان نہیں تو نزدیک والا قریبی رشتہ دار بھی اپنا نہیں ہے، اب سلام کا مسئلہ صاف ہو گیا کہ سلام کرنے کا حکم اپنوں کو ہے، یعنی جو مومن اور مسلمان ہے اسکو سلام کیا جائیگا، تب کہیں سلام کرنے سے ثواب اور خیر و برکت حاصل ہوگی، اور جسکا ایمان وعقیدہ خراب ہو گیا ہے اسکو سلام جائز نہیں، آپکو یہ معلوم ہو گیا کہ اگر مکان میں اپنے لوگ موجود ہوں تو گھر میں داخل ہوتے ہوئے انکو سلام کرنا چاہیئے، لیکن اگر مکان خالی ہو تو اس صورت میں بھی سلام کرنے کا حکم ہے، علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر خالی مکان میں مسلمان داخل ہو، جہاں کوئی نہیں ہے تو یوں سلام کہے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ. اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اگر کسی کو یہ پورا سلام یاد نہ ہو تو صرف اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کہے، خالی مکان میں داخل ہوتے ہوئے سید عالم ﷺ پر سلام پڑھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت العلام ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْجُوْدٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُسْلِمِیْنَ، یعنی اہل اسلام کے گھروں میں روح اقدس جلوہ فرما ہوتی ہے، سبحان اللہ، سبحان اللہ، اسی لئے بعض علماء فرما گئے ہیں یَا دَاخِلَ الدَّارِ صَلِّ

عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ، اے گھر میں داخل ہونے والے نبی مختار پر درود پڑھتے ہوئے داخل ہو۔

امام المفسرین، صحابی رسول سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت مذکورہ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا کی تفسیر میں فرمایا کہ اس آیت میں گھر سے مسجدیں مراد ہیں، لھذا جب مسجد میں داخل ہوں تو وہاں موجود لوگوں کو سلام کرتے ہوئے داخل ہوں، حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جب مسجد میں کوئی نہ ہو تو داخل ہونے والا کہے، اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، بہر حال مکان ہو یا مسجد لوگ وہاں موجود ہوں یا نہ ہوں سلام کرنا خیر و برکت کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

اسی طرح دوسروں کے مکان پر جاؤ تو بلا اجازت اور بلا سلام کے اندر نہ جاؤ، قرآن فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ، اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ جاؤ، جب تک کہ اجازت نہ لے لو، اسکے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم اس نصیحت پر دھیان دو۔

اس آیت کریمہ میں دو بہترین اخلاقی باتوں کا حکم دیا گیا ہے، ایک تو یہ کہ مسلمان دوسرے بھائی کے گھر جائے خواہ اس سے تعلقات ہوں یا نہ ہوں، پہلے اجازت اور سلام کے ذریعہ اندر آنے کا اذن طلب کرے بغیر سلام اور اذن کے کسی کے گھر میں جانا اسلامی اصول کے خلاف ہے، صاحب خانہ سے اگر اسکے مکان کے باہر ملاقات ہو جائے تو پہلے سلام کرے پھر گھر کے اندر جانے کی اجازت چاہے، اور اگر وہ مکان کے اندر ہے، تو سلام کر کے اجازت مانگے، اس طرح کہے السلام علیکم کیا مجھے اندر آنے اجازت ہے، حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ قَدِّمُوا السَّلَامَ عَلَى الْكَلَامِ، سلام کو کلام پر مقدم کیا کرو، اسلئے ملاقات کے وقت پہلے سلام کرو پھر اسکے بعد بات چیت کرو، یہ بہت بہتر اور اسلامی طریقہ ہے، اسی میں خیر و برکت ہے۔

فرشتوں کی نبیوں سے ملاقات، اور نبیوں کی فرشتوں سے ملاقات کا بھی یہی طریقہ ہے، چنانچہ

قرآن مجید میں اللہ رب العزت جل مجدہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے معزز مہمانوں کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتا ہے، هَلْ أَتٰكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ، یعنی اللہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گذرے ہوئے زمانے کے ایک واقعہ کی یاد دلا رہا ہے کہ اے محبوب! کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی؟ جب ان مہمانوں نے ابراہیم کے پاس آکر ابراہیم کو سلام کیا، تو ابراہیم نے بھی سلام کے جواب میں ان کو سلام کہا، اور ابراہیم نے دل میں خیال کیا کہ یہ آنے والے مہمان نا آشنا لوگ ہیں۔

دراصل یہ دس بارہ فرشتے تھے، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اجنبی نا آشنا مہمانوں کی صورت میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مکان پر تشریف لائے تھے، حضرت ابراہیم بڑے مہمان نواز تھے کوئی اجنبی نا آشنا مہمان ہو یا ملاقاتی جان پہچان والا ہو، سب کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے تھے، مہمانوں سے سلام علیکی کر کے فوراً گھر تشریف لائے، اور ایک اچھا تیار فربہ بچھڑا لا کر اس کو ذبح فرمایا اور اس کا گوشت بھون کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ آپ لوگ کھائیے، چونکہ وہ فرشتے تھے انھیں کچھ کھانے پینے کی حاجت نہ تھی، اسی لئے حضرت ابراہیم کے اصرار کے باوجود ان لوگوں نے نہ کھایا، تو حضرت ابراہیم نے فرمایا أَلَا تَأْكُلُونَ، آپ لوگ آخر کھاتے کیوں نہیں؟ بار بار اصرار کے بعد بھی جب انھوں نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ انسان نہیں فرشتے ہیں، یہ خیال آتے ہی آپ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ یہ فرشتے میری قوم پر عذاب کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

ان معزز فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف اور اندیشہ کو جان لیا، فوراً اپنے محترم میزبان کی تسلی اور دلدہی کے لئے بولے لَا تَخَفْ، فرشتوں نے حضرت ابراہیم سے کہا آپ ڈرئے نہیں، ہم عذاب کے لئے نہیں بھیجے گئے ہیں، بلکہ ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنانے کیلئے آئے ہیں، وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ، چنانچہ ان فرشتوں نے آپ کو نوے سال کی عمر میں یا

ننانوے سال کی عمر میں ایک علم والے بچے حضرت اسحق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی، اسکی پوری تفصیل پارہ ۲۶ سورہ الذاریٰت میں ملاحظہ فرمائیں، میرا مقصد واقعہ کی تفصیل بیان کرنا نہیں، صرف یہ بتانا ہیکہ جب فرشتے حضرت اسحاق کی ولادت کی بشارت لیکر سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ملاقات ہوتے ہی انھوں نے حضرت ابراہیم کو سلام پیش کیا، معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات سلام کرنا ملکوتی طریقہ ہے، اور سلام سے انکار واعراض شیطانی وطیرہ ہے۔

حضرات اس سے پہلے میں نے عرض کیا ہے کہ سلام کرنا نبیوں کا طریقہ ہے، آپ نے فرشتوں کے سلام کا ذکر قرآن سے سن لیا، اسکے بعد اب یہ سنئے کہ نبی نے فرشتوں کو اللہ کے حکم سے سلام کیا ہے، بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے، جس کے راوی جلیل القدر صحابی رسول سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، آپ فرماتے ہیں قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ. قَالَ اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ نَفَرٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ جُلُوْسٍ. فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ. فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللهِ، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو اس وقت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرشتوں کی جو جماعت بیٹھی ہوئی ہے جاؤ ان کو سلام کرو، اور غور سے ان کا جواب سننا، تو جو جواب دیں گے وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا، پھر آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے پاس آکر فرمایا السلام علیکم فرشتوں نے جواب میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا، یعنی آدم علیہ السلام کے سلام پر ورحمۃ اللہ کا اضافہ کر کے ان کے سلام کا جواب دیا۔

حضرات گرامی! اس حدیث نفیس کے مضمون پر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ سلام وہ عمل خیر اور وظیفۂ حسنات وبرکات ہے جو انسانی وجود کے ساتھ ابتدا ہی سے جوڑ دیا گیا ہے، انسان اول سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے پہلے سلام کرنے کا حکم دیا گیا، گویا سلام کو انسانی زندگی کی علامت اور انسانی شرافت کی نشانی قرار دے دیا گیا، دوسری بات یہ ہے کہ سلام کرنے کا حکم

زندوں کو دیا گیا ہے، مردوں کو نہیں، زندہ، زندوں کو سلام کرے اور مردوں کو بھی سلام کرے۔
حدیث شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں
کہ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ. فَاَقْبَلَ عَلَیْہِمْ بِوَجْہِہٖ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ
الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ. یعنی حضور اکرم ﷺ کا مدینہ منورہ میں
قبروں کے پاس گذر ہوا، تو آپ نے قبروں کی طرف اپنے چہرۂ انور کو پھیر کر فرمایا، السلام علیکم
اے قبر والو! اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے پہلے چل بسے، ہم تمہارے پیچھے
آنے والے ہیں، اس حدیث پاک کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ترمذی شریف میں
نقل فرمائی ہے۔ اس مضمون کی اور بھی بہت سی حدیثیں مختلف صحابۂ کرام سے مروی ہیں۔

حضرات! ہر وہ مسلمان جسکے دل کے اندر زندہ ایمان ہے اور وہ خود زندہ ہے، اسکو یہی
حکم ہے کہ جب تم شہر خموشاں (مردوں کی بستی قبرستان) سے گزرو تو ان کو پکار کر سلام کرتے
ہوئے گزرو، وہ تم کو پہچانتے ہیں، اور تمہارے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

ذرا اسلام کی بہار تو دیکھئے کہ جب آدم علیہ السلام کو زندگی کی توانائیوں سے نوازا گیا
تو فوراً حکم ہوا فرشتوں کو سلام کرو، اور جب اولاد آدم کا گزر قبروں کے پاس ہوا تو حکم ہوا کہ قبر
والوں کو سلام کرو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سلام زندگی کی علامت کے ساتھ ساتھ باہمی الفت ومحبت
کے جذبات کو پیدا کرنے، آپسی میل جول کو بڑھانے، اجنبی کو اجنبی سے قریب کرنے اور زندوں سے
مردوں کو انس حاصل کرنے کا ایک مقدس عمل بھی ہے۔

حضرت آدم انسانی جنس سے ہیں اور فرشتے ملکوتی جنس سے ہیں، ایک خاکی تو دوسرا نوری،
دونوں جنسوں میں زمین وآسمان سے زیادہ فرق اور دوری پائی جاتی ہے، باوجود اسکے سلام کے
ذریعہ دونوں کو اتنا قریب کردیا گیا کہ ایک دوسرے کے مونس وغمخوار اور ہمدرد وہمراز بن گئے۔

حدیثوں سے ثابت ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام، سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس

میں کوئی پیغام لیکر نازل ہوتے تو پہلے عرض کرتے اَللّٰہُ یَقْرَأُ عَلَیْكَ السَّلَامُ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرمارہا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا پیغام آپ کو سناتے تھے، اور خود حضرت جبرئیل جب بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تو سرکار کو سلام عرض کرتے، پھر عرض ومعروض کرتے، بلکہ کبھی کبھی حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کو بھی سلام پیش فرماتے۔

چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْكِ السَّلَامُ قَالَتْ: قُلْتُ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ، یعنی ایک روز حضور اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ یہ جبرئیل ہیں تم کو سلام کہہ رہے ہیں، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جواباً میں نے کہا کہ جبرئیل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

سبحان اللہ، ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیا شان ہے، سید الملائکہ، سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے حرم نبوی کے ادب ولحاظ کا سبق سکھاتے ہوئے خود براہ راست سلام پیش نہیں فرمایا بلکہ سید عالم ﷺ کے واسطے سے سلام پیش فرمایا، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ غیر مرد کو جائز ہے کہ عورتوں کو ان کے محرم کے واسطے سے سلام پیش کرسکتے ہیں، اور بلا واسطہ غیر مرد کا عورتوں کو سلام کرنے کی بھی اجازت ہے، مگر جبکہ کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، چنانچہ ابوداؤد کی حدیث شریف میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا گزر ایسی جگہ سے ہوا جہاں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو آپ نے انکو سلام فرمایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مَرَّ عَلَیْنَا النَّبِیُّ ﷺ فِیْ نِسْوَةٍ یُسَلِّمُ عَلَیْنَا، اور ترمذی شریف میں یوں ہے أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ فِی الْمَسْجِدِ یَوْمًا وَعُصْبَةٌ مِنَ النِّسَاءِ قُعُوْدٌ فَأَوْمَأَ بِیَدِهٖ بِالتَّسْلِیْمِ، مطلب یہ ہوا کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ مسجد اقدس میں تشریف لائے اس وقت عورتوں کی ایک جماعت مسجد میں بیٹھی ہوئی تھی جب حضور انور ان کے پاس سے گزرے تو آپ نے سلام فرماتے ہوئے

اپنے ہاتھ سے سلام کا اشارہ فرمایا، اس حدیث پاک سے معلوم ہو گیا کہ عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے، مگر اس حدیث کی محدثین نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جَوَازُ سَلَامِہٖ ﷺ عَلَی النِّسَاءِ لِعِصْمَتِہٖ مِنَ الْفِتْنَۃِ اَمَّا غَیْرُہٗ فَاِنْ اَمِنَتِ الْفِتْنَۃُ وَوَثِقَ بِنَفْسِہٖ جَازَ لَہٗ وَاِلَّا فَالصَّمْتُ وَعَدَمُ السَّلَامِ اَسْلَمُ، یعنی حضور اقدس ﷺ کا عورتوں کا سلام فرمانا اس وجہ سے تھا کہ آپ معصوم تھے، کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ کیا تصور بھی نہیں ہو سکتا، اسلئے عورتوں کو سلام کرنے کی اجازت وہیں ہو گی جہاں فتنے کا اندیشہ نہ ہو اور آدمی کو اپنے نفس پر اعتماد ہو ورنہ خاموش رہنے اور سلام نہ کرنے میں بھلائی ہے۔

سلام کرنا حضور اقدس ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا، یہاں تک کہ راستہ سے گزرتے ہوئے آپ بچوں کو سلام کرتے ہوئے تشریف لے جاتے، بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اَنَّہٗ مَرَّ عَلَی الصِّبْیَانِ فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یَفْعَلُہٗ، یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان بچوں کو سلام کیا، اور کہا کہ حضور اقدس ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے، یعنی جب حضور اقدس ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو آپ خود ہی بچوں کو سلام فرماتے تھے۔

معلم کائنات، سید عالم ﷺ کی درسگاہ علم واخلاق کا دائرہ مسجد نبوی شریف کی چہار دیواری میں محدود نہیں تھا۔ ہر قدم، ہر جگہ اور ہر وقت تعلیم وتربیت کے انمول اور پاکیزہ ہدایت کاریاں نظر آتی ہیں، جب بڑے لوگ بچوں کو ہمیشہ سلام کرتے رہیں گے تو بچے خود بخود سلام کرنا سیکھ جائیں گے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ بیٹے سلام کرو، اور دوسری بات یہ ہے کہ بچے فطری طور پر نقال ہوتے ہیں دوسروں کو جو کرتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں وہ خود بخود کرنے لگتے ہیں۔ بچوں کو ادب سیکھانے کا یہ بہترین اور پائدار ذریعہ ہیکہ انکے سامنے اچھی باتیں، اور اچھے کام ہی کئے جائیں، اور بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔ بچے ان شاء اللہ خود مہذب بن جائیں گے۔

حضرات گرامی! ابھی تک میری گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ اسلام میں سلام کی حیثیت اور

اہمیت کو واضح کیا جائے مجھے امید ہے کہ آپ حضرات نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ سلام کی حیثیت اسلام میں کتنی اہم ہے، آپ کو یہ بھی معلوم ہو چکا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے زندگی کی توانائیاں حاصل کرنے کے فوراً بعد بحکم الٰہی ملائکہ کو سلام کر کے خاکی اور نوری مخلوق کو محبت وقربت کے رشتوں میں اس طرح جوڑ دیا ہے کہ ابتداء آفرینش سے لیکر آج تک یہ رشتہ قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔ قرآن کا ارشاد ہے تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ، بندۂ مومن جب راہ شریعت پر استقلال کے ساتھ چل پڑتا ہے تو اسکے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں، اور آکر اس کو تسلی دیتے ہیں، خوف وہراس میں اسکو ڈھارس دلاتے ہیں اور کہتے ہیں اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا، ہرگز کسی سے نہ ڈرنا اور نہ ہی رنجیدہ ہونا، وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، اور اس دنیا میں جیتے ہی جی اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے مرنے کے بعد وعدہ کیا گیا ہے، اسکے بعد اپنی دیرینہ محبت ومودت کی تجدید کرتے ہوئے فرشتے کہتے ہیں، نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ، سن لو ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں، سبحان اللہ! یہ دوستی اور رفاقت روز اول سلام سے شروع ہوئی اور آخرت تک باقی رہے گی۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں جب فرشتے آتے تو کلام سے پہلے سلام کرتے، یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ جب اپنے اور دوسروں کے گھروں میں جاؤ، تو پہلے سلام کرو اور جب مرنے والوں کے گھر قبرستان پہنچو تو پہلے مردوں کو سلام کرو، راستہ چلتے ہوئے بوڑھے، نوجوان اور بچے جو بھی سامنے آجائیں ان کو سلام کہتے ہوئے گزرو۔ غرض سلام اسلامی معاشرہ کا شعار اور اللہ ورسول کا پسندیدہ عمل ہے۔ اس سے ہرگز ہرگز غفلت نہ برتی جائے، اور نہ السلام علیکم کو چھوڑ کر گڈ مارننگ، گڈنون اور گڈ نائٹ وغیرہ اغیار کا انداز اختیار کیا جائے، ہماری فلاح وبہبود اور سلامتی اسی میں ہے کہ ہم اسلامی معاشرے کے رنگ میں پورے طور پر رنگ جائیں۔

حضرات! اب آیئے آیت کریمہ جو میں نے ابتداء میں تلاوت کی تھی اس کی روشنی میں

انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہوں میں سلام پیش کرنے کی شرعی حیثیت واہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں، تاکہ سید عالم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے بارے میں جو شک وشبہ ہو وہ دور ہو جائے یعنی ''برین واش'' ہو جائے اور کوئی شیطانی وسوسوں کا شکار نہ ہو سکے۔

سب سے پہلے اس آیت کریمہ کے حصے کو دوبارہ سن لیں جسکو میں نے شروع میں پڑھا، وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، یعنی سلام ہو رسولوں پر اور حمد رب العالمین کیلئے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ سلام رسولوں کیلئے ہے، اور حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے یعنی جب انبیاء ومرسلین کی سیرت، اور حالات زندگی کا ذکر ہو تو اسکے ساتھ ان کی بارگاہوں میں سلام بھی پیش کیا جائے اسلئے کہ ان حضرات نے اللہ کی طرف سے توحید اور شریعت کے احکام بندوں تک پوری ذمہ داری کے ساتھ پہنچائے، اور تبلیغ دین کی راہ میں اٹھنے والے ہر طوفان اور کڑی سے کڑی مصیبتوں کو پورے صبر وضبط اور استقلال کے ساتھ برداشت فرمائے اور حق وباطل میں امتیاز قائم فرما کر اللہ کے بھٹکے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملا دیا، اسلئے وفاداران امت پر لازم ہے کہ انکے ان عظیم احسانات کو ہرگز فراموش نہ کرے، اور بطور شکریہ جب ان کا ذکر جمیل کرے تو ان پر درود وسلام کا نذرانہ ضرور پیش کرے اور اللہ رب العالمین کے احسانات بے پایاں کا شکر کرتے ہوئے اسکی حمد وثنا بجالائے، کہ اس کریم رب نے محض اپنے فضل سے ہماری ہدایت کیلئے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

یاد رکھئے اللہ تعالیٰ کا شکر حمد وثنا کے ساتھ کیا جائیگا۔ اور انبیاء کرام اور رسولان عظام کا شکریہ سلام سے ادا کیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ''سلام'' ہے اسکی بارگاہ میں سلام پیش کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کو''

سلام'' فرمایا ہے۔ وہ پوری کائنات کو سلامتی دینے والا ہے، ہم نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں، اور حضور سید عالم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا فرماتے تھے،اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ ۔ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ،اے اللہ تو سلام ہے، اور تجھ سے ہی سب کو سلامتی ملتی ہے اور ہر قسم کی سلامتی کا مرجع تیری ہی بارگاہ ہے، تو اے ہمارے رب ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے سلام بھیجنا اور معاذ اللہ یہ کہنا'' رَبَّنَا سَلَامٌ عَلَیْكَ ،اَللّٰھُمَّ سَلَامٌ عَلَیْكَ '' کسی طرح جائز نہیں، یہ تو شان الوہیت کے خلاف ہے، البتہ اسکی حمد وثنا کے ترانے گائے جائیں گے، امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا　　ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

تجھے حمد ہے خدایا، تجھے حمد ہے خدایا

اب یہ بات طے ہو چکی ہے کہ سلام رسولوں کے لئے اور ان کے صدقے میں ان کے دین کے لئے ہے۔ اس کے بعد قرآن کے صفحات پر ''سلام رسولاں'' کی بہار ملاحظہ فرمائیے اور اپنے ایمان کو روشنی اور تازگی سے ہمکنار فرمائیے۔

سورۂ صافات میں حضرت سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ وہارون علیہما السلام اور سیدنا الیاس علیہ السلام ان پانچوں انبیاء کرام کے تفصیلی حالات، اور ان کے ایثار و قربانی اور تبلیغ دین کا تذکرہ کرنے کے بعد قرآن مجید نے اخیر میں ان نفوس قدسیہ پر سلام بھیجا ہے، پھر حضرت سیدنا لوط اور سیدنا یونس علیہما السلام کے حالات زندگی بیان فرما کر مجموعی طور پر تمام رسولوں پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ،اور سلام ہو رسولوں پر، حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ　　سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی　　نوح پر سلام ہو جہاں والوں میں

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ   اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو، بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجے کے کامل الایمان بندوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نوح کا ذکر جمیل بعد میں آنے والے انبیاء ومرسلین علیہم السلام اوران کی امتوں میں ہم نے باقی رکھا ہے، ہرآنے والا نبی اوران کی وفادار امت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل کرتے رہیں گے اور فرشتے، اور جن وانس سب ان پر قیامت تک سلام بھیجتے رہیں گے کیونکہ دنیا میں اب جتنے انسان ہیں سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اسی لئے ان کو آدم ثانی کہا جاتا ہے، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی سے اترنے کے بعد ان کے ساتھیوں میں جتنے مردوعورت تھے سب مرگئے صرف حضرت نوح کی اولاد اوران کی بیویاں باقی رہیں، انھیں سے دنیا کی نسلیں چلیں، عرب، ایران اور روم کے لوگ آپ کے فرزند سام کی اولاد ہیں، سوڈان کے لوگ آپ کے فرزند حام کی نسل ہیں، اور باقی لوگ آپ کے فرزند یافث سے ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں ان کے حالات زندگی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش اور دونوں مقدس باپ بیٹے کی قربانی، ان کے جذبۂ تسلیم ورضا کے تذکرے کے بعد قرآن حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلام پیش فرماتے ہوئے یوں نغمہ سنج ہے۔

وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ   سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ

اورہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی (ہماری طرف سے) سلام ہو ابراہیم پر

كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ   اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ

ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجے کے کامل الایمان بندوں میں ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ اوران کے بھائی سیدنا ہارون علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ نے رسالت ونبوت کے ذریعہ جو احسان فرمایا تھا اس کو اور فرعون کے ظلم وستم سے رہائی کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ

ان حضرات پر اپنی طرف سے سلام نازل کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ۔ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ

اور پچھلوں میں ان دونوں کی تعریف باقی رکھی سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر

إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۔ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ

بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ دونوں ہمارے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔

سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام نے جو تبلیغ دین اور رشد وہدایت کا پیغام اپنی قوم کو دیا تھا اور کفر وشرک سے انھیں روکا تھا ان کا تذکرہ کرنے کے بعد اللہ جل مجدہ نے ان پر اپنی طرف سے سلام نازل فرمایا قرآن فرماتا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ ۔ سَلٰمٌ عَلٰى إِلْيَاسِيْنَ

اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو الیاس پر

إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ

بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں۔

حضرات گرامی! ذرا قرآن مجید کے اس انداز سلام پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ سلام بھیجنے کا انداز ہر جگہ یکساں ہے، انداز بیاں ایک جیسا، آیتوں کی ترتیب ایک جیسی ہر جگہ چار آیتیں ایک ہی طرز پر وارد ہوئی ہیں۔ صرف انبیاء کرام کے نام بدلے ہیں جس نبی پر سلام نازل ہوا، اس نبی کا نام وہاں سلام میں ذکر ہوا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سلام کی یہ چار آیتیں اہلسنت کے سلام کے چار مصرعوں کی یاد دلاتی ہیں، اہلسنت بھی صلاۃ وسلام پڑھتے وقت اپنے آقا ﷺ کے اوصاف بیان کرنے کے بعد چار مصرعے سلام کے اسی انداز میں پڑھتے ہیں۔

یا نبی سلام علیک ۔۔۔ یا رسول سلام علیک ۔۔۔

یا حبیب سلام علیک ۔۔۔ صلوۃ اللہ علیک ۔۔۔

گویا اہلسنت نے صلاۃ وسلام کا یہ انداز قرآن سے سیکھا ہے۔

محترم حضرات! جس طرف دیکھئے جہاں دیکھئے سلام کی بہار نظر آئے گی، صرف دنیا ہی میں نہیں بلکہ میدان محشر میں بھی اور جنت کی فضاء میں بھی سلام کی نغمہ سرائیاں اہل ایمان کے لئے باعث سرور اور وجہ سکون ثابت ہوں گی۔

میدان محشر میں ہر طرف نفسی نفسی کا شور ہوگا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، ہر طرف پریشانی ہی پریشانی کا دور ہوگا، سکون واطمینان کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی، ایسے کربناک اور پریشان کن حالات میں، اچانک اللہ جل مجدہ کی طرف سے ایمان والوں پر سلام بھیجا جائے گا، اور ساتھ ہی غداروں اور مجرموں کو اہل ایمان کے مجمع سے چھانٹ دیا جائے گا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ وفادار کون ہے اور غدار کون؟ قرآن کا ارشاد ہے۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيْمِ ، یعنی مہربان رب کا فرمایا ہوا ان پر یعنی مسلمانوں پر سلام ہو، وَامْتَازُ الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ، اور اے مجرمو، غدارو! آج تم (مسلمانوں سے) الگ چھٹ جاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ سلام ایک ایسا عمل ہے جو دوست ودشمن اور وفادار اور غدار میں امتیاز پیدا کردیتا ہے۔ جب کسی محفل میں سلام پڑھنے کا اعلان ہوتا ہے اس وقت سنّی کون ہے، غیر سنّی کون ہے فوراً معلوم ہو جاتا ہے، صلاۃ وسلام کا اعلان ہوتے ہی غداروں کا مجمع چھٹنا شروع ہو جاتا ہے، اور جو وفادار سنّی ہوتے ہیں نیازمندانہ، دست بستہ باادب کھڑے ہو جاتے ہیں کل قیامت میں بھی اللہ تعالیٰ بوقت سلام مجرموں کو مسلمانوں سے الگ چھانٹ دے گا، یہاں سلام کے وقت خود چھنٹتے ہیں، وہاں پر ان چھنٹے چھنٹائے لوگوں کو اللہ تعالیٰ چھانٹے گا۔

پھر جب وفاداران رسول حساب وکتاب کے بعد جنت کی طرف لیجائے جائیں گے اس وقت جنت کے دروازے پر خازن جنت یعنی جنت کا وہ فرشتہ جو ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ اور انچارج ہوگا وہ ان کو سلام اور خوش آمدید کہتے ہوئے استقبال کرے گا اور گزارش کرے گا کہ

آپ لوگ جنت میں پرمانٹ رہنے کے لئے جنت کے اندر تشریف لے جایئے، قرآن فرماتا ہے، وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ، یعنی جنتی مسلمانوں سے جنت کا انچارج فرشتہ کہے گا ''السلام علیکم'' خوش آمدید (ویل کم) آپ لوگ جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے چلے جایئے، اب وہاں سے آپ لوگوں کو نکالا نہیں جائے گا،

اس آن بان اور شان وشوکت کے ساتھ غلامان مصطفٰے ﷺ جنت کی بہار میں داخل ہوں گے، وہاں بھی سلام ہی سلام کی آواز دلنواز سنائی دے گی، بیہودہ اور لغو باتوں سے جنت کا ماحول پاک ہوگا، قرآن مجید کا ارشاد ہے، لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا، یعنی جنتی جنت میں کوئی بیکار اور ناگوار بات نہ سنیں گے، ہاں سلام، سلام کہا جائے گا، اس طرح کہ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے، فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے، اور اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو سلام آئے گا،

سبحان اللہ، جنت میں بھی سلام ہی کی دھوم دھام ہوگی ہر طرف سلام ہی سلام کی آواز سنائی دے گی، سلام کا یہ سلسلہ کہاں سے کہاں تک پہنچا، آدم علیہ السلام نے جنت سے اس سلسلہ کو شروع فرمایا، یہاں تک کہ عالم ارواح، عالم دنیا، عالم برزخ سے ہوتا ہوا عالم آخرت اور پھر جنت تک پہنچ گیا یہ ہے سلام کی بہار، اللہ تعالیٰ سلام کی برکتوں کے صدقے میں سب کو سلامتی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبیِ الکریمِ علیہِ التحیۃُ والتسلیمُ۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

حیات وخدمات اشرف العلماء۔ بیک نظر

☆ نام مبارک: محمد مجیب اشرف رضوی

☆ القاب وخطابات: خطیب الہند، اشرف العلماء، اشرف الفقہاء، شارح کلام رضا، مفتی اعظم مہاراشٹر

☆ ولدیت: الحاج صوفی محمد حسن صاحب اشرفی ابن حافظ جمیع اللہ صاحب علیہما الرحمہ

☆ جد امجد: الحاج حافظ احمد صاحب علیہ الرحمہ (سابق خطیب وامام جامع مسجد کریم الدین پور، گھوسی)

☆ نانا محترم: جامع منقول ومعقول، بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (برادر گرامی واستاذ محترم سرکار صدر الشریعہ بانی مدرسہ اہلسنت مصباح العلوم مبارکپور، موجودہ جامعہ اشرفیہ)

☆ ولادت باسعادت: ۲؍رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ بمطابق ۶؍اکتوبر ۱۹۳۷ء بروز جمعۃ المبارک بوقت سحر

☆ جائے ولادت: محلہ کریم الدین پور، قصبہ وپوسٹ مدینۃ العلماء گھوسی، ضلع اعظم گڑھ، یو۔پی

☆ ابتدائی تعلیم: ناظرہ قرآن شریف خدارسیدہ بزرگ حضرت میاں جی محمد تقی صاحب علیہ الرحمہ سے اور اردو، فارسی، عربی متوسطات کی تعلیم مدرسۂ اہلسنت شمس العلوم، گھوسی سے ہوئی۔

☆ تکمیل درس نظامیہ: دار العلوم مظہر اسلام، بریلی شریف میں ہوئی۔

☆ تاریخ فراغت: ۱۹۵۷ء میں بہ عمر ۲۰؍برس

حضور مفتیٔ اعظم اور محدث اعظم کی عنایتیں

حضور مفتی اعظم اور حضور محدث اعظم قدس سرہما دونوں بزرگوں نے بخاری شریف اور دورے کا امتحان بنفس نفیس خود لیا۔ حضور محدث اعظم قدس سرہ نے آپکی سند پر بقلم خود یہ تحریر رقم فرمائی ''الحمد للہ المجید کہ حق بحق دار رسید''، حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے آپکو اپنی سند حدیث اور اپنا مبارک جبہ ودستار عنایت فرمایا۔

☆ازدواجی زندگی:۱۹۵۲ء میں آپ کے ماموں حضرت مولینا غلام یزدانی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (شیخ العلماء والحدیث دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف) کی بڑی صاحبزادی محترمہ عزیزہ بانو کے ہمراہ نکاح ہوااور آپ کے بڑے ماموں حضور شیخ العلماء حضرت مولانا مفتی غلام جیلانی صاحب علیہ الرحمہ نے نکاح پڑھایا۔

☆اولاد امجاد: آپ کی کل پانچ اولادیں ہیں۔ ۲رصاحبزادے اور ۳رصاحبزادیاں۔

☆صاحبزادگان: تنویر اشرف رضوی، حافظ تحسین اشرف رضوی۔

☆صاحبزادیاں: راشدہ، حامدہ، عابدہ۔

☆وفات زوجۂ اول: ۱۹۷۱ء

☆نکاح ثانی: ۱۹۷۲ء محترمہ نجم النساء صاحبہ سے ہوااس نکاح کو تیس برس گزر چکے ہیں مگر آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

☆اساتذۂ کرام: حضور شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ (حضرت ممدوح کے بڑے ماموجان) ☆فقیہ اعظم ہند، نائب مفتی اعظم، حضور شارح بخاری علامہ مولینا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆حضرت علامہ مولینا محمد تحسین رضا بریلوی دامت برکاتھم القدسیہ ☆شیخ المعقولات حضرت مولینا معین الدین صاحب اعظمی علیہ الرحمہ ☆محدث اعظمی حضرت مولینا ثناء اللہ صاحب امجدی علیہ الرحمہ (شیخ الحدیث مظہر اسلام، بریلی شریف) ☆حضرت مولینا محمد سعید اعظمی علیہ الرحمۃ ☆حضرت میاں جی محمد تقی صاحب علیہ الرحمۃ ان اجلہ اور اکابر اساتذۂ کرام میں سے حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب نے زیادہ تر کتابیں شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھیں اور آپ ہی کے زیر سایہ تعلیم کی تکمیل ہوئی۔

☆بیعت وخلافت: شہزادۂ اعلیٰ حضرت، آقائے نعمت، قطب زمانہ حضور مفتی اعظم مولینا شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی رضی اللہ عنہ سے بیعت وخلافت حاصل ہے۔ ☆حضور مفتی اعظم

قدس سرہ کے بعد نائب مفتی اعظم علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی سے کل ۱۴ ؍سلاسل طریقت کی خلافت حاصل ہوئی اور سلسلۂ شاذلیہ کی خلافت پیر سید علاؤ الدین طاہر گیلانی بغدادی سے ۱۹۸۳ء کراچی میں حاصل ہوئی۔☆اسی طرح بارگاہ غوث اعظم ، بغداد شریف میں حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کو حضور غوث اعظم کے شہزادے حضرت تاج العلماء شیخ عبد العزیز کے فرزند ارجمند فضیلت الشیخ حضرت سید محمد یوسف گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت واجازت حاصل ہے۔

☆**شہزادۂ غوث اعظم کی خصوصی عنایت:** فضیلت الشیخ حضرت سید یوسف گیلانی بغدادی نے حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کو تین چادریں عنایت فرمائیں۔جس میں ایک چادر کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ غلاف ایک سال تک مسلسل حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر چڑھا رہا۔

☆**تدریسی خدمات:** ۱۹۵۷ء میں فراغت کے بعد حضور مفتی اعظم محمد مصطفی رضا بریلوی و مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہما نے آپ کو حضرت علامہ سبطین رضا خان صاحب بریلوی دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور) کے ہمراہ پہلی مرتبہ ناگپور روانہ فرمایا۔☆۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء تک شاخ جامعہ عربیہ اسلامیہ، کامٹی میں صدر مدرس رہے۔☆۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور میں نائب شیخ الحدیث کے فرائض انجام دیئے۔☆۱۹۶۶ء میں ناگپور کی سرزمین پر حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی اور حضور برہان ملت مولانا برہان الحق جبلپوری رضی اللہ عنہما کی سرپرستی میں ''دار العلوم امجدیہ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔شروع ہی سے حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب رضوی اسی دار العلوم میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے تادم تحریر اسی دار العلوم میں فتویٰ نویسی اور دیگر تعلیمی وتدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

☆**مدارس کا قیام:** ۱۹۶۶ء میں ناگپور میں ''دار العلوم امجدیہ'' قائم فرمایا اور ۱۹۹۰ء میں نوساری (گجرات) میں ''دار العلوم انوار رضا'' قائم فرمایا۔

☆سر پرستی میں چلنے والے ادارے☆

☆جامعہ نوریہ بالا گھاٹ (مدھیہ پردیش)☆دارالعلوم رضائے مصطفی، رائچور کرناٹک☆جامعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، بنگلور (کرناٹک)☆دارالعلوم غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، پور بندر (گجرات) ☆دارالعلوم اہلسنت شاہی مسجد ،ناسک (مہاراشٹر)☆دارالعلوم غوث اعظم، ناسک (مہاراشٹر) ☆دارالعلوم حنفیہ غوثیہ، شیر پور (مہاراشٹر)☆مدرسۃ البنات الصالحات، ناسک (مہاراشٹر)☆دارالعلوم انوار مصطفی، سدی پیٹھ (آندھرا پردیش)

☆قلمی خدمات☆

☆تحسین العیادت (بیمار پرسی کی خوبیاں) مرکز اہلسنت برکات رضا پور بندر (گجرات) سے شائع ہو چکی ہے۔
☆حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے مناقب وکرامات پر مشتمل تقریروں کا مجموعہ بنام ''مفتی اعظم پیکر استقامت وکرامت'' آل انڈیا سنی جمیعۃ العلمائ، شاخ مالیگاؤں سے منظر عام پر آچکی ہے۔
☆سری لنکا کے تبلیغی دورے میں ہوئے خطبات کا مجموعہ بنام ''خطبات کولمبو'' رضا اکیڈمی، شاخ مالیگاؤں کے زیر اہتمام چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔☆المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویہ۔حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ عنہ بارضا السرمدی کی تصانیف مبارکہ میں روایت فرمودہ احادیث طیبہ کا مجموعہ جو کہ ۹۰۰ سو صفحات پر مشتمل ہے۔(مسودہ)۔☆''مسائل سجدۂ سہو'' سجدۂ سہو کے مختلف، اہم ضروری مسائل پر مبنی رسالہ، مطبوعہ۔☆''تنویر العین'' انگوٹھا بوسی کا شرعی ثبوت۔(مسودہ)

☆شعروادب☆

حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب کو شعروادب کا کافی ذوق ہے۔طبیعت موزوں ہے مگر شاعری کیطرف مستقل رغبت نہیں ہے۔سفر حج کے دوران محبوب کردگار، صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے شہر مدینۃ منورہ میں دربار رسول کی حاضری کے وقت اکثر نعتیں تحریر فرماتے ہیں۔حضرت

ممدوح کی ۳۰ سے ۳۵ نعتیں ہیں جو کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں رقم فرمائی ہیں۔ ایسی دو نعتیں ملاحظہ ہوں۔

نعت شریف

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لایئے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھایئے

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کی چھاؤں میں اب تو بلایئے

راہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچایئے

باد مخالف تیز ہے دریا ہے باڑھ پر
منجدھار میں ہے ناؤ کنارے لگایئے

صبح وطن سے دور شب غم نے آلیا
رنج والم کے دام سے للہ چھڑایئے

زار ونزار حاضر دربار ہوں شہا
قلب حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹایئے

برد یمانی رخ سے ہٹا کر مرے حضور
حرماں نصیب ہوں مری قسمت جگایئے

پیارے حسین، قاسم وعباس کے طفیل
راہ وفا میں جینا و مرنا سکھایئے

پیارے شہید اکبر واصغر کا واسطہ
کوثر کا جام حشر میں ہم کو پلایئے

تھوڑی جگہ عطا کریں اشرف کو پاس میں
جامِ غمِ فراق نہ اس کو پلائیے

(۲) نعت شریف

گر کردیں کرم سرکار تو ہو جائے بیڑا پار
بس ایک اشارہ ہو جائے جنت کو چلیں بدکار

ہائے تپش اعمال کی پرسش کوئی نہیں غمخوار
مایوسی کی سخت گھڑی ہے آجائیں سرکار

سر پہ گنہ کا بوجھ ہے بھاری چلنا ہے دشوار
دست کرم کا دے دو سہارا ہو جائیں ہم پار

سونا جنگل، رات اندھیری، چور بڑے فنکار
ہائے مسافر دم مین نہ آنا رہنا تم ہوشیار

سخت اندھیرا، وحشت آگیں، تنہائی غمناک
ان کے کرم سے قبر بنے گی جنت کا گلزار

ہمدم ہمدم کہہ کے پکاروں آس نہ کوئی پاس
آکے خدارا دیدو سہارا نیا پھنسی منجدھار

نعت کے علاوہ دیگر اصناف سخن میں بھی آپ نے طبع آزمائی فرمائی ہے۔ اولیاء کاملین کی شان اقدس میں منقبتیں بھی لکھی ہیں۔ تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی شان میں تحریر کی گئی منقبت شعری وفنی محاسن کا اعلیٰ ترین نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایجاز وتراکیب کا مرقع بھی ہے۔

تری نگاہ سے ملتا ہے نور قلب ونظر
کہ تو ہے نوری اور نوری میاں کا نور نظر

تمہارے کوچۂ نوری کی شان کیا کہئے
جہاں گدائی کو آتے ہیں کتنے شمس وقمر

فقیہ وعالم وزاہد بنا دیئے کتنے
تری نگاہ تقدس مآب نے اکثر

وہی ہے مفتی اعظم وہی ہے ابن رضا
خدا کی یاد میں گزرے ہیں جس کے آٹھوں پہر

جو کم نظر ہیں وہ کیا جانیں مرتبہ اس کا
حریم شرع میں گزری ہیں جس کی شام وسحر

شعور پاس شریعت رموز راہ سلوک
تری جناب سے لیکر چلے سب اہل نظر

کرم کی بھیک سے ہم کو بھی کچھ عطا کردو
بٹے ہیں در سے تمہارے ہمیشہ لعل وگہر

بفیض مفتی اعظم ہوں اشرف رضوی
خدا کا شکر کہ بھٹکا نہ میں اِدھر سے اُدھر

☆حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کے ہمراہ گزاری ہوئی مدت☆

قطب زمانہ، شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم قدس سرہ، حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اولاد کی طرح تعلیم وتربیت پر توجہ فرمائی۔ دور دراز کا سفر فرماتے تو اپنے ہمراہ آپ کو لیجایا کرتے تھے۔ حضرت ممدوح نے برسوں مسلسل اور کبھی وقفے سے حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے ہمراہ دینی، تبلیغی واشاعتی اسفار کئے اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی خدمت کرتے رہے۔

☆تبلیغی دورے☆

☆**اندورون ملک تبلیغی اسفار:** کرناٹک، آندھرا پردیش، گجرات، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، راجستھان اور اڑیسہ جیسی ریاستوں کے سیکڑوں اضلاع، شہروں اور چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں آپ کے تبلیغی دورے ہوتے رہتے ہیں۔

بیرون ملک تبلیغی اسفار: حجاز مقدس، کویت، مصر، ایران، عراق، نیپال، سری لنکا، پاکستان، برطانیہ اور دبئی، ساؤتھ افریقہ، ملاوی، موزمبیک، زامبیا، لیسوٹو وغیرہ افریقن کنٹریز کے مختلف علاقوں میں تبلیغی اسفار ہو چکے ہیں۔

☆مناظروں میں شرکت☆

☆جھریا، دھنباد (جھارکھنڈ) میں دیوبندیوں سے☆بجرڈیہا، (بنارس) میں غیر مقلدوں سے☆ناگپور میں حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب اور ارشاد دیوبندی وطاہر گیاوی کے درمیان مناظروں میں شرکت ہوئی۔

☆حج وزیارت حرمین شریفین☆

آپ کو اب تک ۲۹ مرتبہ زیارتِ حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

☆پہلا حج ۱۴۰۷ھ☆دوسرا ۱۴۰۸ھ☆تیسرا ۱۴۱۰ھ☆چوتھا ۱۴۱۱ھ☆پانچواں ۱۴۱۲ھ☆چھٹواں ۱۴۱۳ھ☆ ساتواں ۱۴۱۴ھ آٹھواں ۱۴۱۵ھ☆نواں ۱۴۱۶ھ☆دسواں ۱۴۱۷ھ☆گیارھواں ۱۴۱۸ھ☆بارھواں ۱۴۱۹ھ☆تیرھواں ۱۴۲۰ھ☆چودھواں ۱۴۲۱ھ ☆پندرھواں ۱۴۲۲ھ سولہواں ۱۴۲۳ھ سترہواں ۱۴۲۴ھ اٹھارواں ۱۴۲۵ھ انیسواں ۱۴۲۶ھ بیسواں ۱۴۲۷ھ اکیسواں ۱۴۲۸ھ بائیسواں ۱۴۲۹ھ تیئسواں ۱۴۳۰ھ چوبیسواں

۱۴۳۱ھ پچیسواں ۱۴۳۲ھ چھبیسواں ۱۴۳۳ھ ستائیسواں ۱۴۳۵ھ اٹھائیسواں ۱۴۳۶ھ انتیسواں ۱۴۳۷ھ

نیز عمرہ کی سعادت سے متعدد مرتبہ مشرف ہو چکے ہیں ۔خصوصاً شعبان المعظم یا رمضان شریف کے مقدس اور بابرکت مہینوں میں آپ عمرہ کیلئے تشریف لے جاتے ہیں کبھی سال میں دو دو عمرے بھی ادا کئے ہیں۔

☆تلامذہ☆

☆حضرت سید محمد حسینی اشرفی مصباحی صاحب قبلہ (ایڈیٹر سنی آواز ناگپور، وسجادہ نشیں آستانہء عالیہ قطب رائچور کرناٹک) حضرت مولانا مفتی حبیب یارخان صاحب مفتیٔ اندور☆ حضرت مولینا عبدالغنی صاحب قبلہ رضوی نصیرآبادی☆حضرت مولینا عبدالستار صاحب اندوری☆ حضرت مفتی محمد منصور صاحب (دارالعلوم امجدیہ ،ناگپور)☆حضرت مولانا نسیم احمد صاحب (شیخ الحدیث،دارالعلوم امجدیہ،ناگپور)☆حضرت مولانا مفتی عبدالواحد جبلپوری المعروف مفتی محمد قاسم صاحب (خلیفہء حضور مفتی اعظم) ☆حضرت مولانا شمیم احمد صاحب (شیخ الحدیث منظر حق ٹانڈہ)☆حضرت مولانا سید علی ادونی (آندھرا پردیش)☆حضرت مولانا محمد احسان صاحب (مدرسہ حیدریہ، پوسد)☆حضرت مولانا عبدالرشید جبلپوری صاحب ☆حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب برکاتی (مہتمم دارالعلوم انوار رضانوساری، گجرات) حضرت مولانا احسان الرحمن علیہ الرحمہ ابن مفتی مالوہ مفتی رضوان الرحمن علیہ الرحمہ☆حضرت مولانا سید قمر پیر صاحب (پرنسپل کرنول کالج ،آندھرا پردیش)☆حضرت مولانا الحاج قلندر صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ رائچور) حضرت الحاج عتیق الرحمن صاحب (مدرس دارالعلوم رضائے مصطفیٰ،رائچور)☆حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب (شیخ المعقولات دارالعلوم امجدیہ، ناگپور)☆حضرت مولانا قاری محمد ہارون صاحب (شیخ التجوید دارالعلوم امجدیہ، ناگپور) حضرت مولانا

عتیق الرحمن صاحب (مدرس دارالعلوم امجدیہ، ناگپور) حضرت مولانا مجیب الرحمن صاحب (مدرس دارالعلوم امجدیہ، ناگپور) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب (مدرس دارالعلوم امجدیہ، ناگپور) حضرت مولانا خورشید احمد رضوی (آپ پہلے غیر مسلم تھے حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوئے) ☆حضرت مولانا عبدالحبیب رضوی (بانی رضا دارالیتامیٰ، ناگپور) ☆حضرت مولانا سید مخدوم صاحب ادونی (آندھرا) ☆حضرت مولانا سید عبدالقادر صاحب علیہ الرحمہ ☆حضرت مولانا حافظ خواجہ علی صاحب مرحوم ☆حضرت مولانا حافظ غلام مصطفیٰ صاحب (مدرس دارالعلوم امجدیہ) ☆حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب (مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور) ☆حضرت مفتی محمد نذیر صاحب (ناگپور) ☆حضرت مولانا سید محمد صفی صاحب رائچور (عربک کالج اننت پور) ☆حضرت مولانا محمد علی رائچور (لیکچرر فیض العلوم کالج، گلبرگہ) ☆حضرت مولانا فخرالدین صاحب (ناگپور) ☆حضرت مولانا سید احمد قادری عرف حامد میاں (صدر مدرس رضوان ہائی اسکول گوکاک ضلع بیلگام)

☆خلفاء☆

☆حضرت مولانا محمد عبدالغنی صاحب رضوی نصیرآبادی ☆ماہر رضویات حضرت مولانا عبدالستار ھمدانی صاحب (پوربندر، گجرات) ☆حضرت مولانا سید محمد سلیم باپو صاحب (جام نگر، راجکوٹ) ☆حضرت مفتی واجد علی قادری یارعلوی (صدر مدرس دارالعلوم حنفیہ سنیہ مالیگاؤں) ☆حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب برکاتی (مہتمم دارالعلوم انوار رضا نوساری، گجرات) ☆حضرت مفتی عابد حسین رضوی صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم حنفیہ سنیہ، مالیگاؤں) ☆حضرت الحاج حافظ محمد تحسین اشرف رضوی (شہزادہ حضور اشرف العلماء) ☆حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الزماں مصباحی ☆حضرت مولانا سید آصف اقبال صاحب رضوی (ناسک) ☆حضرت مولانا محبوب عالم صاحب (ناسک) ☆حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (نندوربار) ☆حضرت مولانا عبدالرشید صاحب جبلپوری ☆حضرت مولانا

حافظ سعادت علی صاحب (پوربندر، گجرات) ☆حضرت تفویض عالم رضوی (مالیگاؤں) ☆حضرت مولانا وقار احمد رضوی صاحب (بھیونڈی) ☆حضرت مولانا ابوالکلام صاحب مصباحی (کریم نگر) ☆حضرت مولانا جعفرالعابدین صاحب (ورنگل) ☆حضرت حافظ محمد احسان اقبال رضوی صاحب (رضا اکیڈمی کولمبو، سری لنکا) حضرت مولا نا محمد صابر القادری صاحب ناگپور ☆حضرت مولانا توقیر اشرف صاحب نبیرۂ حضرت والا ☆حضرت مولانا سرفراز احمد صاحب ازہری (دارالعلوم انوار رضا نوساری) ☆حضرت مولانا سید سبیل احمد صاحب سرسلہ آندھرا

☆مریدین☆

مریدین کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق ۲۵ سے ۵۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

☆آپکے دست اقدس پر قبول اسلام☆

☆حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب کے دست اقدس پر اب تک ۱۰۶/افراد قبول اسلام کر چکے ہیں اور ہزاروں افراد باطل عقائد ونظریات سے تائب ہو چکے ہیں۔

☆اکابر علماء اہلسنت جنکی زیارت کا شرف آپ کو حاصل رہا ہے☆

☆شہزادہ امام احمد رضا حضور حجۃ الاسلام شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ ☆حضور صدر الشریعہ مولانا ابوالعلا امجد علی اعظمی قدس سرہ (مصنف بہار شریعت) ☆حضور ملک العلماء حضرت مولانا ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ (مصنف حیات اعلیٰ حضرت) ☆حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ (صاحب تفسیر خزائن العرفان) ☆حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ (شہزادۂ امام احمد رضا) ☆حضور برہان ملت علامہ شاہ محمد برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ (خلیفۂ امام احمد رضا) ☆حضور شیر بیشۂ اہلسنت مناظر اعظم محمد حشمت علی خان علیہ الرحمہ (خلیفۂ امام احمد رضا) ☆حضور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمہ (خلیفۂ حضور حجۃ

الاسلام) ☆حضور مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب علیہ الرحمہ رئیس اعظم اڑیسہ ☆حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ ☆ حضرت علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ ☆خطیب مہاراشٹر حضرت محبوب ملت مفتی محبوب علی خاں صاحب (برادر گرامی حضور شیر بیشۂ اہلسنت) ☆حافظ ملت جلالۃ العلم مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی (بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیور سٹی مبارکپور) ☆حضرت علامہ قاضی شمس الدین رضوی جونپوری علیہ الرحمہ (منصف قانون شریعت) ☆حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ (فرزند حضور صدر الشریعہ) ☆غزالئ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ☆نبیرۂ اعلیحضرت حضرت مولانا مفتی محمد تقدس علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ (اردو مترجم مکاشفۃ القلوب) ☆حضرت مولانا سید خلیل احمد کاظمی علیہ الرحمہ (برادر گرامی حضرت غزالئ دوراں) ☆شہزادۂ رسول حضور احسن العلماء سید مصطفی حیدر حسن میاں، مارہروی قدس سرہ العزیز ☆شہزادۂ رسول حضور سید العلماء سید آل مصطفی سید میاں مارہروی قدس سرہ العزیز ☆پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ ☆حضرت مفسرِ اعظم محمد ابراہیم رضا جیلانی علیہ الرحمہ (پدر بزرگوار حضور ازہری میاں) ☆حضرت مفتی عبدالرشید صاحب علیہ الرحمہ (بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور) ☆شیخ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ ☆حضرت مفتی رفاقت حسین کانپوری علیہ الرحمہ ☆حضرت مولانا مفتی اجمل صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ ☆حضرت مفتی عبدالعزیز صاحب نعیمی فتحپوری علیہ الرحمہ ☆حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمن صاحب اندوری علیہ الرحمہ ت علامہ مفتی عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمہ مفتی آگرہ ☆حضرت مولانا نظام الدین صاحب الہ آبادی وغیرہم

☆دیگر سرگرمیاں☆

☆حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ اپنے تبلیغی دورے میں اگر کہیں نماز مغرب کی

امامت فرماتے تو نماز کے مصلیان وحاضرین سے خطاب فرماتے اور اکثر مقامات پر ذکر الٰہی کی بابرکت محفل بھی آراستہ فرماتے ہیں ☆ مخلوق خدا کا ہجوم آپکی خدمت میں اپنی پریشانیاں پیش کرتا۔ آپ دعا وتعویذ کے ذریعہ لوگوں کی الجھنوں، پریشانیوں اور کلفتوں کا تدارک فرماتے رہتے ہیں کبھی کبھار ایسا ہوتا کہ گھنٹوں لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر تعویذات حاصل کرتے رہتے ہیں ۔ اکثر سفر وحضر میں آرام بالکل کم فرماتے مگر ہمیشہ ہشاش بشاش ہی نظر آتے ہیں۔ اکثر لوگوں نے کبھی آپ کو سیر ہوکر کھانا کھاتے نہیں دیکھا ہے، تقلیل کلام (کم بولنا)، تقلیل طعام (کم کھانا) و تقلیل منام (کم سونا) یہ تینوں چیزیں آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ ☆ آپ نے صرف درس وتدریس پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ تجارتی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دنیوی تعلیم بھی دلائی یہی وجہ ہیکہ ناگپور شہر میں آپ کے تین میڈیکل اسٹورس چل رہے ہیں جہاں ریٹیل کے علاوہ ہول سیل دوائیں فروخت ہوتی ہیں ☆ حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب ہر کسی سے خندہ پیشانی سے ملاقات فرماتے ہیں۔ ایک بار آپ کی بابرکت اور فیض بخش صحبت میں بیٹھنے والا آپ کا گرویدہ ہوکر رہ جاتا ہے۔ ☆ آپ ہمیشہ اپنے مریدین، متوسلین، محبین اور معتقدین کو خشیت خداوندی عشق نبوی علیہ التحیۃ والثنا اور مسلک اعلیحضرت پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ اتحاد واتفاق کے ساتھ رہتے ہوئے مخلصانہ طور پر دین متین کی خدمت کرنے کی تنبیہ فرماتے رہتے ہیں۔ ☆ آپ نے ۱۹۶۵ء میں ناگپور اور ۱۹۷۸ء میں سورت میں جلوس عید میلاد النبی ﷺ کا اجراء فرمایا جو کہ تادم تحریر ہر سال محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کے پر بہار ومبارک ومسعود موقع پر نہایت تزک واحتشام سے نکلتا ہے۔

☆ اقوال زریں ☆

☆ حضرت مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ کی بابرکت محفل میں اثنائے گفتگو آپ نصیحت آموز

کلمات ادا فرماتے آپ کی تقاریر میں بھی ایسی باتیں بکثرت ملتی ہیں جنہیں حضرت ممدوح کے ملفوظات حسنہ اور اقوال زریں کی صورت میں جمع کیا جاسکتا ہے چندہ چیدہ چیدہ قیمتی اقوال زریں ملاحظہ ہوں۔

☆حسن اخلاق مومن کا زیور ہے، اور حسن نیت اعمال حسنہ کی اساس ہے جس نے ان دونوں کو اپنایا وہ کامیاب ہے۔

☆اچھے منتظم میں چار خوبیاں ضروری ہیں تحمل، تدبر، تفکر اور حسن تکلم۔

☆شریعت پر استقامت اور معصیت پر ندامت مومن کا اصلی جوہر ہے۔

☆خدمت خلق عقلمندی ہے، غفلت شرمندگی ہے۔

☆بزرگوں کا ادب زندگی کا سرور اور ایمان کا نور ہے۔

☆انسان کی اچھائی کا مدار مال و دولت اور عیش و عشرت پر نہیں ہے بلکہ دل کی سچائی ذہن کی صفائی اور کردار کی اچھائی پر ہے۔

☆جس معاشرہ میں نیک نیتی، روشن خیالی اور حسن عمل کی توانائی کی نورانی فضا چھائی ہوئی ہوگی اسی کو اچھا معاشرہ کہا جائیگا۔

☆منظوم نذرانہ خلوص☆

بحضور علامہ مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ

علماء حق کے رہبر مفتی مجیب اشرف — بحر عمل کے گوہر مفتی مجیب اشرف

جو کلمہ گو ہیں سوز عشق نبی سے عاری — انکے لئے ہیں خنجر مفتی مجیب اشرف

رضوی چمن میں نوری نکہت بسی ہوئی ہے — ہیں اسکا اک گل تر مفتی مجیب اشرف

پر پیچ وادیوں میں ہیں راہبر ہمارے — راہ ولا کے اختر مفتی مجیب اشرف

دیدہ ورو! جو دیکھو انصاف کی نظر سے اسلاف کے ہیں پیکر مفتی مجیب اشرف
بزم سخن کی رونق مفتی مجیب اشرف تسکین جان مضطر مفتی مجیب اشرف
یہ بے نوا مشاہد چپ چاپ تک رہا ہے لطف وکرم ہو اس پر مفتی مجیب اشرف

نعت رسول مقبول ﷺ

از:۔ مفتی مجیب اشرف صاحب

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لائیے
سرکار اپنا جلوہ زیبا دکھائیے

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کے چھاؤں میں اب تو بلائیے

رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچائیے

باد خلاف تیز ہے، دریا ہے باڑھ پر
منجدھار میں ہے ناؤ کنارے لگائیے

صبح وطن سے دور شب غم نے آلیا
رنج والم کے دام سے للہ چھڑائیے

زار ونزار حاضر دربار ہوں شہا
قلب حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹائیے

بردیمانی رخ سے ہٹا کر میرے حضور

حرماں نصیب ہوں میری قسمت جگایئے
تھوڑی جگہ عطا کریں اشرف کو پاس میں
جام غم فراق سے اس کو پلایئے

منقبت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از:۔ مفتی مجیب اشرف صاحب

ہے محفل حسین عقیدت سے آیئے
سوئے ہوئے نصیب کو اپنے جگایئے
ذکر شہید کربلا سنئے سنایئے
نام حسین سنتے ہی سر کو جھکایئے
پیارے حسین پاک سے لو کو لگایئے
مانگو، نہ مانگو، پاؤگے تم کو جو چاہیئے
حب حسن حسین کو دل میں بسایئے
پھر آنکھ بند ہوتے ہی جنت کو جایئے
صبر و رضا کے ساتھ عبادت کا ذوق ہو
ہر دل میں ایسا جذبہ صادق جگایئے
کرب و بلا میں فاطمہ زہرا کے لعل نے
درس وفا دیا ہے نہ اس کو بھلایئے
پیارے حسین قاسم و عباس کے طفیل
راہ وفا میں جینا و مرنا سکھایئے

پیاسے شہید اکبر و اصغر کا واسطہ
کوثر کا جام حشر میں ہم کو پلائیے

کرب و بلا کے سارے شہیدوں کا واسطہ
جور و جفا کی آگ سے ہم کو بچائیے

وہ ہیں خبیث جو کریں توہین آل پاک
لعنت خدا کی ایسوں سے دھوکا نہ کھائیے

حب حسین حب خدا و رسول ہے
اشرفؔ کا یہ عقیدہ ہے سب کو بتائیے۔

نعت پاک

از:۔ مفتی مجیب اشرف رضوی

سنت سرور کونین سے جڑتا جاتا
یوں مسلماں، نہ ہرگز کبھی مارا جاتا

مل گیا خیر سے دامان کرم کا سایہ
ورنہ اس دھوپ میں سب کچھ مرا جلتا جاتا

شکریہ آپ کی چشمان کرم کا مولیٰ
ورنہ مظلوم کو ظالم کا ستم کھا جاتا

مری فریاد کو سن لیتے اگر شاہ امم
سخت مشکل میں بھی جینے کا مزہ آجاتا

میں نے آواز لگائی ہے بڑے درد کے ساتھ

آہ بیکس کا مددگار کوئی آجاتا

اپنے آقا کی محبت کا اگر ہوتا شعور
ہم غلاموں کا کبھی کچھ نہیں ہوتا جاتا

مری قسمت کا ستارہ بھی چمک جاتا حضور
خاک طیبہ کا کوئی ذرہ اگر پا جاتا

اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہل نظر
جو لگاتار ہو سرکار میں آتا جاتا

کاش طیبہ کے سفر میں کبھی ایسا ہوتا
موئے تن نعت نبی جھوم کے گاتا جاتا

کاش محشر میں کوئی ایسا بھی موقع ملتا
نعت سرکار کی، سرکار میں پڑھتا جاتا

جام جمشید کی خواہش نہ زر و مال کی فکر
یونہی سرکار میں اشرفؔ رہے آتا جاتا

طرز وفا

جب بھی سویا ہے مسلمان کا ایمانی ضمیر
ظلم کی دھوپ میں جلتی رہی اس کی توقیر

ذوق سجدہ بھی نہیں پاس شریعت بھی نہیں
خواہش نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر

بات اپنوں کی ہے، غیروں سے شکایت کیسی

ہم بگڑتے نہیں، گرتی نہیں برقی شمشیر

اٹھ مسلمان ذرا دیکھ لے رنگ محفل

ہر طرف پائیگا لٹکتی ہوئی ننگی تصویر

خود شناسی کا چلن، سنت نبوی کی پھبن

مرد مومن کی روش، اہل نظر کی تنویر

حوصلہ پست نہ کر واعظ نادان میرا

ہوں مسلمان میں، باطن میرا ایمانی خمیر

سر فروشی کا جنوں، جہد مسلسل کا شعور

جب ملا اہل خرد کو تو بدل دی تقدیر

ظلم ونفرت کی یہ نگری ہے، سنبھل کر اشرف

ہر طرف کرتے چلو، طرز وفا کی تشہیر

ناشر
نبیرۂ حضور اشرف الفقہاء
حضرت مولانا توقیر اشرف رضوی صاحب قبلہ
نوری میڈیکل اسٹور شانتی نگر ناگپور